حصہ دوازدہم (12)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

کفالت کا بیان

اصطلاحِ شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس [1] کا ہو یا دَین [2] یا عین [3] کا۔ [4] (ہدایہ، درمختار)

جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب ومکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل ومکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۱: جس مدعی [6] کو یہ ڈر ہو کہ معلوم نہیں مال وصول ہوگا یا نہ ہوگا اور جس مدعیٰ علیہ کو یہ اندیشہ ہو کہ کہیں حراست میں نہ لیا جاؤں [7] ان دونوں کو اس اندیشہ سے بچانے کے لیے کفالت کرنا محمود وحسن ہے [8] اور اگر کفیل یہ سمجھتا ہو کہ مجھے خود شرمندگی حاصل ہوگی تو اس سے بچنا ہی احتیاط ہے توریت مقدس [9] میں ہے کہ کفالت کی ابتدا ملامت ہے اور اوسط ندامت ہے اور آخر غرامت ہے یعنی ضامن ہوتے ہی خود اس کا نفس یا دوسرے لوگ ملامت کریں گے اور جب اس سے

---

[1] ......یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا مطالبہ۔ [2] ......قرض۔

[3] ......معین ومشخص چیز جیسے مکان اور سامان وغیرہ۔

[4] ...... "الدر المختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۸۹.

و "الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، ج ۲، ص ۸۷.

[5] ......"الدر المختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۵.

[6] ......دعوی کرنے والا۔

[7] ......گرفتار نہ کرلیا جاؤں۔

[8] ......تعریف کے قابل اور اچھا ہے۔

[9] ......حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب۔

مطالبہ ہونے لگا تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آخر یہ کہ گرہ سے [1] دینا پڑتا ہے۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

کفالت کا جواز اور اس کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز پر اجماع منعقد ہے۔ قرآن مجید سورۂ یوسف میں ہے۔ ﴿ وَ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ﴾ [3] میں اس کا کفیل وضامن ہوں۔ حدیث میں ہے جس کو ابوداود وترمذی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کفیل ضامن ہے۔ ایک معاملہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کفالت کی تھی۔ [4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲: کفالت کے لیے الفاظ مخصوص ہیں جو بیان کیے جائیں گے اور اس کا رکن ایجاب وقبول ہے یعنی ایک شخص الفاظِ کفالت سے ایجاب کرے دوسرا قبول کرے۔ تنہا کفیل کے کہہ دینے سے کفالت نہیں ہوسکتی جب تک مکفول لہ [5] یا اجنبی شخص نے قبول نہ کیا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکفول لہ یا اجنبی نے کسی سے کہا کہ تم فلاں کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی تو یہ کفالت صحیح ہے قبول کی اس صورت میں ضرورت نہیں۔ اور اگر کفیل نے کفالت کی اور مکفول لہ وہاں موجود نہیں ہے کہ قبول یا رد کرتا تو یہ کفالت مکفول لہ کی اجازت پر موقوف ہے جب خبر پہنچی اُس نے قبول کرلی کفالت صحیح ہوگئی۔ اور جب تک مکفول لہ نے جائز نہ کی ہو کفیل کفالت سے دست بردار ہوسکتا ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مکفول عنہ کا قبول کرنا یا اس کے کہنے سے کسی شخص کا کفالت کرنا کافی نہیں مثلاً اس نے کسی سے کہا میری کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی یا اُس نے خود ہی کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے کفیل ہوتا ہوں اور مکفول عنہ [7] نے کہا میں نے قبول کیا یہ کفالت صحیح نہیں۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مریض نے اپنے ورثہ سے کہا فلاں شخص کا میرے ذمہ یہ مطالبہ ہے تم ضامن ہوجاؤ۔ ورثہ نے کفالت کرلی

---

[1] ......جیب سے۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹۵.

[3] ......پ ۱۳، یوسف: ۷۲.

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب الکفالة، ج ۶، ص ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۶.

[5] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۲.

[7] ......جس پر مطالبہ ہے۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۲، ۲۵۳.

یہ کفالت درست ہے۔ اگر چہ مکفول لہ نے قبول نہ کیا ہو بلکہ وہاں موجود بھی نہ ہو۔ مریض کے مرنے کے بعد ورثہ سے مطالبہ ہوگا مگر میت نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو ورثہ ادا کرنے پر مجبور نہیں کیے جاسکتے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مریض نے کسی اجنبی شخص کو اپنا ضامن بنایا وہ ضامن ہوگیا اگر چہ مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اس کفالت کو قبول کرے یہ کفالت بھی درست ہے لہٰذا اس اجنبی نے دَین ادا کر دیا تو اُس کے ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مریض نے ورثہ سے ضمانت کو نہیں کہا بلکہ خود ورثہ ہی نے مریض سے کہا کہ لوگوں کے جو کچھ دیون[3] تمھارے ذمہ ہیں ہم ضامن ہیں اور قرض خواہ وہاں موجود نہیں ہیں کہ قبول کرتے یہ کفالت صحیح نہیں۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ورثہ نے کفالت کی توضیح ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۷: مکفول بہ[5] کبھی نفس ہوتا ہے کبھی مال۔ نفس کی کفالت کا یہ مطلب ہے کہ اُس شخص کو جس کی کفالت کی حاضر لائے جس طرح آج کل بھی کچہریوں میں ہوتا ہے کہ مدعیٰ علیہ[6] سے کفیل[7] طلب کیا جاتا ہے جو اس امر کا ذمہ دار ہوتا ہے اُس پر لازم ہے کہ تاریخ پر حاضر لائے اور نہ لائے تو خود اُسے حراست[8] میں رکھتے ہیں۔

(کفالت کے شرائط)

کفالت کے شرائط حسبِ ذیل ہیں:

(۱) کفیل کا عاقل ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔

مجنوں یا نابالغ نے کفالت کی، صحیح نہیں۔ مگر جب کہ ولی نے نابالغ کے لیے قرض لیا اور نابالغ سے کہہ دیا کہ تم اس مال کی کفالت کر لو اُس نے کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے اور اس کفالت کا مطلب یہ ہوگا کہ نابالغ کو مال ادا کرنے کی اجازت ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية" ، کتاب الكفالة ، الباب الاول فی تعریف الكفالة... الخ ج ٣، ص ٢٥٣.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......دین کی جمع قرضے۔

[4] ......"الفتاوی الخانية " ، کتاب الكفالة والحوالة ، فصل فی الكفالة بالمال ،ج ٢ ،ص ١٧٤.

[5] ......جس چیز کی کفالت کی۔

[6] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[7] ......ضامن۔

[8] ......قید۔

اور اس صورت میں اس بچہ سے دَین کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور کفالت نہ کرتا تو صرف ولی سے مطالبہ ہوتا۔ ولی نے نابالغ کو کفالتِ نفس کا حکم دیا اُس نے کفالت کرلی یہ صحیح نہیں۔ [1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: نابالغ نے کفالت کی اور بالغ ہونے کے بعد کفالت کا اقرار کرتا ہے تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اگر بعد بلوغ اس میں اور طالب میں اختلاف ہوا یہ کہتا ہے میں نے نابالغی میں کفالت کی تھی اور طالب کہتا ہے بالغ ہونے کے بعد کفالت کی ہے تو نابالغ کا قول معتبر ہے۔ [2] (عالمگیری)

(۳) آزاد ہونا۔

یہ شرطِ نفاذ ہے یعنی اگر غلام نے کفالت کی تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ ایسا غلام ہو جس کو تجارت کرنے کی اجازت ہو ہاں جب وہ آزاد ہوگیا تو اُس کفالت کی وجہ سے جو غلامی کی حالت میں کی تھی اُس سے مطالبہ ہوسکتا ہے اور اگر مولیٰ [3] نے اُسے کفالت کی اجازت دے دی تو اُس کی کفالت صحیح و نافذ ہے جب کہ مدیون [4] نہ ہو۔ [5] (درمختار، عالمگیری)

(۴) مریض نہ ہونا۔

یعنی جو شخص مرض الموت میں ہو اور ثلث مال [6] سے زیادہ کی کفالت کرے تو صحیح نہیں۔ یوہیں اگر اُس پر اتنا دَین [7] ہو جو اُس کے ترکہ کو محیط ہو [8] تو بالکل کفالت نہیں کرسکتا۔ مریض نے وارث کے لیے یا وارث کی طرف سے کفالت کی یہ مطلقاً صحیح نہیں۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۵۹۳.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

[2] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

[3] ......آقا، مالک۔

[4] ......مقروض۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

و"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص ۵۹٤.

[6] ......مال کا تیسرا حصہ۔ [7] ......قرض۔

[8] ......اُس کی تمام میراث کو گھیرے ہوئے ہو۔

[9] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹٤.

مسئلہ ۹: اگر مریض پر بظاہر دین نہ تھا اُس نے کسی کی کفالت کی تھی پھر یہ اقرار کیا کہ مجھ پر اتنا دَین ہے جو کُل مال کو محیط ہے پھر مرگیا اس کا مال مقرلہ[1] کو ملے گا مکفول لہ[2] کو نہیں ملے گا۔ اور اگر اتنے مال کا اقرار کیا ہے جو کُل مال کو محیط نہیں ہے اور دَین نکالنے کے بعد جو بچا کفالت کی رقم اُس کی تہائی تک ہے تو یہ کفالت درست ہے اور اگر کفالت کی رقم تہائی سے زیادہ ہے تو تہائی کی قدر کفالت صحیح ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مریض نے حالتِ مرض میں یہ اقرار کیا کہ میں نے صحت میں کفالت کی ہے یہ اُس کے پورے مال میں صحیح ہے بشرطیکہ یہ کفالت نہ وارث کے لیے ہو نہ وارث کی طرف سے ہو۔[4] (ردالمحتار)

(۵) مکفول بہ مقدور التسلیم ہو۔

یعنی جس چیز کی کفالت کی اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہوسکتی۔ جس پر حد واجب ہو اُسکے نفس کی کفالت ہوسکتی ہے۔ جبکہ اُس حد میں بندوں کا حق ہو۔ یوہیں میّت کی کفالت بالنفس[5] نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جب وہ مر چکا تو حاضر کیونکر کرسکتا ہے بلکہ اگر زندگی میں کفالت کی تھی پھر مرگیا تو کفالت بالنفس باطل ہوگئی کہ وہ رہا ہی نہیں جس کی کفالت کی تھی۔

(۶) دَین کی کفالت کی تو وہ دَین صحیح ہو۔

یعنی بغیر ادا کیے یا مدعی[6] کے معاف کیے وہ ساقط نہ ہو سکے۔ بدل کتابت کی کفالت نہیں ہوسکتی کہ یہ دَین صحیح نہیں۔ یوہیں زوجہ کے نفقہ[7] کی کفالت نہیں ہوسکتی جب تک قاضی نے اس کا حکم نہ دیا ہو کہ یہ دَین صحیح نہیں۔

(۷) وہ دَین قائم ہو۔

---

[1] ......جس کے لیے اقرار کیا۔

[2] ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۴.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ......جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کی کفالت۔

[6] ......دعوی کرنے والا۔

[7] ......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔

لہٰذا جو مفلس [1] مرا اور ترکہ نہیں چھوڑا اُس پر جو دَین ہے قابلِ کفالت نہیں کہ ایسے دَین کا دنیا میں مطالبہ ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ دَین قائم نہ رہا۔ [2]

(کفالت کے الفاظ)

مسئلہ ۱۱: کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جاتا ہو مثلاً خود لفظِ کفالت ضمانت۔ یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمھارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: تمھارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمھارا جو دَین فلاں پر ہے میں دوں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ جو کچھ تمھارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے۔ یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس بیع میں پہنچے گا میں اُس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ مبیع میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں یہ کفالت بھی صحیح ہے۔ اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف و ربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔ [6] (درمختار)

(کفالت کا حکم)

مسئلہ ۱۵: کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے [7] اُس کا مطالبہ اس کے

---

[1]...... نادار محتاج۔

[2]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۲.

[3]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ واقسامھا... الخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۲۵۵.

[4]...... المرجع السابق ص ۲۵۶، ۲۵۷.

[5]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۱.

[6]...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۶، ۵۹۹.

[7]...... یعنی جس چیز کا ضامن بنا ہے، جس چیز کی ضمانت لی ہے۔

ذمہ لازم ہوگیا یعنی طالب کے لیے حقِ مطالبہ ثابت ہوگیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کرسکتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ اس سے مطالبہ اُسی وقت کرے جب اصیل سے مطالبہ نہ کرسکے بلکہ اصیل [1] سے مطالبہ کرسکتا ہو۔ جب بھی کفیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اصیل سے مطالبہ شروع کردیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ ہاں اگر اصیل سے اُس نے اپنا حق وصول کرلیا تو کفالت ختم ہوگئی اب کفیل بری ہوگیا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: میں نے فلاں کی کفالت کی آج سے ایک ماہ تک تو ایک ماہ کے بعد کفیل [3] بری ہوجائے گا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ اور فقط اتنا ہی کہا کہ ایک ماہ کفیل ہوں یہ نہ کہا کہ آج سے جب بھی عرف یہی ہے کہ ایک ماہ کی تحدید ہے [4]، اس کے بعد کفیل سے تعلق نہ رہا۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کفیل نے یوں کفالت کی کہ جب تو طلب کرے گا تو ایک ماہ کی مدت میرے لیے ہوگی یہ کفالت صحیح ہے۔ اور وقتِ طلب سے ایک ماہ کی مدت ہوگی اور مدت پوری ہونے پر تسلیم کرنا لازم ہے اب دوبارہ مدت نہ ہوگی۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: اس شرط پر کفالت کی کہ مجھ کو تین دن یا دس دن کا خیار ہے کفالت صحیح ہے اور خیار بھی صحیح یعنی جس مدّت تک خیار لیا ہے اُس کے بعد مطالبہ ہوگا اور اندرونِ مدّت اُس کو اختیار ہے کہ کفالت کو ختم کردے۔ [7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: کفیل نے وقت معین [8] کردیا ہے کہ میں فلاں وقت اس کو حاضر لاؤں گا اور طالب نے طلب کیا تو اُس وقتِ معین پر حاضر لانا ضرور ہے اگر حاضر لایا فبہا [9] ورنہ خود اس کفیل کو حبس [10] کردیا جائے گا۔ یہ اُس صورت میں ہے جب

---

1 ...... جس پر مطالبہ ہے۔

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹۳.

3 ...... ضامن، کفالت کرنے والا۔

4 ...... یعنی ایک ماہ کی مدت مقرر ہے۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی الکفالة المؤقته، ج ۷، ص ۶۰۰.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۲.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۲، وغیرہ.

8 ...... مقرر۔ 9 ...... تو صحیح۔ 10 ...... قید، گرفتار۔

حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۰: کفالت بالنفس[2] کی تھی اور وہ شخص غائب ہو گیا کہیں چلا گیا تو کفیل کو اتنے دنوں کی مہلت دی جائے گی کہ وہاں جا کر لائے اور مدّت پوری ہونے پر بھی نہ لایا تو قاضی کفیل کو حبس کرے گا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا تو کفیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جب کہ طالب بھی اس بات کو مانتا ہو کہ وہ لاپتا ہے اور اگر طالب گواہوں سے ثابت کردے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو کفیل مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے جا کر لائے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا کہ کفیل اُس کو وہاں سے جا کر لائے اگر یہ اندیشہ[4] ہو کہ کفیل بھی بھاگ جائے گا تو طالب کو یہ حق ہوگا کہ کفیل سے ضامن طلب کرے اور کفیل کو اس صورت میں ضامن دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: کفالت بالنفس میں اگر مکفول بہ[6] مرگیا کفالت باطل ہوگئی۔ یوہیں اگر کفیل مرگیا جب بھی کفالت باطل ہوگئی اُس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی اس کے ورثہ یا وصی کفیل سے مطالبہ کرسکتے ہیں۔ کفیل نے مدعیٰ علیہ[7] کو مدعی[8] کے پاس حاضر کردیا تو کفالت سے بری ہوگیا مگر شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ حاضر لایا ہو جہاں مدعی کو مقدمہ پیش کرنے کا موقع ہو یعنی جہاں حاکم رہتا ہو یعنی اُسی شہر میں حاضر لانا ہوگا دوسرے شہر یا جنگل یا گاؤں میں اُس کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ کفیل کے بری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ضمانت

---

[1]...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۳.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

[2]...... جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا ضامن بننا تھا۔

[3]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۳.

[4]...... ڈر، خوف۔

[5]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

[6]...... جس کی کفالت کی ہے۔

[7]...... جس پر دعوی کیا جائے۔

[8]...... دعوی کرنے والا۔

کے وقت یہ شرط کرے کہ جب میں حاضر لاؤں بری ہو جاؤں گا یعنی بغیر اس شرط کے بھی حاضر کر دینے سے بری ہو جائے گا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کفیل کی برأت[2] کے لیے یہ ضروری نہیں کہ جب حاضر کر دے تو مکفول لہ[3] قبول کر لے وہ انکار کرتا رہے اور یہ کہے کہ اسے دوسرے وقت لانا جب بھی کفیل بری الذمہ ہو گیا۔ کفیل کے ذمہ صرف ایک بار حاضر کر دینا ہے۔ ہاں اگر ایسے لفظ سے کفالت کی ہو جس سے عموم سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ جب کبھی تو اسے طلب کرے گا میں حاضر لاؤں گا تو ایک مرتبہ کے حاضر کرنے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: کفالت میں شرط کر دی ہے کہ مجلسِ قاضی میں حاضر کرے گا اب دوسری جگہ مدعی کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ ہاں امیرِ شہر کے پاس حاضر کر دیا یا امیر کے پاس حاضر کرنے کی شرط تھی اور قاضی کے پاس لایا یا دوسرے قاضی کے پاس لایا، یہ کافی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مطلوب (مدعیٰ علیہ) نے خود اپنے کو حاضر کر دیا کفیل بری ہو گیا جب کہ اس نے مطلوب کے کہنے سے کفالت کی ہو اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی کفالت کر لی تو اُس کے خود حاضر ہونے سے کفیل بری نہ ہوا۔ کفیل کے وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا کفیل بری ہو گیا مگر ان تینوں میں یعنی خود حاضر ہو گیا یا وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا شرط یہ ہے کہ وہ کہے کہ میں بمقتضائے کفالت[6] حاضر ہوا یا کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اور اگر یہ ظاہر نہ کیا تو کفیل بریٔ الذمہ نہ ہوا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: کسی اجنبی شخص نے جو کفیل کی طرف سے مامور نہیں ہے مطلوب کو پیش کر دیا اور کہہ دیا کہ کفیل کی طرف

---

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی الکفالة المؤقتة، ج ۷، ص ۶۰۵.

[2] ......یعنی ضامن کا بریٔ الذمہ ہونا۔

[3] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۶.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۶.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۵۹.

[6] ......کفالت کے تقاضے کے مطابق۔

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة النفس لاتبطل بابراء الاصیل، ج ۷، ص ۶۰۷.

سے پیش کرتا ہوں اگر طالب نے منظور کرلیا کفیل بری ہوگیا ورنہ نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: کفیل نے یوں کفالت کی کہ اگر میں کل اس کو حاضر نہ لایا تو جو مال اس کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور باوجود قدرت اُس نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن ہوگیا اُس سے مال وصول کیا جائے گا اور اگر مطلوب بیمار ہوگیا یا قید کردیا گیا یا اُس کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے ان وجوہ سے کفیل نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن نہیں ہوا اور اگر مطلوب مرگیا یا مجنوں ہوگیا اس وجہ سے نہیں حاضر کرسکا تو ضامن ہے اور اگر صورت مذکورہ میں خود طالب مرگیا تو اُس کے ورثہ اُس کے قائم مقام ہیں اور اگر کفیل مرگیا تو اس کے ورثہ سے مطالبہ ہوگا یعنی اُس وقت تک وارث نے اُس کو حاضر کردیا بری ہوگیا ورنہ وارث پر لازم ہوگا کہ کفیل کے ترکہ سے دَین ادا کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کفیل نے یہ کہا تھا کہ اگر کل فلاں جگہ اس کو تمھارے پاس نہ لاؤں تو مال کا میں ضامن ہوں کفیل اُسے لایا مگر طالب کو نہیں پایا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلیا تو کفیل دونوں کفالتوں (کفالتِ نفس اور کفالتِ مال) سے بری ہوگیا۔ اور اگر صورت مذکورہ میں طالب وکفیل میں اختلاف ہوا۔ طالب کہتا ہے تم اُسے نہیں لائے۔ کفیل کہتا ہے میں لایا تم نہیں ملے۔ اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو طالب کا قول معتبر ہے یعنی کفیل کے ذمہ مال لازم ہوگیا اور اگر کفیل نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ اُسے لایا تھا تو کفیل بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: کفیل مطلوب کو لایا مگر خود طالب چھپ گیا اس صورت میں قاضی اُس کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کردے گا کفیل اُس وکیل کو سپرد کردے گا۔ اسی طرح مشتری کو خیار تھا اور بائع غائب ہوگیا یا کسی نے قسم کھائی تھی کہ آج میں اپنا قرض ادا کردوں گا اور قرض خواہ غائب ہوگیا یا کسی نے عورت سے کہا تھا اگر تیرا نفقہ[4] تجھ کو آج نہ پہنچے تو تجھ کو طلاق دے لینے کا اختیار ہے اور عورت کہیں چھپ گئی ان سب صورتوں میں قاضی ان کی طرف سے وکیل مقرر کردے گا اور وکیل کا فعل مؤکل[5] کا فعل ہوگا۔[6] (ردالمحتار)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲٦۱.

[2] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة النفس... الخ، ج ۷ ص ٦۰۸ ـ ٦۱۰.

[3] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲٦۰.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: حادثة الفتویٰ، ج ۷، ص ٦۱۱.

[4] ...... کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔

[5] ...... وکیل بنانے والا۔

[6] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی المواضع التی ینصب فیها القاضی وکیلا... الخ، ج ۷، ص ٦۱۱.

مسئلہ ۳۰: قاضی یا اس کے امین نے مدعیٰ علیہ[1] سے کفیل طلب کیا جو اس کے حاضر لانے کا ضامن ہو مدعی[2] کے کہنے سے کفیل طلب کیا ہو یا بغیر کہے کفیل پر لازم ہوگا کہ مدعیٰ علیہ کو قاضی کے پاس حاضر لائے مدعی کے پاس لانے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگا ہاں اگر قاضی نے یہ کہہ دیا ہو کہ مدعی تم سے کفیل طلب کرتا ہے تم اس کو کفیل دو تو اب مدعی کے پاس لانا ہوگا قاضی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱: طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے ضامن لے، اس کی دو صورتیں ہیں وکیل نے کفالت کی اپنی طرف نسبت کی یا مؤکل کی طرف، اگر اپنی طرف نسبت کی تو کفیل سے مطالبہ خود وکیل کرے گا اور مؤکل کی طرف نسبت کی تو مؤکل کے لیے حقِ مطالبہ ہے مگر کفیل نے اگر مؤکل کے پاس مطلوب کو پیش کر دیا تو دونوں صورتوں میں بریٔ الذمہ ہو گیا اور وکیل کے پاس حاضر لایا تو پہلی صورت میں بری ہوگا دوسری صورت میں نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کی کفالت چند شخصوں نے کی اگر یہ ایک کفالت ہو تو اُن میں کسی ایک کا حاضر لانا کافی ہے سب بری ہو گئے اور اگر متفرق طور پر سب نے کفالت کی ہے تو ایک کا حاضر لانا کافی نہیں یعنی یہ بری ہو گیا دوسرے بری نہیں ہوئے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کفالت صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ وقتِ کفالت دعویٰ صحیح ہو بلکہ اگر دعویٰ میں جہالت ہے اور کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر ایک حق کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ حق کیا ہے یا سو اشرفیوں کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ اشرفیاں کس قسم کی ہیں۔ ایک شخص نے مدعی سے کہا اس کو چھوڑ دو میں اس کی ذات کا کفیل ہوں اگر میں اُس کو کل حاضر نہ لایا تو سو اشرفیاں میرے ذمہ ہیں۔ یہاں دو کفالتیں ہیں ایک نفس کی دوسری مال کی اور دونوں صحیح ہیں لہٰذا اگر دوسرے دن حاضر نہ لایا تو اشرفیاں دینی پڑیں گی یا وہ حق دینا ہوگا رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ حق کیا ہے یا اشرفیاں کس قسم کی ہیں اس کی صورت یہ ہوگی کہ مدعی اپنے دعوے کی تفصیل میں جو بیان کرے اور اُس کو گواہوں سے ثابت کر دے یا مدعیٰ علیہ اُس کی تصدیق کرے کفیل کے ذمہ وہ دینا لازم ہوگا اور اگر نہ مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا نہ مدعیٰ علیہ نے اُس کی تصدیق کی بلکہ دونوں میں اختلاف ہوا تو مدعی کا قول معتبر ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔
2 ......دعویٰ کرنے والا۔
3 ...... الفتاوی الخانیة، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل فی نفس المکفول به، ج ۲، ص ۱۷۰.
4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۲.
5 ......المرجع السابق.
6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی المواضع التی ینصب فیها القاضی... الخ، ج ۷، ص ۶۱۱.

مسئلہ ۳۴: کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نفسِ مال کا ضامن ہو[1] دوسری یہ کہ تقاضا[2] کرنے کی ذمہ داری کرے ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کچھ مال تھا تیسرے شخص نے طالب سے کہا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ اُس سے وصول کر کے تم کو دوں گا یہ مال کی ضمانت نہیں ہے کہ اپنے پاس سے دیدے بلکہ تقاضا کرنے کا ضامن ہے کہ جب اُس سے وصول ہوگا دے گا اس سے مال کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ زید نے عمرو کے ہزار روپے غصب کر لیے تھے عمرو اُس سے جھگڑا کر رہا تھا کہ میرے روپے دیدے تیسرے شخص نے کہا لڑو مت، میں اس کا ضامن ہوں کہ اُس سے لے کر تم کو دوں، اس ضامن کے ذمہ لازم ہے کہ وصول کر کے دے اور اگر زید نے وہ روپے خرچ کر ڈالے تو یہ بھی نہ رہا کہ وہ روپے وصول کر کے دے صرف تقاضا کرنے کا ضامن ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: کفالت اُس وقت صحیح ہے جب وہ اپنے ذمہ لازم کرے یعنی کوئی ایسا لفظ کہے جس سے التزام سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ میرے ذمہ ہے یا مجھ پر ہے میں ضامن ہوں، میں کفالت کرتا ہوں اور اگر فقط یہ کہا کہ فلاں کے ذمہ جو تمھارا روپیہ ہے اُس کو مَیں تمھیں دوں گا، مَیں تسلیم کروں گا، مَیں وصول کروں گا، اس کہنے سے کفیل نہیں ہوا اور اگر ان الفاظ کو تعلیق کے طور پر[4] کہا کہ وہ نہیں دے تو مَیں دوں گا، مَیں ادا کروں گا، یوں کہنے سے کفیل ہوگیا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی وجہ سے اصیل[6] سے اس وقت مطالبہ نہ ہوسکتا ہو اور اُس کی کسی نے کفالت کر لی کفالت صحیح ہے اور کفیل سے اسی وقت مطالبہ ہوگا مثلاً غلام مجحور (جس کو مالک نے خرید و فروخت کی ممانعت کر دی ہو) اُس نے کسی کی چیز ہلاک کر دی یا اس پر قرض ہے اُس سے مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہوگا مگر کسی نے اُس کی کفالت کر لی تو کفیل سے ابھی مطالبہ ہوگا یوہیں مدیون[7] کے متعلق قاضی نے مفلسی[8] کا حکم دے دیا تو اس سے مطالبہ مؤخر ہوگیا مگر کفیل سے مؤخر نہیں ہوگا۔[9] (ردالمحتار)

---

1 ......یعنی مال کی ادائیگی کا ضامن ہو۔

2 ......مطالبہ۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة المال، ج ۷، ص ۶۱۷.

4 ......یعنی معلق کرکے۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة المال، ج ۷، ص ۶۱۸.

6 ......جس پر مطالبہ ہے۔

7 ......مقروض۔

8 ......محتاجی، ناداری۔

9 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۱۸.

مسئلہ ۳۷: مال مجہول[1] کی کفالت بھی صحیح ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفالت نفس وکفالت مال میں تردید کرے مثلاً یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا ضامن یا اُس کے ذمہ جو فلاں کا مال ہے اُس کا ضامن ہوں اور کفیل کو اختیار ہے دونوں کفالتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: دو شخصوں میں دَین مشترک ہے یعنی ان دونوں کا کسی کے ذمہ دَین تھا مثلاً دونوں نے ایک مشترک چیز کسی کے ہاتھ بیچی یا ان کے مورث[3] کا کسی کے ذمہ دَین تھا یہ دونوں اُس میں شریک ہیں ان میں سے ایک دوسرے کے لیے کفالت نہیں کرسکتا پورے دَین کا کفیل بھی نہیں ہوسکتا اور دوسرے کے حصہ کا بھی کفیل نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں ایک چیز میں شریک تھے اور دونوں نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ علیحدہ بیچا ایک عقد میں بیع نہیں کیا تو ایک دوسرے کے لیے کفالت کرسکتا ہے اور پہلی صورتوں میں اگر ایک نے دوسرے کو بقدر اُس کے حصہ کے بلا کفالت دیدیا یہ دینا درست ہے مگر اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: عورت کا نفقہ جو زن وشو[5] کی باہم رضامندی سے مقرر ہوا ہے یا قاضی نے اُس کو مقرر کردیا ہے اس کی کفالت بھی ہوسکتی ہے یا قاضی کے حکم سے نفقہ کے لیے عورت نے قرض لیا ہے عورت اس کا مطالبہ شوہر سے کرے گی، شوہر کی طرف سے کسی نے کفالت کی یہ کفالت بھی صحیح ہے آئندہ کے نفقہ کی ضمانت بھی درست ہے ایام گذشتہ کا نفقہ باقی ہے مگر اُس کا تقرر[6] نہ تراضی سے[7] ہوا، نہ حکم قاضی سے، اس کی ضمانت صحیح نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: دَین مہر کی کفالت[9] صحیح ہے کہ یہ بھی دَین صحیح ہے بدلِ کتابت[10] کی کفالت صحیح نہیں کہ یہ دَین صحیح

---

[1] ......یعنی وہ مال جس کو معین نہ کیا گیا ہو۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب : کفالة المال قسمان... الخ، ج ۷، ص۶۱۸.

[3] ......وارث کرنے والا یعنی میت۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۱۹ .

[5] ...... میاں بیوی۔

[6] ......مقرر کرنا۔

[7] ......باہم رضامندی سے۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۱۹.

[9] ......وہ مہر جو کسی کے ذمے قرض ہو اُس کی ضمانت۔

[10] ......آقا کا اپنے غلام سے مال کی ادائیگی کے بدلے اُس کی آزادی کا معاہدہ کرنا کتابت کہلاتا ہے اور جو مال مقرر ہوا اُسے بدل کتابت کہتے ہیں۔

نہیں اور اگر کسی نے ناواقفی سے ضمانت کرلی اور کچھ ادا بھی کر دیا پھر معلوم ہوا کہ یہ کفالت صحیح نہ تھی اور مجھ پر ادا کرنا لازم نہ تھا تو جو کچھ ادا کر چکا ہے واپس لے سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی عورت سے کہا میں ہمیشہ کے لیے تیرے نفقہ[2] کا ضامن ہوں، جب تک وہ عورت اُس کے نکاح میں رہے گی اُس وقت تک یہ کفیل ہے، مرنے کے بعد یا طلاق کے بعد صرف عدّت تک ضامن ہے، اُس کے بعد کفالت ختم ہوگئی۔ یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ایک روپیہ روزانہ دے دیا کرو اس کا میں ضامن ہوں وہ دیتا رہا ایک کثیر رقم ہوگئی اب کفیل یہ کہتا ہے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ تم اتنی رقمِ کثیر[3] اُسے دے دوگے اس کی یہ بات معتبر نہیں کُل رقم دینی پڑے گی۔ یوہیں دوکاندار سے یہ کہہ دیا کہ اس کے ہاتھ جو کچھ بیچو گے وہ میرے ذمہ ہے تو جو کچھ اس کے ہاتھ بیع کرے گا مطالبہ کفیل سے ہوگا یہ نہیں سنا جائے گا کہ میرا مطلب یہ تھا یہ نہ تھا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول لہ[4] نے اسے قبول کرلیا ہو چاہے قبول کے الفاظ کہے ہوں یا دلالۃً قبول کیا ہو مثلاً اُس کے ہاتھ کوئی چیز فی الحال بیع کر دی مگر اس بیع کے بعد دوبارہ یا سہ بارہ[5] بیع کرے گا تو اُس کے ثمن کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ ہمیشہ کے لیے ضمانت نہیں ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص دوسرے سے قرض مانگ رہا تھا اُس نے قرض دینے سے انکار کر دیا تیسرے شخص نے یہ کہا اس کو قرض دیدو میں ضامن ہوں اُس نے فوراً قرض دے دیا یہ ضامن ہوگیا کہ اُس کا قرض دے دینا ہی قبول کفالت ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: اس کے ہاتھ فلاں چیز بیع کر و اس میں جو کچھ خسارہ ہوگا میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔[8] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۰.

[2] ......کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔

[3] ......اتنا زیادہ مال۔

[4] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[5] ......تیسری بار۔

[6] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۲.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۳.

[8] ......المرجع السابق، ص ۶۲۲.

مسئلہ ۴۴: یہ کہا کہ فلاں شخص اگر تمھاری کوئی چیز غصب کرلے گا وہ مجھ پر ہے تو کفیل ہوگیا اور اگر یہ کہا کہ جو شخص تیری چیز غصب کرے میں اُس کا ضامن ہوں تو یہ کفالت باطل ہے یوہیں اگر یہ کہا کہ اس گھر والے جو چیز تیری غصب کریں مَیں ضامن ہوں یہ کفالت باطل ہے جب تک کسی آدمی کا نام نہ لے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: یہ کہا تھا کہ جو چیز فلاں کے ہاتھ بیع کروگے میں ضامن ہوں یہ کہہ کر اُس نے اپنا کلام واپس لیا کہہ دیا مَیں ضامن نہیں اب اگر اس نے بیچا تو وہ ضامن نہ رہا اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کی کفالت کی ہے جس کا نام نہیں جانتا ہوں صورت پہچانتا ہوں یہ اقرار درست ہے اس کے بعد کسی شخص کو لاکر کہتا ہے کہ یہ وہی ہے برئ الذمہ ہوجائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص نے بار برداری کے لیے جانور کرایہ پر لیا یا خدمت کے لیے غلام کو اجارہ پر لیا[4] اگر وہ جانور اورغلام معین ہیں یعنی اس جانور پر میرا سامان لادا جائے یا یہ غلام میری خدمت کرے گا اس کی کفالت صحیح نہیں کہ کفیل اس کی تسلیم سے عاجز ہے[5] اور غیر معین ہوں تو کفالت صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: مبیع کی کفالت صحیح نہیں یعنی ایک شخص نے کوئی چیز خریدی کفیل نے مشتری سے کہا یہ چیز اگر ہلاک ہوگئی تو میرے ذمہ ہے یہ کفالت صحیح نہیں کہ مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بیع ہی فسخ ہوگئی بائع سے کسی چیز کا مطالبہ نہ رہا پھر کفالت کس چیز کی ہوگی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: معین شے اگر کسی کے پاس ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ وہ چیز اُس کے ضمان میں ہے یا نہیں اگر ضمان میں ہے تو ضمان بنفسہٖ ہے یا ضمان بغیرہ یہ کل تین صورتیں ہوئیں اگر اُس کا قبضہ قبضۂ ضمان نہ ہو بلکہ قبضۂ امانت ہو کہ ہلاک ہونے کی صورت میں تاوان دینا نہ پڑے جیسے ودیعت (جس کو لوگ امانت کہتے ہیں) مال مضاربت، مال شرکت، عاریت، کرایہ کی چیز

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۲، ۶۲۴.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۳.

3 ......المرجع السابق ص ۶۲۸.

4 ......یعنی نوکر رکھا۔

5 ......سپرد کرنے سے عاجز ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۹.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعلیق الکفالۃ بشرط... إلخ، ج ۷ ص ۶۲۹.

جو کرایہ دار کے قبضہ میں ہے۔

قبضۂ ضمان جبکہ ضمان بغیرہ ہو اسکی مثال مبیع ہے جبکہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مرہون[1] جو مرتہن[2] کے قبضہ میں ہو کہ مبیع ہلاک ہونے سے ثمن جاتا رہتا ہے اور مرہون ہلاک ہو تو دَین جاتا رہتا ہے۔

جس کا ضمان بعینہٖ ہے اُس کی مثال وہ مبیع جس کی بیع فاسد ہوئی اور وہ مشتری کے قبضہ میں ہو۔ خریداری کے طور پر نرخ کرکے چیز پر قبضہ کیا۔ مغصوب[3] اور انکے علاوہ وہ چیزیں کہ ہلاک ہونے کی صورت میں اُن کی قیمت دینی پڑتی ہے اس تیسری قسم میں کفالت صحیح ہے پہلی دونوں قسموں میں کفالت صحیح نہیں۔[4] (ردالمحتار) اس قاعدۂ کلیہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مرہون اور ودیعت اور مبیع کی کفالت صحیح نہیں ہے مگر ان چیزوں کی تسلیم کی کفالت ہوسکتی ہے یعنی بائع یا مرتہن یا امین سے لے کر اُس کے قبضہ دلانے کی کفالت صحیح ہے مگر اس کفالت کا محصل[5] یہ ہوگا کہ چیز اگر موجود ہے تو تسلیم کردے اور ہلاک ہوگئی تو کچھ نہیں۔ کفیل بریُٔ الذمہ ہوگیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: بیع میں ثمن کی کفالت صحیح ہے جبکہ وہ بیع صحیح ہو کفالت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بیع صحیح نہ تھی اور کفیل نے بائع کو ثمن ادا کردیا ہے تو کفیل کو اختیار ہے کہ جو کچھ ادا کرچکا ہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے اور اگر پہلے وہ بیع صحیح تھی بعد میں شرط فاسد لگا کر بیع کو فاسد کردیا تو کفیل نے جو کچھ دیا ہے مشتری سے وصول کرے گا اور اگر مبیع میں استحقاق ہوا[7] جس کی وجہ سے مشتری سے لے لی گئی یا خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیار رویت کی وجہ سے بائع کو واپس ہوئی تو کفیل بری ہوگیا کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن دینا نہ رہا لہٰذا کفالت بھی ختم ہوگئی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[2] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے۔

[3] ......ناجائز طور پر قبضہ میں لی ہوئی چیز۔

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۲۹.

[5] ......ماحاصل، حاصل۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۲۹.

[7] ......کسی کا حق نکل آیا یعنی مبیع میں کسی نے اپنا حق ثابت کردیا۔

[8] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۳۰.

مسئلہ ۵۱: صبی محجور (جس بچہ کو خرید وفروخت کی ممانعت ہو) نے کوئی چیز خریدی اور کسی نے اُس کی طرف سے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں کہ جب اصیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا تو کفیل سے کیونکر ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: ایک شخص نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا وکیل نے چیز بیچ ڈالی اور موکل کے لیے ثمن کا خود ہی ضامن بنا، یہ کفالت صحیح نہیں کہ ثمن پر قبضہ کرنا خود اسی کا کام ہے لہٰذا اپنے لیے کفالت ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: وصی[3] اور ناظر[4] مشتری کی طرف سے ثمن کے ضامن نہیں ہوسکتے کہ ثمن وصول کرنا خود انھیں کا کام ہے اور اگر یہ مشتری کو ثمن معاف کردیں تو مشتری سے معاف ہوگیا مگران کو اپنے پاس سے دینا ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مضارب[6] نے کوئی چیز بیع کی اور رب المال[7] کے لیے مشتری کی طرف سے خود ہی ضامن ہوگیا یہ کفالت بھی صحیح نہیں۔[8] (درمختار)

(کفالت کو شرط پر معلق کرنا)

مسئلہ ۵۵: کفالت کو کسی شرط پر معلق کرنا بھی صحیح ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ شرط کفالت کے مناسب ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ لزومِ حق کے لیے شرط ہو یعنی وہ شرط نہ ہو تو حق لازم ہی نہ ہو مثلاً یہ کہ اگر مبیع میں کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا امین نے امانت سے انکار کردیا یا فلاں نے تمھاری کوئی چیز غصب کرلی یا اُس نے تجھے یا تیرے بیٹے کو خطأً قتل کرڈالا تو میں ضامن ہوں بدلا میں دوں گا یہ وہ شرطیں ہیں کہ اگر پائی نہ جائیں تو مکفول لہ[9] کا حق ہی نہیں لہٰذا اگر یہ کہا کہ تجھ کو درندہ مار ڈالے تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں کہ درندہ کے مارڈالنے پر حق لازم ہی نہیں۔ یوہیں اسکے یہاں کوئی مہمان آیا تھا اُس کو

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٣١.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٣٥.

[3] ......وصیت کرنے والا اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے جس شخص کو مقرر کرے۔

[4] ......دیکھ بھال کرنے والا، نگہداشت کرنے والا۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٣٥.

[6] ......مضاربت پر مال لینے والا۔

[7] ......مضارب کو مال دینے والا۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٣٥.

[9] ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

اپنی سواری کے جانور کا اندیشہ تھا کہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے اس نے کہا اگر درندہ نے پھاڑ کھایا تو مَیں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں ضمان دینا لازم نہیں۔

دوسری یہ کہ امکان استیفا[1] کے لیے وہ شرط ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا آسانی سے ممکن ہو گا مثلاً یہ کہا کہ اگر زید آجائے تو جو کچھ اُس پر دَین ہے وہ مجھ پر ہے یعنی میں ضامن ہوں اور زید ہی مکفول عنہ[2] ہے یا مکفول عنہ کا مضارب یا امین یا غاصب ہے، ظاہر ہے کہ زید کے آنے سے مطالبہ ادا کرنے میں سہولت ہوگی اور اگر زید اجنبی شخص ہو تو اُس کے آنے پر معلق کرنا صحیح نہیں۔

تیسری صورت یہ کہ وہ شرط ایسی ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا دشوار[3] ہو جائے مثلاً یہ کہ مکفول عنہ غائب ہو گیا تو میں ضامن ہوں کہ جب وہ نہ ہو گا طالب[4] کیونکر حق وصول کر سکتا ہے لہٰذا اس نے اُس صورت میں اپنے کو کفیل[5] بنایا ہے کہ اُس سے وصول نہ ہو سکے۔ یوہیں یہ کہا کہ اگر وہ مر جائے اور کچھ مال نہ چھوڑے یا تمھارا مال اُس سے بوجہ اُس کے مفلس ہو جانے[6] کے نہ وصول ہو سکے یا وہ تمھیں نہ دے تو مجھ پر ہے ان سب صورتوں میں شرط پر معلق کرنا صحیح ہے۔ اور اگر کفیل نے یہ کہا تھا کہ مدیون[7] اگر نہ دے تو میں دوں گا طالب نے مدیون سے مانگا اُس نے دینے سے انکار کر دیا کفیل پر اسی وقت دینا واجب ہو گیا اگر یہ شرط کی کہ چھ ماہ تک وہ ادا نہ کر دے تو مجھ پر ہے یہ شرط صحیح ہے، بعد اُس مدت کے کفیل پر دینا لازم ہوگا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۶: کفالت کو ایسی شرط پر معلق کیا جو مناسب نہ ہو تو شرط فاسد ہے اور کفالت صحیح ہے مثلاً یہ کہ اگر زید گھر میں گیا یہ شرط صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: یہ کہا فلاں کے ہاتھ بیع کرو جو بیچو گے اُس کا میں ضامن ہوں طالب کہتا ہے میں نے اُسکے ہاتھ بیچا اور

---

1 ......یعنی ادائیگی حق ممکن ہونے۔

2 ......جس پر مطالبہ ہے۔ 3 ......مشکل۔

4 ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔ 5 ......ضامن۔

6 ......نادار ہو جانے محتاج ہو جانے۔ 7 ......مقروض۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۴۔ ۶۲۸.

9 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الخامس، ج ۲، ص ۲۷۱.

اُس نے قبضہ بھی کرلیا کفیل کہتا ہے کہ نہیں بیچا اور مکفول عنہ کفیل کے قول کی تصدیق کرتا ہے اگر وہ مال موجود ہے کفیل سے مطالبہ ہوگا اور ہلاک ہوگیا تو جب تک طالب گواہوں سے نہ ثابت کرلے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ صورتِ مذکورہ میں اگر کفیل یہ کہے تو نے پانسو میں بیع کی اور طالب کہتا ہے ہزار میں بیع کی ہے اور مکفول عنہ [1] طالب کی بات کا اقرار کرتا ہے تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸: کفالت کی کوئی میعاد مجہول [3] ذکر کی اس کی دو صورتیں ہیں اُس میں بہت زیادہ جہالت ہے یا تھوڑی سی جہالت ہے اگر زیادہ جہالت ہے مثلاً آندھی چلنا یا مینہ برسنا یہ میعاد باطل ہے اور کفالت صحیح اور اگر تھوڑی جہالت ہے مثلاً کھیت کٹنا یا تنخواہ ملنا تو کفالت بھی صحیح ہے اور میعاد بھی صحیح۔[4] (فتح)

مسئلہ ۵۹: تعلیق کی صورت میں اگر مکفول عنہ مجہول ہو کفالت صحیح نہیں اور تعلیق نہ ہو مثلاً جو کچھ تمھارا فلاں یا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُن دونوں میں جس کو چاہے معین کرلے یوہیں اگر یہ کہا کہ فلاں کے نفس کا یا جو کچھ اُس کے ذمہ تیرا مال ہے مَیں اُس کا کفیل ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُس کو حاضر کردے یا مال دیدے۔[5] (فتح القدیر)

(کفیل نے مال ادا کردیا تو کس صورت میں واپس لے سکتا ہے)

مسئلہ ۶۰: کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے یا بغیر کہے۔ اگر کہنے سے کفالت ہوئی تو کفیل جو کچھ دَین [6] ادا کرے گا مکفول عنہ سے لے گا اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی ضامن ہوگیا تو احسان و تبرع [7] ہے جو کچھ ادا کرے گا مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا۔[8] (ہدایہ)

---

[1] ......جس پر مطالبہ ہے۔

[2] ......

[3] ......نا معلوم مدت۔

[4] ...... فتح القدیر، کتاب الکفالۃ، ج ٦، ص ٣٠٢.

[5] ......المرجع السابق، ص٢٩٩، ٣٠٠.

[6] ......قرض۔

[7] ......بخشش و ہدیہ۔

[8] ......"الهداية"، کتاب الکفالۃ، ج ٢، ص ٩١.

مسئلہ ۶۱: بعض صورتوں میں مکفول عنہ کے بغیر کہے کفالت کرنے سے بھی اگر ادا کیا ہے تو وصول کرسکتا ہے مثلاً باپ نے نابالغ لڑکے کا نکاح کیا اور مَہر کا ضامن ہوگیا اُس کے مرنے کے بعد عورت یا اس کے ولی نے والد زوج کے ترکہ میں سے مَہر وصول کرلیا تو دیگر ورثہ اپنا حصہ پورا پورا لیں گے اور لڑکے کے حصہ میں سے بقدر مَہر کے کم کردیا جائے گا کہ باپ چونکہ ولی تھا اُس کا ضامن ہونا گویا لڑکے کے کہنے سے تھا اور اگر باپ مرا نہیں زندہ ہے اُس نے خود مَہر ادا کیا اور لوگوں کو گواہ کرلیا ہے کہ لڑکے سے وصول کرلوں گا تو وصول کرسکتا ہے ورنہ نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ کفیل نے کفالت سے انکار کردیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ اس نے مکفول عنہ کے حکم سے کفالت کی تھی اس نے دَین ادا کیا مکفول عنہ سے واپس لے سکتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس نے کفالت کی اور مکفول لہ نے ابھی قبول نہیں کی تھی کہ مکفول عنہ نے اجازت دیدی یہ کفالت بھی اُس کے کہنے سے قرار پائے گی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: اجنبی شخص نے کہہ دیا کہ تم فلاں کی ضمانت کرلو اس نے کرلی اور دَین ادا کردیا مکفول عنہ سے واپس نہیں لے سکتا۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے اس میں بھی واپس لینے کے لیے یہ شرط ہے کہ مکفول عنہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری طرف سے کفالت کرلو یا میری طرف سے ادا کردو یا یہ کہ جو کچھ تم دوگے وہ مجھ پر ہے یا میرے ذمہ ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ ہزار روپے کی مثلاً تم ضمانت یا کفالت کرلو تو واپس نہیں لے سکتا مگر جبکہ کفیل خلیط ہو تو اس صورت میں بھی واپس لے سکتا ہے۔ خلیط سے مراد اس مقام پر وہ شخص ہے جو اس کے عیال میں ہے مثلاً باپ یا بیٹا بیٹی یا اجیر یا شریک بشرکت عنان یا وہ شخص جس سے اس کا لین دین ہو اُس کے یہاں مال رکھتا ہو۔[2] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو ہزار روپے دے دو اس نے دے دیے، کہنے والے سے واپس نہیں لے سکتا مگر جس کو دیے ہیں اُس سے لے سکتا ہے۔[3] (خانیہ)

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: فی ضمان المهر، ج ۷، ص ۶۳۶.

[2] ......"فتح القدير"، كتاب الكفالة، ج٦، ص٣٠٤.

و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: فی ضمان المهر، ج ۷، ص ۶۳۷.

[3] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الكفالة، مسائل الأمر، ج ٢، ص ١٧٥.

مسئلہ ۶۴: صبی مجور[1] نے اس کو کفالت کے لیے کہا اس نے کفالت کر لی اور مال ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا یوہیں غلام مجور کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی اور ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا جب تک وہ آزاد نہ ہو۔ اور صبی ماذون و غلام ماذون[2] سے واپس ملے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: غلام نے آقا کی طرف سے کفالت کی اور آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں آقا نے غلام کی طرف سے کفالت کی اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: ثمن کی کفالت کی پھر بائع نے کفیل کو ثمن ہبہ کر دیا کفیل نے مشتری سے وصول کیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب دیکھا اُس کو واپس کر دیا اور بائع سے ثمن واپس لیا کفیل سے نہ بائع لے سکتا ہے نہ مشتری۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: کفیل نے جس چیز کی ضمانت کی وہی چیز ادا کی یا دوسری چیز دی مثلاً ہزار روپے کی ضمانت کی اور ہزار روپے ادا کیے یا روپے کی جگہ اشرفیاں[6] یا کوئی دوسری چیز دی۔ پہلی صورت میں جو ادا کیا ہے واپس لے سکتا ہے اور دوسری صورت میں وہ ملے گا جس کا ضامن ہوا تھا یعنی روپے لے سکتا ہے اشرفیوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر اُسی جنس کی چیز مکفول لہ کو دی مگر اُس سے گھٹیا[7] یا بڑھیا[8] دی جب بھی وہی لے سکتا ہے جس کی ضمانت کی کہ اس صورت میں یعنی جبکہ دوسری چیز دی یا گھٹیا بڑھیا چیز دی تو یہ خود دَین کا مالک ہو گیا اور طالب کے قائم مقام ہو گیا۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرا قرضہ ادا کر دو میں تم کو دے دوں گا اُس نے قرض میں دوسری چیز دی تو جو چیز دی ہے وہی واپس لے گا جو اُس کے ذمہ تھا وہ نہیں لے سکتا کہ یہ دَین کا مالک نہیں ہوا۔[10] (فتح القدیر)

---

[1] ......جس بچہ کو خرید و فروخت کی ممانعت ہو۔

[2] ......وہ غلام جس کو آقا کی طرف سے خرید و فروخت کی اجازت ہو۔

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان المھر، ج ۷، ص ٦٣٧.

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ٢٦٦.

[5] ......"الفتاوی الھندیہ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ٢٦٧.

[6] ......اشرفی کی جمع سونے کا سکہ۔ [7] ......ردی۔ [8] ......عمدہ۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٣٧، وغیرہ.

[10] ......"فتح القدیر"، کتاب الکفالۃ، ج٦، ص ٣٠٥.

مسئلہ ۶۹: اصیل[1] پر ہزار روپے تھے کفیل نے طالب سے پانسو روپے میں مصالحت کر لی[2] اور دے دیئے، مکفول عنہ[3] سے پانسو ہی لے سکتا ہے کہ یہ اسقاط[4] یا ابرا[5] ہے لہٰذا اصیل سے بھی پانسو جاتے رہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰: واپسی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کفیل نے اُس وقت دیا ہو کہ اصیل پر واجب الادا ہو اور اگر اصیل پر ابھی دینا واجب بھی نہیں ہوا ہے کہ کفیل نے دے دیا تو واپس نہیں لے سکتا مثلاً مستاجر[7] کی طرف سے کسی نے اجرت کی ضمانت کی تھی اور ابھی اجیر[8] نے کام کیا ہی نہیں ہے کہ اجرت واجب ہوتی کفیل نے اُسے دیدی واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں اگر کفیل کے دینے سے پہلے خود اصیل نے دَین[9] ادا کر دیا اور کفیل کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اس نے بھی دے دیا اصیل سے واپس نہیں لے سکتا کہ جس وقت اس نے دیا ہے اصیل پر دینا واجب ہی نہ تھا بلکہ اس صورت میں دائن[10] سے واپس لے گا۔[11] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: کفیل نے جس کے لیے کفالت کی تھی (یعنی طالب) وہ مر گیا اور خود کفیل اُس کا وارث ہے تو کفیل دَین کا مالک ہو گیا مکفول عنہ یعنی مدیون سے مطالبہ کرے گا۔ یوہیں اگر طالب نے کفیل کو دَین ہبہ کر دیا یہ مالک ہو گیا۔[12] (درمختار)

مسئلہ ۷۲: ایک شخص نے ہزار روپے میں گھوڑا خریدا مشتری کی طرف سے ثمن کی کسی نے ضمانت کی کفیل نے اپنے پاس سے روپے دے دیے اور مشتری سے ابھی وصول نہیں کیے تھے بغیر وصول کیے کفیل غائب ہو گیا اور گھوڑے کے متعلق کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور لے لیا مشتری چاہتا ہے کہ بائع سے ثمن واپس لے تو جب تک کفیل حاضر نہ ہو جائے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا اب کفیل آ گیا تو اسے اختیار ہے بائع سے ثمن واپس لے یا مشتری سے۔ اگر بائع سے لے گا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا اور مشتری سے لے گا تو مشتری بائع سے واپس لے گا اور اگر کفیل بائع کو دینے کے بعد مشتری سے وصول کر کے

---

[1] ......جس پر مطالبہ ہے۔
[2] ......یعنی صلح کر لی۔
[3] ......جس پر مطالبہ ہے۔
[4] ......یعنی کم کر دینا۔
[5] ...... بری کرنا یعنی معاف کر دینا۔
[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷ ص ۶۳۷ .
[7] ......اجرت پر کام کروانے والا۔
[8] ......اجرت پر کام کرنے والا۔
[9] ......قرض۔
[10] ......قرض خواہ۔
[11] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷ ص ۶۳۷ .
[12] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۸.

غائب ہوا ہے اس کے بعد حق ثابت ہوا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا کفیل کے آنے کا انتظار نہ کرے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: مسلمان دارالحرب میں مقید تھا روپیہ دے کر کسی نے اُس کو خرید ا اگر اُس کے بغیر حکم ایسا کیا تو احسان ہے واپس نہیں لے سکتا اور اُس کے کہنے سے ایسا کیا تو واپس لے سکتا ہے چاہے اُس نے واپس دینے کو کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ یوہیں اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ میرے بال بچوں پر اپنے پاس سے خرچ کرو یا میرے مکان کی تعمیر میں اپنا روپیہ خرچ کرو اُس نے خرچ کیا تو وصول کرسکتا ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار روپے دے دو اُس نے دے دیے یہ ہبہ حکم دینے والے کی طرف سے ہوا مگر جس نے دیے وہ نہ کہنے والے سے لے سکتا ہے نہ اُس سے جس کو دیے اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس کو ہزار روپے دے دو میں ضامن ہوں تو کہنے والے سے وصول کرسکتا ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷۵: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو میری طرف سے ہزار روپے قرض دے دو اُس نے دے دیے واپس لے سکتا ہے اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں کو ہزار روپے قرض دے دو تو واپس نہیں لے سکتا اگرچہ وہ اسکا خلیط[4] ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میری قسم کا کفارہ ادا کردو یا میری زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کردو یا میرا حج بدل کرادو اُس نے یہ سب کردیا تو کہنے والے سے وصول نہیں کرسکتا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۷۷: ایک نے دوسرے سے کہا مجھ کو ہزار روپے ہبہ کردو فلاں شخص اس کا ضامن ہے اور وہ شخص بھی یہاں موجود ہے اُس نے کہا ہاں اس کے ہاں کہنے پر اُس نے دے دیے یہ ہبہ اس ضامن کی طرف سے ہوگا اور دینے والے کے ہزار روپے اس کے ذمہ قرض ہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیه"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ۳ ص ۲۶۷، ۲۶۸.

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة، فصل فی الکفالة بالمال، ج ۲ ص ۱۷۳.

[3] ......المرجع السابق، مسائل الأمر، ج ۲، ص ۱۷۵.

[4] ......خلیط یعنی وہ شخص جس کے ساتھ اسکا بالواسطہ یا بلاواسطہ لین دین ہے۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ۳ ص ۲۶۹.

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة، مسائل الأمر، ج ۲ ص ۱۷۵.

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۷۰.

مسئلہ ۷۸: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ ہزار روپے ہیں مدیون[1] نے کسی سے کہا اس کے ہزار روپے ادا کردو یہ کہتا ہے میں نے ادا کردیئے مگر دائن[2] انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ دائن کا قول معتبر ہے اور وہ شخص مدیون سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ مدیون نے اُس کی تصدیق کی ہو۔ یوہیں مکفول عنہ[3] کے کہنے سے کسی نے کفالت کی کفیل[4] کہتا ہے میں نے مال ادا کردیا اور مکفول عنہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے مگر طالب انکار کرتا ہے طالب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اس نے قسم کھا کر مکفول عنہ سے مال وصول کرلیا اب کفیل مکفول سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر مکفول عنہ بھی انکار کرتا ہے کفیل نے گواہوں سے اپنا دینا ثابت کردیا تو کفیل واپس لے سکتا ہے اور طالب کے مقابل میں یہی گواہ معتبر ہیں اگرچہ طالب موجود نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں تم اپنی فلاں چیز اُس کے ہاتھ اُن ہزار روپوں میں بیع کردو اُس نے بیچ دی یہ جائز ہے پھر اگر بیع کے بعد طالب کہتا ہے اُس نے میرے ہاتھ بیع کی مگر قبضہ سے پہلے اُسی کے پاس چیز ہلاک ہوگئی اور وہ دونوں کہتے ہیں تو نے قبضہ کرلیا تھا اس میں بھی طالب کا قول معتبر ہے اس نے قسم کھالی تو بیع فسخ[6] مانی جائے گی اور طالب اپنے روپے مدیون سے وصول کرے گا اور جس نے بیع کی تھی وہ مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر بائع نے گواہوں سے طالب کا قبضہ ثابت کردیا تو بیع فسخ نہیں مانی جائے گی اور ہزار روپے مدیون سے وصول کرے گا اور طالب مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اگرچہ بائع نے طالب کی عدم موجودگی میں گواہ پیش کئے ہوں جبکہ مدیون بھی منکر ہو۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰: کفیل جب تک طالب کو ادا نہ کردے مکفول عنہ سے دَین[8] کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مکفول عنہ نے کفیل کے پاس ادا کرنے سے پہلے کوئی چیز رہن[9] رکھ دی یہ رہن رکھنا درست ہے۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... مقروض۔
[2] ......قرض خواہ۔
[3] ...... جس پر مطالبہ ہے۔
[4] ......ضامن۔
[5] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۷۰.
[6] ...... ختم۔
[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۷۰.
[8] ...... قرض۔
[9] ...... گروی۔
[10] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی ضمان المهر، ج ۷ ص ۶۳۹.

(حبس وملازمہ)

مسئلہ ۸۱: طالب یعنی دائن کو اختیار ہے کہ کفیل سے مطالبہ کرے یا اصیل [1] سے یا دونوں سے اگر مکفول لہ نے کفیل کا ملازمہ کیا (یعنی جہاں جاتا ہے طالب بھی اُس کے ساتھ جاتا ہے پیچھا نہیں چھوڑتا) تو کفیل اصیل کے ساتھ ایسا ہی کرسکتا ہے اور اگر طالب نے کفیل کو حبس [2] کرادیا تو کفیل اصیل کو حبس کراسکتا ہے کہ کفیل کا ملازمہ یا حبس اصیل کی وجہ سے ہے۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ اصیل کے کہنے سے اُس نے کفالت کی ہو اور اصیل کا خود کفیل کے ذمہ دَین نہ ہو اور اگر کفیل کے ذمہ مطلوب کا دَین ہو تو کفیل نہ ملازمہ کرسکتا ہے نہ حبس کراسکتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اصیل کفیل کے اصول میں نہ ہو اور اگر اصیل اصول میں ہے تو کفیل اُس کے ساتھ یہ فعل نہیں کرسکتا۔ کفیل کا ملازمہ یا حبس اُس وقت ہوسکتا ہے کہ اصیل طالب کے اصول میں سے نہ ہو ورنہ اصول کے ملازمہ وحبس کا سبب خود یہی طالب ہوا اور کوئی شخص اپنے باپ ماں دادا دادی وغیرہ اصول کے ساتھ یہ حرکت کرنے کا مجاز نہیں۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

(کفیل کے بریٔ الذمہ ہونے کی صورتیں)

مسئلہ ۸۲: کفیل کا دَین ادا کردینا کفیل واصیل دونوں کی برأت کا سبب ہے یعنی اب طالب کا کسی سے تقاضا نہ رہا، نہ اصیل سے نہ کفیل سے، مگر جبکہ کفیل نے اپنے مدیون پر حوالہ کردیا اور یہ شرط کردی کہ فقط میں بری ہوں تو اصیل بری نہ ہوا اور اگر شرط نہ کی تو اس صورت میں بھی دونوں دَین سے بری ہوگئے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۸۳: اصیل نے دَین ادا کردیا تو کفیل بھی بریٔ الذمہ ہوگیا اب کفیل سے بھی مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: طالب نے اصیل سے دَین معاف کردیا کفیل بھی بری ہوگیا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول عنہ نے قبول بھی کرلیا ہو اور اگر اصیل نے اُس کے معاف کرنے پر نہ رد کیا نہ قبول کیا اور مرگیا تو اُس کا مرنا قبول کے قائم مقام ہوگیا یعنی دَین معاف ہوگیا اور کفیل بری ہوگیا اور اگر طالب نے معاف کردیا مگر اصیل نے انکار کردیا معافی کو منظور نہیں کیا تو معافی رد ہوگئی اور دَین بدستور قائم رہا۔ یوہیں اگر طالب نے اصیل کو دَین ہبہ کردیا اور قبول سے پہلے اصیل مرگیا بری ہوگیا اور اصیل نے ہبہ کو رد کردیا

[1] ...... جس پر مطالبہ ہے۔

[2] ......قید۔

[3] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی ضمان المهر، ج ۷، ص ۶۴۰.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۴۱.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۲.

تو رد ہو گیا اور دَین بدستور باقی رہا کوئی بری نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۵: اصیل کے مرنے کے بعد طالب نے دَین معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا اور ورثہ نے قبول کر لیا تو معافی اور ہبہ صحیح ہیں اور رد کر دیا تو رد ہو گیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۶: طالب نے اصیل کو مہلت دے دی کفیل کے لیے بھی مہلت ہو گئی اس سے بھی اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہو سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: طالب نے کفیل کو بری کر دیا یعنی اس سے مطالبہ معاف کر دیا یا اس کو مہلت دے دی تو اصیل نہ بری ہو گا نہ اس کے لیے مہلت ہو گی اور اصیل اگرچہ بری نہ ہوا مگر کفیل کو یہ حق نہیں کہ اصیل سے کچھ مطالبہ کر سکے بخلاف اُس صورت کے کہ طالب نے کفیل کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہو تو چونکہ طالب کا مطالبہ ساقط ہو گیا کفیل اصیل سے بقدر دَین وصول کرے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: کفیل کو معاف کر دیا تو چاہے کفیل اس کو قبول کرے یا نہ کرے بہر حال معافی ہو گئی البتہ اگر اس کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہے تو قبول کرنا ضروری ہے۔ کفیل کو مہلت دی مگر اُس نے منظور نہیں کی تو مہلت کفیل کے لیے بھی نہ ہوئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۹: ایک شخص پر دَین واجب الادا ہے یعنی فوری دینا ہے میعادی نہیں ہے اُس کی کفالت کسی نے یوں کی کہ اتنے دنوں کے بعد دینے کا میں ضامن ہوں تو یہ میعاد اصیل کے لیے بھی ہو گئی یعنی اُس سے بھی مطالبہ اتنے دنوں کے لیے مؤخر ہو گیا[6] (ہدایہ) اور اگر کفیل نے میعاد کو اپنے ہی لیے رکھا مثلاً یہ کہا کہ مجھ کو اتنے دنوں کی مہلت دو یا طالب نے وقت کفالت خصوصیت کے ساتھ کفیل کو مہلت دی ہے تو اصیل کے لیے مہلت نہیں۔ یوہیں قرض کی کفالت میعاد کے ساتھ کی تو کفیل کے لیے میعاد ہو گئی مگر اصیل کے لیے نہیں ہوئی کہ اگرچہ کفالت میں میعاد ہے مگر جس پر قرض ہے اُس کے لیے میعاد ہو نہیں سکتی۔[7] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثاني في الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲۶۲، ۲۶۳.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۶۳.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷ ص ٦٤٢.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة مطلب: لو کفل بالقرض موجلاً... الخ ج ۷، ص ٦٤٣.

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: لو کفل بالقرض موجلاً... الخ، ج ۷، ص ٦٤٤.

[6] ......الهدایة، کتاب الکفالة، ج ۲، ص ۹۱.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، ج ۷ ص ٦٤٣.

مسئلہ ۹۰: کفیل سے دَین کا مطالبہ کیا اُس نے کہا صبر کرو اصیل کو آجانے دو طالب نے کہا مجھے تم سے تعلق ہے اُس سے کوئی تعلق نہیں اس کہنے سے اصیل بری نہ ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۱: دَین میعادی تھا[2] اس کی کفالت کی تھی کفیل مرگیا تو کفیل کے حق میں میعاد باقی نہ رہی اور اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی مکفول لہ[3] کفیل کے ورثہ سے ابھی مطالبہ کرسکتا ہے اور اس کے ورثہ نے دَین ادا کردیا تو اصیل سے اُس وقت واپس لینے کے حقدار ہوں گے جب میعاد پوری ہوجائے۔ یوہیں اگر اصیل مرگیا تو اس کے حق میں میعاد ساقط ہوگئی کہ اس کے ترکہ سے مرنے کے بعد ہی وصول کرسکتا ہے اور کفیل کے حق میں میعاد بدستور باقی ہے کہ اندرون میعاد اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اصیل و کفیل دونوں مرگئے تو طالب کو اختیار ہے جس کے ترکہ[4] سے چاہے دَین وصول کرلے میعاد تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۲: میعادی دَین کو کفیل نے میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کردیا تو اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی اُس سے اندرون میعاد واپس نہیں لے سکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: جس دَین کی کفالت کی وہ ہزار روپے تھا اور پانسو میں مصالحت ہوئی اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) یہ شرط ہوئی کہ اصیل و کفیل دونوں پانسو سے بریٔ الذمہ ہیں یا (۲) یہ کہ اصیل بری یا (۳) سکوت رہا اس کا ذکر ہی نہیں کہ کون بری ان تینوں صورتوں میں باقی پانسو سے دونوں بری ہوگئے اور (۴) اگر فقط کفیل کا بری ہونا شرط کیا یعنی کفیل سے پانسو ہی کا مطالبہ ہوگا تو تنہا کفیل پانسو سے بریٔ الذمہ ہوگا اصیل پر پورے ہزار کا مطالبہ رہے گا لہٰذا کفیل نے پانسو روپے دے دیے تو باقی کا مطالبہ اصیل سے کرے گا اور کفیل نے اُس کے کہنے سے کفالت کی ہے تو پانسو اصیل سے واپس لے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٤٥.

[2] ......یعنی قرض کی مدت مقرر تھی۔

[3] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[4] ......میت کا چھوڑا ہوا مال۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٤٥.

[6] ......ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: لو کفل بالقرض مؤجلاً... الخ، ج ۷، ص ٦٤٥.

[7] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: لو کفل بالقرض مؤجلاً... الخ ج ۷، ص ٦٤٥.

مسئلہ ۹۴: طالب نے کفیل سے یہ مصالحت کی[1] کہ اگر تم مجھ کو اتنا دو تو میں تم کو کفالت سے بری کردوں گا یعنی کفالت سے بری کرنے کا معاوضہ لینا چاہتا ہے یہ صلح صحیح نہیں اور کفیل پر اس مال کا دینا لازم نہیں پھر اگر وہ کفالت بالنفس تھی تو کفالت باقی ہے کفیل بری نہیں اور اگر کفالت بالمال تھی تو کفالت جاتی رہی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت بالنفس کی، طالب کہتا ہے کہ اُس پر میرا کوئی حق نہیں، اس کہنے سے کفیل بری نہیں ہے بلکہ اُس شخص کو حاضر لانا ہوگا اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اُس پر کوئی میرا حق نہیں نہ میری جانب سے نہ دوسرے کی جانب سے ولایت، وصایہ، وکالت کسی اعتبار سے میرا حق نہیں کفیل بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶: یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو ہزار روپے ہیں اُن کا میں ضامن ہوں پھر اُس شخص مکفول عنہ نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ کفالت سے پہلے ہی ادا کر چکا ہے اصیل بری ہوگیا مگر کفیل بری نہ ہوا اُس کو دینا پڑے گا۔ اور اگر گواہوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ کفالت کے بعد ادا کردیا تو دونوں بری ہوگئے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۹۷: کفیل نے دَین ادا کرنے سے پہلے اصیل کو دَین سے بری کردیا یہ صحیح ہے یعنی اس کے بعد دَین ادا کر کے اصیل سے واپس نہیں لے سکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۸: طالب نے کفیل سے یہ کہا کہ میں نے تم کو بری کردیا وہ بری ہوگیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ کفیل نے طالب کو دَین ادا کر کے برأت حاصل کی ہے لہٰذا کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور طالب کو اصیل سے دَین وصول کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر طالب نے یہ کہا کہ تُو بری ہوگیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دَین ادا کر کے بری ہوا ہے یعنی میں نے دَین وصول پالیا اس صورت میں کفیل اصیل سے لے سکتا ہے اور طالب اصیل سے نہیں لے سکتا۔[6] (ہدایہ وغیرہ) یہ اُس وقت ہے جب طالب موجود نہ ہو غائب ہو اور اگر موجود ہو تو اُس سے دریافت کیا جائے کہ اس کلام کا کیا مطلب ہے وہ کہے میں نے دَین وصول پالیا تو دونوں صورتوں میں کفیل رجوع کرسکتا ہے اور یہ کہے کہ کفیل کو میں نے معاف کردیا

---

[1] ......صلح کی۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: لو کفل بالقرض مؤجلا... إلخ، ج ۷، ص ٦٤٦، ٦٤٧.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲٦۳.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الکفالة، ج ٦، ص ۳۷۸.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲٦۳، ۲٦٤.

[6] ......"الهدایة"، کتاب الکفالة، ج ۲، ص ۹۲، وغیرہ.

تو دونوں صورتوں میں رجوع نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۹: طالب نے دستاویز[2] اس مضمون کی لکھی کہ کفیل نے جن روپوں کی کفالت کی تھی اُس سے بری ہوگیا تو یہ دَین وصول پالینے کا اقرار ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۰: ایک شخص نے مَہر کی کفالت کی اگر دخول سے پہلے عورت کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی جس کی وجہ سے جدائی ہوگئی تو کُل مَہر ساقط اور کفیل بالکل بری اور اگر شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو آدھا مَہر ساقط اور کفیل بھی آدھے سے بری۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۱: عورت نے مَہر کے بدلے شوہر سے خلع کیا اور اس عورت کا شوہر کے ذمہ دَین ہے کسی نے اس دَین کی کفالت کرلی اس کے بعد اُن دونوں نے پھر آپس میں نکاح کرلیا تو کفیل بری نہ ہوا عورت اُس سے مطالبہ کرسکتی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۲: کفیل کی برأت کو شرط پر معلق کیا اگر وہ شرط ایسی ہے جس میں طالب کا فائدہ ہے مثلاً اگر تم اتنا دے دو بریٔ الذمہ ہوجاؤ گے یہ تعلیق صحیح ہے اور اگر وہ شرط ایسی نہیں ہے مثلاً جب کل کا دن آئے گا تم بری ہوجاؤ گے یہ تعلیق باطل ہے یعنی بری نہ ہوگا بدستور کفیل رہے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۳: اصیل کی برأت کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں یعنی وہ بری نہیں ہوگا۔ طالب نے مدیون[7] سے کہا جو کچھ میرا مال تمھارے ذمہ ہے اگر مجھے وصول نہ ہوا اور تم مرگئے تو معاف ہے اور وہ مرگیا معاف نہ ہوا اور اگر یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو معاف ہے اور طالب مرگیا معاف ہوگیا کہ یہ وصیت ہے۔[8] (عالمگیری)

......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٤٧.

......ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں۔

......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٤.

...... المرجع السابق.

......

...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٥.

......مقروض۔

...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٥.

مسئلہ ۱۰۴: کفیل بالنفس کی براءت کو شرط پر معلق کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔

یہ شرط ہے کہ تم دس روپے دے دو بری ہو اس صورت میں براءت ہوگئی اور شرط باطل اور اگر وہ مال کا بھی کفیل ہے طالب نے یہ کہا کہ مال اگر دے دو تو کفالت بالنفس سے بری ہو اس میں براءت اور شرط دونوں جائز کہ مال دیدے گا بری ہو جائے گا۔ کفیل بالنفس سے یہ شرط کی کہ مال دے دو اور اصیل سے وصول کرلو اس صورت میں براءت بھی نہ ہوئی اور شرط بھی باطل۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۵: اصیل نے کفیل کو مال دے دیا کہ طالب کو ادا کردے اور وہ کفیل طالب کے کہنے سے ضامن ہوا تھا اب اصیل وہ مال کفیل سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ کفیل نے طالب کو ادا نہ کیا ہو۔ یوہیں اصیل کو یہ حق بھی نہیں کہ کفیل کو ادا کرنے سے منع کردے یہ اُس صورت میں ہے جب اصیل نے کفیل کو بروجہ قضا دَین کا روپیہ دیا ہو یعنی یہ کہہ کر کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں طالب اپنا حق تم سے نہ وصول کرے لہٰذا قبل اس کے کہ تم اُسے دو میں تم کو دیتا ہوں اور اگر کفیل کو بروجہ رسالت دیا ہو یعنی اُس کے ہاتھ طالب کے پاس بھیجا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے اور منع بھی کرسکتا ہے اور اگر وہ شخص اس کے بغیر کہے کفیل ہو گیا ہے اس نے طالب کو دینے کے لیے اُسے روپے دے دیے تو جب تک ادا نہیں کیا ہے واپس بھی لے سکتا ہے اور اُسے دینے سے منع بھی کرسکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۶: اصیل نے کفیل کو دیا تھا مگر اُس نے طالب کو نہیں دیا اور اصیل نے خود طالب کو دیا تو کفیل سے واپس لے سکتا ہے کہ اب اُس کو روکنے کا کوئی حق نہ رہا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۷: کفیل نے اصیل سے روپیہ وصول کیا اور طالب کو نہیں دیا اس روپے سے کچھ منفعت حاصل کی یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے کہ بروجہ قضا جو کچھ کفیل وصول کرے گا اُس کا مالک ہو جائے گا اور اگر اصیل نے اُس کے ہاتھ طالب کے یہاں بھیجے ہیں اور اس نے نہیں دیے بلکہ تصرف کرکے نفع اُٹھایا تو یہ نفع خبیث ہے کہ اس تقدیر پر[4] وہ روپیہ اس کے پاس امانت تھا اس کو تصرف کرنا[5] حرام تھا اس نفع کو صدقہ کردینا واجب ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل في تسليم نفس المكفول به، ج٢، ١٧٢.

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: في بطلان تعليق البراءة...إلخ، ج٧، ص ٦٥١-٦٥٢.

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: في بطلان تعليق البراءة...إلخ، ج٧، ص٦٥٣.

[4] ......اس صورت میں۔ [5] ......یعنی اخراجات میں لانا۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج٧، ص ٦٥٢-٦٥٤.

مسئلہ ۱۰۸: اُس صورت میں کہ کفیل نے اصیل سے چیز لی اور طالب کو نہیں دی اور اُس سے نفع اُٹھایا اگر وہ چیز ایسی ہو جو متعین کرنے سے معین ہو جاتی ہے مثلاً اصیل پر گیہوں واجب تھے اُس نے کفیل کو دیے کفیل نے ان میں نفع حاصل کیا تو بہتر یہ ہے کہ نفع اصیل کو واپس کردے اور اصیل کے لیے وہ نفع حلال ہے اگرچہ مالدار ہو اور اگر وہ چیز نقود کی قسم سے ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو نفع واپس کرنا مندوب بھی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۹: اصیل نے کفیل سے کہا تم بیع عینہ کرو اور جو کچھ خسارہ ہوگا وہ میرے ذمہ ہے (یعنی دس روپے کی مثلاً ضرورت ہے کفیل نے کسی تاجر سے مانگے وہ اپنے یہاں سے کوئی چیز جس کی واجبی قیمت[2] دس روپے ہے کفیل کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیع کردی کفیل اُس کو بازار میں دس روپے میں فروخت کردیتا ہے اس صورت میں تاجر کو پانچ روپے کا نفع ہو جاتا ہے اور کفیل کو پانچ روپے کا خسارہ ہوتا ہے اس کو اصیل کہتا ہے کہ میرے ذمہ ہے) کفیل نے اُس کے کہنے سے بیع عینہ کی تو تاجر سے جو چیز نقصان کے ساتھ خریدی ہے اُس کا مالک کفیل ہے اور نقصان بھی کفیل ہی کے سر رہے گا اصیل سے اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیوں کہ اصیل کے لفظ سے اگر خسارہ کی ضمانت مراد ہے تو یہ باطل اس کی ضمانت نہیں ہوسکتی اور اگر توکیل[3] قرار دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کہ مجہول کی توکیل نہیں ہوتی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۰: یوں کفالت کی کہ جو کچھ اُس کے ذمہ لازم ہوگا یا ثابت ہوگا یا قاضی جو کچھ اُس پر لازم کردے گا میں اُس کی کفالت کرتا ہوں اور اصیل غائب ہوگیا مدعی نے قاضی کے سامنے کفیل کے مقابلے میں گواہ پیش کیے کہ اُس کے ذمہ میرا اتنا ہے تو جب تک اصیل حاضر نہ ہو گواہ مقبول نہیں جب اصیل حاضر ہوگا اُس کے مقابلے میں گواہ سنے جائیں گے اور فیصلہ ہوگا اس کے بعد کفیل سے مطالبہ ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۱: مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص جو غائب ہے اُس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اور یہ شخص اُس کا کفیل ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کردیا اس صورت میں صرف کفیل کے مقابلے میں فیصلہ ہوگا اور اگر مدعی نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ اُس کے حکم سے ضامن ہوا تھا تو کفیل و اصیل دونوں کے مقابلہ میں فیصلہ ہوگا اور کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق ہوگا۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۵۳، ۶۵٤.

[2] ......کسی چیز کی وہ قیمت جو عام طور پر بازار میں مقرر ہو، رائج قیمت۔

[3] ......یعنی وکالت۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۵٦.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱۲: کفالت بالدرک (یعنی بائع کی طرف سے اس بات کی کفالت کہ اگر مبیع کا کوئی دوسرا حقدار ثابت ہوا تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں) یہ کفیل کی جانب سے تسلیم ہے کہ مبیع بائع کی ملک ہے لہٰذا جس نے کفالت کی وہ خود اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مبیع میری ملک ہے جس طرح کفیل کو شفعہ کرنے کا حق نہیں کہ اُس کا کفیل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مشتری کے خرید نے پر راضی ہے۔ یوہیں جس دستاویز میں یہ تحریر ہے کہ میں نے اپنی ملک فلاں کے ہاتھ بیع کی یا میں نے بیع بات نافذ فلاں کے ہاتھ کی اس دستاویز پر کسی نے اپنی گواہی لکھی یا قاضی کے یہاں بیع کی شہادت دی ان سب صورتوں میں بائع کی ملک کا اقرار ہے کہ یہ شخص اب اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر دستاویز میں فقط اتنی بات لکھی ہے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بیع کی بائع نے اُس میں اپنی ملک کا ذکر نہیں کیا ہے نہ یہ کہ بیع بات نافذ ہے ایسی دستاویز پر گواہی ثبت کرنا بائع کی ملک کا اقرار نہیں یا اُس نے اپنی گواہی کے الفاظ یہ تحریر کیے کہ عاقدین نے [1] بیع کا اقرار کیا میں اس کا شاہد ہوں یہ بھی ملک بائع کا اقرار نہیں یعنی ایسی شہادت تحریر کرنے کے بعد بھی اپنی ملک کا دعویٰ کر سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۳: کفالت بالدرک میں محض استحقاق سے [3] ضامن سے مؤاخذہ نہیں ہوگا جب تک قاضی یہ فیصلہ نہ کردے کہ مبیع مستحق کی ہے اور بیع کو فسخ نہ کردے بیع فسخ ہونے کے بعد بیشک کفیل سے ثمن کا مطالبہ ہو سکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۴: استحقاق مبطل (جس کا ذکر باب الاستحقاق میں ہو چکا ہے) مثلاً دعویٰ نسب [5] یا یہ دعویٰ کہ جو زمین خریدی ہے یہ وقف ہے یا یہ پہلے مسجد تھی ان میں اگرچہ قاضی نے یہ فیصلہ نہ دیا ہو کہ ثمن مکفول عنہ (بائع) سے واپس لیا جائے مشتری کفیل سے وصول کر سکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۵: ایک نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز اس کے ہاتھ ایک ہزار میں بیع کردو میں اُس ہزار کا ضامن ہوں اس نے دو ہزار میں بیع کی کفیل ایک ہی ہزار کا ضامن ہے اور پانسو میں بیع کی تو کفیل پانسو کا ضامن ہے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... یعنی بیچنے والے اور خریدار نے۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص ٦٦٠.

3 ...... حق ثابت ہونے سے۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص ٦٦٢.

5 ...... نسب کا دعویٰ مثلاً یہ میرا بیٹا یا بیٹی ہے۔

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص ٦٦٢.

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص ٢٧٢.

مسئلہ ۱۱۶: یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلاں کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ ہزار روپے ہیں تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا اور اگر گواہوں سے ثابت نہ ہوا تو کفیل قسم کے ساتھ جتنے کا اقرار کرے اُسی کا مطالبہ ہوگا اور اگر مکفول عنہ[1] اِس سے زیادہ کا اقرار کرتا ہے تو یہ زائد کفیل سے نہیں لیا جا سکتا مکفول عنہ سے لیا جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۷: کفیل نے حالت صحت میں یہ کہا جو کچھ فلاں شخص اپنے ذمہ فلاں کے لیے اقرار کرلے اُس کا میں ضامن ہوں اس کے بعد کفیل بیمار ہوگیا یعنی مرض الموت میں مبتلا ہوگیا اور اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب دَین میں مستغرق ہے[3] مکفول عنہ نے طالب کے لیے ایک ہزار کا اقرار کیا کفیل کے ذمہ ایک ہزار لازم ہوگئے۔ یوہیں اگر کفیل کے مرنے کے بعد ایک ہزار کا اقرار کیا تو یہ کفیل کے ذمہ لازم ہوگئے مگر چونکہ کفیل کے پاس جو کچھ مال تھا وہ دَین میں مستغرق تھا لہٰذا مکفول لہٗ[4] دیگر قرض خواہوں کی طرح کفیل کے ترکہ سے اپنے حصہ کی قدر وصول کرے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ دَین سے بچی ہوئی کوئی جائداد نہیں ہے لہٰذا مکفول لہٗ کو نہیں ملے گا صرف قرض خواہ لیں گے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱۸: ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور یہ شرط کی کہ تم اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن[6] رکھ دو مگر طالب سے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس شرط پر کفالت کی ہے۔ اب مکفول عنہ اپنی چیز رہن رکھنا نہیں چاہتا تو کفیل کو کفالت فسخ[7] کرنے کا اختیار نہیں طالب کا مطالبہ دینا پڑے گا کیونکہ رہن کی شرط اگر تھی تو مکفول عنہ سے تھی طالب کو اس شرط سے تعلق نہیں ہاں اگر طالب سے کہہ دیا تھا کہ تیرے لیے اس شرط پر کفالت کرتا ہوں کہ مکفول عنہ اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن رکھے تو بیشک رہن نہ رکھنے کی صورت میں کفالت کو فسخ کرسکتا ہے اور اب طالب اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۹: کفیل نے یوں کفالت کی کہ مکفول عنہ کی جو امانت میرے پاس ہے میں اُس سے تمھارا دَین ادا کروں گا

---

[1] ...... جس شخص پر مطالبہ ہے۔

[2] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۲.

[3] ...... یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے دَین اس سے زائد ہے۔

[4] ...... جس شخص کا مطالبہ ہے۔

[5] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل الامر ینفذ المال عنه، ج۲، ص۱۷۶.

[6] ...... گروی۔

[7] ...... ختم۔

[8] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۳.

یہ کفالت صحیح ہے اور امانت سے اُس کو دَین ادا کرنا ہوگا اور امانت اس کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو کفالت بھی ختم ہوگئی کفیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۰: یوں ضمانت کی تھی کہ اس چیز کے ثمن سے دَین ادا کرے گا اور وہ چیز کفیل ہی کی ہے مگر بیع کرنے سے پہلے ہی وہ چیز ہلاک ہوگئی تو کفالت باطل ہوگئی اور اگر وہ چیز سو روپے میں بیچی اور اُس کی واجبی قیمت بھی سو ہی ہے اور دَین ہزار روپے ہے تو کفیل کو سو ہی دینے ہوں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۱: سو روپے کی ضمانت کی اور یہ کہہ دیا کہ پچاس یہاں دے گا اور پچاس دوسرے شہر میں مگر میعاد نہیں مقرر کی ہے طالب کو اختیار ہے جہاں چاہے وصول کرسکتا ہے اور اگر وہ چیز جو ضامن دے گا ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی[3] تو جس مقام میں دینا قرار پایا ہے وہیں مطالبہ ہوسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۲: ایک شخص نے کپڑا غصب کیا تھا مالک نے اُسے پکڑا دوسرا شخص ضامن ہوا کہ اس کو کل میں حاضر کردوں گا مدعی نے کہا اگر تم اس کو نہ لائے تو کپڑے کی قیمت دس روپے ہے وہ تم کو دینے ہوں گے کفیل نے کہا دس نہیں بیس میں دوں گا اور مکفول لہ خاموش رہا تو کفیل سے دس ہی وصول کیے جاسکتے ہیں۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اس راستہ سے جاؤ اگر تمھارا مال چھین لیا جائے میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے کفیل کو مال دینا ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اس راستہ سے جاؤ اگر درندہ نے تمھارا مال ہلاک کردیا یا تمھارے بیٹے کو مار ڈالا تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۴: دوسرے کے دَین کی کفالت کی اس شرط پر کہ فلاں اور فلاں بھی اتنے کی کفالت کریں اور اُن دونوں نے انکار کردیا تو پہلی کفالت لازم رہے گی اُس کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔[7] (خانیہ)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج۳،ص۲۷۳.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی مزدوری خرچ ہوگی۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج ۳ ،ص ۲۷٤.

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة،مسائل فی تسلیم نفس المکفول به،ج۲،ص۱۷۲.

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس،ج۳،ص۲۷۷.

[7] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة،فصل فی الکفالة بالمال،ج۲،ص۱۷۳.

مسئلہ ۱۲۵: ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار روپے کی ضمانت کی تھی اب کفیل یہ کہتا ہے وہ روپے جوے کے تھے یا شراب کے دام تھے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا نام لیا یعنی وہ روپے مکفول عنہ[1] پر واجب نہیں تھے لہٰذا کفالت صحیح نہیں ہوئی اور مجھ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا کفیل کی یہ بات قابلِ سماعت نہیں[2] بلکہ مکفول لہ کے مقابل میں اگر گواہ بھی اس بات پر پیش کرے اور مکفول لہ[3] انکار کرتا ہو تو کفیل کے گواہ بھی نہیں لیے جائیں گے اور اگر مکفول لہ پر حلف رکھنا چاہے تو حلف نہیں دیا جائے گا اور اگر اس بات کے گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ خود مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا تھا جب بھی گواہ مسموع نہ ہوں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۶: کفیل نے طالب کا مطالبہ ادا کر دیا اور مکفول عنہ سے واپس لینا چاہتا ہے مکفول عنہ اُسی قسم کا عذر پیش کرتا ہے کہ وہ روپیہ جس کا مجھ پر مطالبہ تھا وہ جوے کا تھا یعنی جوئے میں ہار گیا تھا اس کا مطالبہ تھا یا شراب کا ثمن تھا اور مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اُس سے دریافت کیا جائے یہ گواہ پیش کرنا چاہتا ہے گواہ نہیں لیے جائیں گے بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ کفیل کا روپیہ ادا کر دے اور اُس سے یہ کہا جائے گا کہ تجھ کو یہ دعویٰ کرنا ہو تو طالب کے مقابل میں کر اور اگر طالب نے اب تک کفیل سے وصول نہیں کیا ہے اُس نے قاضی کے سامنے اقرار کر لیا کہ یہ مطالبہ شراب کے ثمن کا ہے تو اصیل و کفیل دونوں بری کر دیے جائیں اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کر دیا مگر مکفول عنہ نے حاضر ہو کر یہ اقرار کیا کہ وہ روپیہ قرض تھا یا مبیع کا ثمن تھا اور طالب بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے تو اصیل پر اُس مال کا دینا لازم ہے اور کفیل کے مقابل میں ان دونوں کی بات قابل اعتبار نہ رہی۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲۷: تین شخصوں کے ہزار ہزار روپے ایک شخص کے ذمہ ہیں مگر سب کا دَین الگ الگ ہے یہ نہیں کہ وہ روپے سب کے مشترک ہوں تو ان میں دو تیسرے کے لیے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس کے روپے کی فلاں شخص نے ضمانت کی تھی اور اگر روپے میں شرکت ہو تو گواہی مقبول نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔
[2] ......قابل قبول نہیں۔
[3] ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔
[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثالث فی الدعوی والخصومة، ج۳،ص ۲۸۰.
[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالةوالحوالة،مسائل الامرینفذ المال عنه، ج۲،ص۱۷۶.
[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثالث فی الدعوی والخصومة، ج۳،ص ۲۸۰.

مسئلہ ۱۲۸: خراج موظف میں (جس کی مقدار معین ہوتی ہے کہ سالانہ اتنا دینا ہوتا ہے جس کا ذکر کتاب الزکوۃ میں گزرا) کفالت صحیح ہے اوراس کے مقابل میں رہن رکھنا بھی صحیح ہے اور خراج مقاسمہ کی نہ کفالت صحیح ہوسکتی ہے نہ اُس کے مقابلہ میں رہن رکھنا صحیح ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۹: سلطنت کی جانب سے جومطالبات لازم ہوتے ہیں اُن کی کفالت بھی صحیح ہے خواہ وہ مطالبہ جائز ہو یا ناجائز کیوں کہ یہ مطالبہ دَین کے مطالبہ سے بھی سخت ہوتا ہے مثلاً آج کل گورنمنٹ زمینداروں سے مال گزاری[2] اورابواب[3] لیتی ہے اگراس کے دینے میں تاخیر کرے فوراً حراست[4] میں لے لیا جاتا ہے جائداد نیلام کردی جاتی ہے۔اسی طرح مکان کا ٹیکس، انکم ٹیکس[5]، چونگی[6] کہ ان تمام مطالبات کے ادا کرنے پر آدمی مجبور ہے لہٰذا ان سب کی کفالت صحیح ہے اور جس پر مطالبہ ہے اُس کے حکم سے کفالت کی ہے تو کفیل اُس سے واپس لے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۰: دلال[8] کے پاس سے چیز جاتی رہی اُس پر تاوان واجب نہیں اوراگر دلال یہ کہتا ہے کہ میں نے کسی دوکان میں رکھ دی تھی یاد نہیں کس دوکان میں رکھی تھی تو تاوان دینا پڑے گا اوراگر دلال نے دوکاندار کو دکھائی اور دام طے ہوگئے اوراُس کے پاس رکھ کر چلا گیا دوکاندار کے پاس سے جاتی رہی یا دلال نے بازار میں وہ چیز دکھائی پھر کسی دوکان پر رکھ دی یہاں سے جاتی رہی تو تاوان دینا ہوگا اور دوکاندار سے تاوان نہیں لیا جاسکتا۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۱: کسی نے دلال کو چیز دی اور دلال کو معلوم ہوگیا کہ یہ چیز چوری کی ہے اوراس کا مالک فلاں شخص ہے اُس نے مالک کو چیز دے دی دلال سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[10] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص٦٦٢.

2 ......زمین کا سرکاری مقرر کردہ ٹیکس۔

3 ......غیر مقررہ ٹیکس، نذرانہ۔

4 ...... قید۔

5 ......مقررہ قواعد کے مطابق آمدنی پرسرکاری محصول۔

6 ......ایک محصول جو میونسپل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص٦٦٢.

8 ......کمیشن پر مال بیچنے والا، کمیشن ایجنٹ۔

9 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: بیع العِینة، ج۷، ص٦٦٨.

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص٦٦٨.

مسئلہ ۱۳۲: دلال نے بائع کے لیے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۳: ایک شخص نے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے ہیں اگر تم وصول کرلاؤ تو دس روپے تم کو دوں گا اس وصول کرنے والے کو اُجرتِ مثل ملے گی جو دس روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔[2] (درمختار)

(دوشخص کفالت کریں اس کی صورتیں)

مسئلہ ۱۳۴: دوشخصوں پر دَین ہے مثلاً دونوں نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی تھی اور ان میں ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی یہ کفالت صحیح ہے اور اس صورت میں چونکہ ہر ایک نصف دَین میں اصیل[3] ہے اور نصف میں کفیل[4] ہے لہٰذا جو کچھ ادا کرے گا جب تک نصف سے زیادہ نہ ہو وہ اصالۃً[5] قرار پائے گا یعنی وہ روپیہ ادا کیا جو اس پر اصالۃً تھا شریک سے وصول نہیں کرسکتا اور جب نصف سے زیادہ ادا کیا تو جو کچھ زیادہ دیا ہے کفالت میں شمار ہوگا شریک سے وصول کرسکتا ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۵: صورتِ مذکورہ میں صرف ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی ہے اور کفیل نے کچھ ادا کیا اور کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ ادا کیا ہے بطور کفالت ہے اس کی بات مقبول ہے یعنی دوسرے مدیون مکفول عنہ[7] سے واپس لے سکتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۶: دوشخصوں پر دَین ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی مگر دونوں پر دو قسم کے دَین ہیں ایک پر میعادی دَین ہے اور دوسرے پر فوراً واجب الادا ہے اور جس پر میعادی دَین ہے اُس نے قبل میعاد ایک رقم ادا کی اور یہ کہتا ہے میں نے دوسرے کی طرف سے یعنی کفالت کے روپے ادا کیے ہیں اُس کی بات قابلِ تسلیم ہے جو کچھ اُس نے دیا ہے دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور جس کے ذمہ فوراً واجب الادا ہے اُس نے دیا اور کہتا یہ ہے کہ کفالت کے روپے ادا کیے ہیں

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص۶۶۸.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص۶۶۸.

[3] ......یعنی نصف دَین خود اِسی پر ہو۔

[4] ......ضامن۔

[5] ......یعنی اپنی طرف سے ادائیگی۔

[6] ......"الهداية"، کتاب الکفالة، باب کفالة الرجلین، ج۲، ص۹۶.

[7] ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔

[8] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، باب کفالة الرجلین، ج۷، ص۶۷۱.

تو جب تک میعاد پوری نہ ہو جائے دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا۔ اور اگر ایک پر قرض ہے دوسرے کے ذمہ مبیع کا ثمن ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو ادا کرے یہ نیت کرسکتا ہے کہ اپنے ساتھی کی طرف سے ادا کرتا ہوں یعنی اُس سے وصول کرسکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۷: ایک شخص پر دَین[2] ہے دو شخصوں نے اُس کی کفالت کی یعنی ہر ایک نے پورے دَین کی ضمانت کی پھر ہر ایک کفیل نے دوسرے کفیل کی طرف سے بھی کفالت کی اس صورت مفروضہ[3] میں ایک کفیل جو کچھ ادا کرے گا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کل روپیہ اصیل سے وصول کرے اور اگر طالب نے ایک کو بری کردیا تو دوسرا بری نہ ہوگا کیونکہ یہاں ہر ایک کفیل ہے اور اصیل بھی ہے اور کفیل کے بری کرنے سے اصیل بری نہیں ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۸: دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ تھی اور دونوں علیحدہ ہوگئے قرض خواہ کو اختیار ہے کہ ان میں جس سے چاہے پورا دَین وصول کرسکتا ہے کیونکہ شرکت مفاوضہ میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوتا ہے اور ایک نے جو دَین ادا کیا ہے اگر وہ نصف تک ہے تو دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا اور نصف سے زیادہ دے چکا تو یہ رقم اپنے ساتھی سے وصول کرسکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۹: اپنے دو غلاموں سے عقد کتابت کیا ان میں ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو کچھ بدلِ کتابت ایک ادا کرے گا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اگر مولیٰ[6] نے ان میں سے بعد عقد کتابت ایک کو آزاد کردیا یہ آزاد ہوگیا اور اس کے مقابلہ میں جو کچھ بدلِ کتابت تھا ساقط ہوگیا اور دوسرے کا بدلِ کتابت باقی ہے اور اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے کیونکہ ایک اصیل ہے دوسرا کفیل ہے اگر کفیل سے لیا تو یہ اصیل سے وصول کرسکتا ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴۰: کسی نے غلام کی طرف سے مال کی کفالت کی اس کفالت کا اثر مولیٰ کے حق میں بالکل نہ ہوگا یعنی کفیل مولیٰ سے روپیہ وصول نہیں کرسکتا اس کفالت کا اثر یہ ہوگا کہ غلام جب آزاد ہو جائے اُس سے وصول کیا جائے اور کفیل کو یہ روپیہ

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ،مطلب :بیع العینۃ،ج۷،ص ۶۷۱.

[2] ......قرض۔

[3] ......فرض کردہ صورت،مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت۔

[4] ......"الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ،باب کفالۃ الرجلین، ج ۲،ص ۹۶.

[5] ......المرجع السابق،ص۹۷.

[6] ......آقا،مالک۔

[7] ......"الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ،باب کفالۃ الرجلین، ج ۲،ص ۹۷.

فی الحال ادا کرنا ہوگا اگرچہ اس کی شرط نہ ہو ہاں اگر کفالت کے وقت ہی میعاد کی شرط ہو تو جب تک میعاد پوری نہ ہو دَین ادا کرنا واجب نہیں۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۴۱: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ہے کسی نے اُس کی کفالت کی اس کے بعد غلام مرگیا اور مدعی نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی کفیل کو اُس کی قیمت دینی پڑے گی اور اگر غلام پر مال کا دعویٰ ہوتا اور کفالت بالنفس[2] کرتا پھر وہ مرجاتا تو کفیل بری ہوجاتا۔[3] (ہدایہ)

حوالہ کا بیان

حوالہ جائز ہے مدیون[4] کبھی دَین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن[5] کا تقاضا[6] ہوتا ہے اس صورت میں دائن کو دوسرے پر حوالہ کردیتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دَین ہے مدیون اپنے دائن کو اُس دوسرے پر حوالہ کردیتا ہے کیوں کہ دائن کو اُس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس سے بآسانی مجھے وصول ہوجائے گا۔ بالجملہ اس کی متعدد صورتیں ہیں اور اس کی حاجت بھی پیش آتی ہے اسی لیے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تونگر[7] کا دَین ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب مالدار پر حوالہ کردیا جائے تو دائن قبول کرلے۔[8] اس حدیث کو بخاری و مسلم و ابوداود و طبرانی وغیرہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱: دَین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کردینے کو حوالہ کہتے ہیں، مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔[9] (درمختار)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٢، ص٩٧-٩٨.
و"فتح القدير"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٦، ص٣٤٢.

[2] ......شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

[3] ......"الهداية"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٢، ص٩٨.

[4] ......مقروض۔ [5] ......قرض دینے والا۔ [6] ......مطالبہ۔ [7] ......مالدار، امیر۔

[8] ......"صحيح البخاري"، كتاب الحوالات، باب اذا أحال على مليّ فليس له رد، الحديث:٢٢٨٨، ج٢، ص٧٢.

[9] ......"الدر المختار"، كتاب الحوالة، ج٨، ص٥-٧.

مسئلہ ۲: حوالہ کے رکن ایجاب وقبول ہیں۔ مثلاً مدیون یہ کہے میرے ذمہ جو دَین ہے فلاں شخص پر میں نے اُس کا حوالہ کیا محتال لہ اور محتال علیہ نے کہا ہم نے قبول کیا۔[1] (عالمگیری)

(حوالہ کے شرائط)

مسئلہ ۳: حوالہ کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یہ اجازت ولی پر موقوف ہے اُس نے جائز کردیا نافذ ہوجائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون لہ ہے[2] تو محتال علیہ دَین ادا کرنے کے بعد اُس سے وصول کرسکتا ہے اور محجور ہے[3] تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے وصول نہیں کیا جاسکتا۔ محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔ محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص پر جو تمھارا دَین ہے اُس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو اُس نے منظور کرلیا حوالہ صحیح ہوگیا اس کو دَین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کرسکتا کہ یہ حوالہ اُس کے حکم سے نہیں ہوا۔[4] (عالمگیری)

(۲) محتال کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ قبول کرلیا صحیح نہ ہوا اور نابالغ سمجھ وال نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مالدار ہو۔

(۳) محتال کا راضی ہونا۔ اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ صحیح نہ ہوا۔

(۴) محتال کا اُسی مجلس میں قبول کرنا۔ یعنی اگر مدیون نے حوالہ کردیا اور دائن وہاں موجود نہیں ہے جب اُس کو خبر پہنچی اُس نے منظور کرلیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اُس کی طرف سے قبول کرلیا جب خبر پہنچی اُس نے منظور کرلیا یہ حوالہ صحیح ہوگیا۔

(۵) محتال علیہ کا عاقل بالغ ہونا۔ سمجھ وال بچہ نے حوالہ قبول کرلیا جب بھی صحیح نہیں اگرچہ اُسے تجارت کی اجازت ہو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الأول فی تعریفها ورکنها، ج۳،ص ۲۹۵.

[2] ......یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت کی اجازت دی ہے۔

[3] ......یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت سے روک دیا ہے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الأول فی تعریفها ورکنها، ج۳،ص ۲۹۵.

اگرچہ اُس کے ولی نے بھی منظور کرلیا ہو۔

(۶) محتال علیہ کا قبول کرنا۔ یہ ضرور نہیں کہ اُسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کرلیا صحیح ہوگیا یہ ضرور نہیں کہ محیل کا اس کے ذمہ دَین ہو۔ ہو یا نہ ہو جب قبول کرلے گا صحیح ہوجائے گا۔

(۷) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دَین لازم ہو۔ عین کا حوالہ یا دَین غیر لازم مثلاً بدلِ کتابت کا حوالہ صحیح نہیں خلاصہ یہ کہ جس دَین کی کفالت نہیں ہوسکتی اُس کا حوالہ بھی نہیں ہوسکتا۔[1]

مسئلہ ۴: محتال علیہ نے دوسرے پر حوالہ کردیا اور تمام شرائط پائے جاتے ہوں یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: دَین مجہول کا حوالہ صحیح نہیں مثلاً یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تمھارا فلاں کے ذمہ مطالبہ ثابت ہو اُس کو میں نے اپنے اوپر حوالہ کیا یہ صحیح نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مالِ غنیمت دارالاسلام میں لاکر جمع کردیا گیا ہے مگر ابھی اُس کی تقسیم نہیں ہوئی غازی نے دَین لے کر اپنا کام چلایا اور دائن کو بادشاہ پر حوالہ کردیا کہ غنیمت سے جو میرا حصہ ملے اتنا اس شخص کو دیا جائے یہ حوالہ صحیح ہے۔ یوہیں جو شخص جائداد موقوفہ کی آمدنی کا حقدار ہے اُس نے قرض لیا اور متولی[4] پر دائن کو حوالہ کردیا کہ میرے حصہ کی آمدنی سے اس کا دَین ادا کیا جائے یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔[5] (ردالمحتار) یوہیں ملازم پر دَین ہے جس کے یہاں نوکر ہے اُس پر حوالہ کردیا کہ میری تنخواہ سے اس کا دَین ادا کردیا جائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۷: جب حوالہ صحیح ہوگیا محیل یعنی مدیون دَین سے بری ہوگیا جب تک دَین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو محیل کو دَین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے۔ اگر محیل مرجائے محتال اُس کے ترکہ سے دَین وصول نہیں کرسکتا البتہ ورثہ سے کفیل لے سکتا ہے کہ دَین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دَین وصول ہوسکے۔ دائن محیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کرسکتا نہ دَین اُسے ہبہ کرسکتا ہے کہ اُس کے ذمہ دَین ہی نہ رہا۔ مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الحوالة،الباب الأول فی تعریفهاو رکنها،ج۳،ص۲۹۵-۲۹۶.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الحوالة،ج۸،ص۱۰.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الحوالة،مطلب:فی حوالة الغازی و حوالة المستحق من الوقف،ج۸،ص۱۱.

دوسرے پر کر دیا بائع مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن [1] نے مرتہن [2] کو دوسرے پر حوالہ کر دیا مرتہن رہن کو روکنے کا حقدار نہ رہا یعنی رہن واپس کرنا ہوگا۔ عورت نے مہر معجّل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کر دیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: اگر دَین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہوگئی تو محتال محیل سے مطالبہ کرے گا اور اس سے دَین وصول کرے گا دَین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ محتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کر دیا اور گواہ نہ محیل کے پاس ہیں نہ محتال کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔ محتال علیہ مفلسی [4] کی حالت میں مرگیا نہ اُس کے پاس عین ہے نہ دَین جس سے مطالبہ ادا ہو سکے نہ اُس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔ [5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۹: محتال علیہ کے مرنے کے بعد محیل و محتال میں اختلاف ہوا محتال کہتا ہے اُس نے کچھ نہیں چھوڑا ہے اور محیل کہتا ہے ترکہ چھوڑ مرا ہے محتال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی یہ قسم کھائے گا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ ترکہ چھوڑ مرا ہے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: محتال علیہ نے محیل سے یہ مطالبہ کیا کہ تمھارے حکم سے میں نے تم پر جو دَین تھا ادا کر دیا لہٰذا وہ رقم مجھے دے دو محیل نے جواب میں یہ کہا کہ میں نے تم پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ میرا دَین تمھارے ذمہ تھا لہٰذا میرے ذمہ مطالبہ نہیں رہا۔ اس صورت میں محتال علیہ [7] کا قول معتبر ہے کیوں کہ محیل نے حوالہ کا اقرار کر لیا اور حوالہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ محیل کا محتال علیہ کے ذمہ باقی ہو۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: محیل نے محتال سے یہ کہا کہ میں نے تمھیں فلاں پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ اُس چیز پر میرے لیے قبضہ کرو یعنی یہ حوالہ بمعنیٰ وکالت ہے محتال جواب میں یہ کہتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ تمھارے ذمہ میرا دَین تھا اس لیے تم نے حوالہ کیا تھا اس صورت میں محیل کا قول معتبر ہے کہ وہی منکر ہے۔ [9] (درمختار)

---

[1] ......گروی رکھنے والا۔

[2] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحوالة، مطلب: فی حوالة الغازی و حوالة المستحق من الوقف، ج۸، ص۱۲.

[4] ......ناداری، محتاجی۔

[5] ......"الهداية"، کتاب الحوالة، ج۲، ص۹۹، ۱۰۰، وغیره.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۵.

[7] ......بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "**محتال**" مذکور ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ درمختار میں اس مقام پر "**محتال**" نہیں بلکہ "**محتال علیه**" ذکر ہے، اسی وجہ سے ہم نے تصحیح کر دی ہے۔... **علمیه**

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۶.

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۶.

مسئلہ ۱۲: حوالہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مُطلَقہ (۲) مقیدہ۔

مطلقہ کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں یہ قید نہ ہو کہ امانت یا دَین جو تم پر ہے اُس سے اس دَین کو ادا کرنا۔مقیدہ میں اسی قسم کی قید ہوتی ہے۔حوالہ اگر مطلقہ ہو اور قرض کرو محیل [1] کا دَین یا امانت محتال علیہ [2] کے پاس ہے تو محتال [3] کا حق اُس مخصوص مال کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ محتال علیہ کے ذمہ کے ساتھ متعلق ہوگا یعنی محیل اپنا دَین یا ودیعت [4] محتال علیہ سے لے لے تو حوالہ باطل نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: محیل پر دَین غیر میعادی ہے یعنی فوراً واجب الادا ہے اس کا حوالہ کر دیا تو محتال علیہ پر فوراً ادا کرنا واجب ہے اور محیل پر دَین میعادی ہے مثلاً ایک سال کی میعاد ہے اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ کے لیے بھی ایک سال کی میعاد ذکر کر دی گئی تو محتال علیہ کے لیے بھی میعاد ہوگئی اور اس صورت میں اگر حوالہ کے اندر میعاد کا ذکر نہ ہوا جب بھی حوالہ میعادی ہے جس طرح میعادی دَین کی کفالت کرنے سے کفیل کے لیے بھی میعاد ہو جاتی ہے اگرچہ کفالت میں میعاد کا ذکر نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: محیل پر میعادی دَین تھا اُس کا حوالہ کر دیا اور محیل مر گیا تو محتال علیہ پر اب بھی میعادی ہے محیل کے مرنے سے میعاد ساقط نہ ہوگی اور محتال علیہ مر گیا تو میعاد جاتی رہی اگرچہ محیل زندہ ہو۔ہاں اگر محتال علیہ مفلس مرا کچھ ترکہ اُس نے نہیں چھوڑا تو محیل کی طرف دَین رجوع کرے گا اور وہ میعاد بھی ہوگی جو پہلے تھی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: محیل پر دَین غیر میعادی تھا مثلاً قرض اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ نے کوئی میعاد حوالہ میں ذکر کی تو یہ میعادی ہو گیا اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہوسکتا مگر محتال علیہ اگر نادار ہو کر مرا پھر محیل کی طرف دَین رجوع کرے گا اور غیر میعادی ہوگا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: زید کے ہزار روپے عمرو پر واجب الادا ہیں اور عمرو کے بکر پر ہزار روپے واجب الادا ہیں عمرو نے زید کو بکر پر حوالہ کر دیا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے واجب الادا ہیں وہ زید کو ادا کر دو یہ حوالہ صحیح ہے پھر اگر زید نے بکر کو مثلاً ایک سال کی میعاد دے دی تو عمرو بکر سے اپنا روپیہ وصول نہیں کر سکتا اور اگر میعاد دینے کے بعد زید نے بکر کو حوالہ کی رقم سے بری کر دیا تو عمرو اپنا دَین بکر سے وصول کر سکتا ہے۔[9] (خانیہ)

---

1 ...... مقروض۔
2 ...... مقروض قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے۔
3 ...... قرض دینے والا۔
4 ...... امانت۔
5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحوالۃ،الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ،ج۳،ص۲۹۷.
6 ...... المرجع السابق،ص۲۹۸.
7 ...... المرجع السابق .
8 ...... المرجع السابق .
9 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الکفالۃ والحوالۃ،مسائل الحوالۃ،ج۲،ص۱۷۹.

مسئلہ ۱۷: زید کے عمرو پر ہزار روپے واجب الادا ہیں اور زید نے اپنے دائن کو عمرو پر حوالہ کر دیا کہ ایک سال میں عمرو اُس کو روپے دے دے مگر زید نے خود سال کے اندر دَین ادا کر دیا تو عمرو سے اپنے روپے ابھی وصول کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: نابالغ کا کسی کے ذمہ دَین تھا اُس نے حوالہ کر دیا اور اس میں کوئی میعاد مقرر ہوئی اُس نابالغ کے باپ یا وصی نے حوالہ قبول کر لیا یہ ناجائز ہے یعنی جبکہ نابالغ کو وہ دَین میراث میں ملا ہو اور اگر باپ یا وصی نے اس نابالغ کے لیے کوئی عقد کیا ہو اس کا دَین ہو تو اس میں میعاد مقرر کرنا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: حوالہ کا روپیہ جب تک محتال علیہ ادا نہ کرلے محیل سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو قید کرا دیا تو یہ محیل کو قید کرا سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: محتال علیہ نے محتال لہ[4] کو ادا کر دیا یا محتال لہ نے محتال علیہ کو ہبہ کر دیا[5] یا صدقہ کر دیا یا محتال لہ مر گیا اور محتال علیہ اُس کا وارث ہے تو محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو دَین سے بری کر دیا[6] بری ہو گیا اور محیل سے وصول نہیں کر سکتا۔ اور اگر محتال لہ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے دَین تمھارے لیے چھوڑ دیا تو محیل سے وصول کر سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مدیون نے ایسے شخص پر حوالہ کیا جس پر مدیون کا دَین نہیں ہے اور کسی اجنبی شخص نے محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کر دیا تو محتال علیہ محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل کا محتال علیہ پر دَین تھا اور حوالہ کر دیا اور اجنبی نے محیل کی طرف سے دَین ادا کر دیا تو محیل محتال علیہ سے اپنا دَین وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل یہ کہتا ہے کہ اُس نے میری طرف سے دَین ادا کیا ہے اور محتال علیہ کہتا ہے میری طرف سے ادا کیا ہے اور فضولی نے ادا کے وقت کچھ ظاہر نہیں کیا تھا تو اُس فضولی سے دریافت کیا جائے کہ کس کی طرف سے ادا کیا تھا جو وہ کہے اُس کا اعتبار کیا جائے۔ اور اگر وہ فضولی مر گیا یا اُس کا پتا ہی نہیں ہے کہ اُس سے دریافت ہو سکے تو محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کرنا قرار دیا جائے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲: محتال علیہ نے ادا کر دیا تو جس مال کا حوالہ ہوا وہ محیل سے وصول کرے گا وہ نہیں جو اُس نے ادا کیا مثلاً روپیہ کا حوالہ ہوا اور اس نے اشرفیاں ادا کیں یا اس کا عکس ہوا یا روپے کی جگہ کوئی سامان محتال لہ کو دیا تو وہ چیز دینی ہوگی جس کا حوالہ ہوا۔ اور محتال علیہ و محتال لہ میں مصالحت ہوگئی اگر اُسی قسم کی چیز پر مصالحت ہوئی جو واجب تھی یعنی جتنی دینی لازم تھی اُس

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثاني في تقسيم الحوالة، ج٣، ص٢٩٨.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......یعنی قرض دینے والے۔

[5] ......یعنی دے دیا۔

[6] ......قرض معاف کر دیا۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثاني في تقسيم الحوالة، ج٣، ص٢٩٨.

[8] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل الحوالة، ج٢، ص١٧٩.

سے کم پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ اسّی ۸۰ پر صلح ہوئی یعنی بیس معاف کر دیئے تو جتنے دیے محیل سے اُتنے ہی وصول کرسکتا ہے اور اگر خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ دو اشرفیوں پر صلح ہوئی تو محتال علیہ محیل سے سو روپے وصول کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: حوالۂ مقیدہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ محیل کا دَین محتال علیہ کے ذمہ ہے اُس دَین کے ساتھ حوالہ کو مخصوص کیا دوسری یہ کہ محتال علیہ[2] کے پاس محیل[3] کی عین شے ہے اُس سے مقید کیا مثلاً محیل نے اُس کے پاس روپے وغیرہ کوئی چیز امانت رکھی ہے یا اُس نے محیل کی کوئی چیز غصب کرلی ہے اس نے حوالہ میں یہ ذکر کر دیا کہ امانت یا غصب کے روپے سے محتال علیہ دَین ادا کر دے۔ حوالہ مقیدہ کا حکم یہ ہے کہ محیل اپنا دَین یا امانت یا مغصوب شے[4] حوالہ کے بعد محتال علیہ سے نہیں لے سکتا اور اگر اُس نے محیل کو دے دیا تو ضامن ہے اُس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا اور اس صورت میں کہ محیل نے اپنا مال اُس سے وصول کرلیا اور محتال لہ[5] نے بھی بر بنائے حوالہ اس سے وصول کیا محتال علیہ محیل سے یہ رقم لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: حوالہ مقید بہ امانت تھا اور وہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہوگئی حوالہ بھی باطل ہوگیا محتال علیہ بری ہوگیا اور دَین محیل کے ذمہ لوٹ آیا اور اگر حوالہ میں مغصوب کی قید تھی یعنی محتال علیہ نے محیل کی چیز غصب کی ہے اُس سے دَین وصول کرنے کو حوالہ کیا اور مغصوب شے غاصب کے پاس سے ہلاک ہوگئی حوالہ بدستور باقی ہے اب بھی محتال علیہ کو دَین ادا کرنا لازم ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: حوالہ مقید بدَین یا مقید بعین تھا اور محیل مر گیا اور اُس پر اس دَین کے علاوہ اور دیون بھی ہیں مگر سوا اُس دین کے جو محتال علیہ کے ذمہ ہے یا اُس عین کے جو محتال علیہ کے پاس ہے کوئی چیز نہیں چھوڑی تو وہ دَین یا عین تنہا محتال لہ کے لیے مخصوص نہ ہوگا بلکہ دیگر قرض خواہ بھی اُس میں حقدار ہیں سب پر بقدر حصۂ رسد[8] تقسیم ہوگا۔[9] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۲۹۹.

2 ...... اپنے قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے۔

3 ...... اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے ذمے ڈالنے والا یعنی مقروض۔

4 ...... غصب کی گئی چیز۔

5 ...... یعنی دائن، قرض دینے والا۔

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۲۹۹.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۱۷.

8 ...... یعنی جتنا جتنا حصے میں آئے اُس کے مطابق۔

9 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۳۰۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۱۸.

مسئلہ ۲۶: حوالہ مقید بودیعت تھا محیل بیمار ہوگیا اور محتال علیہ نے ودیعت محتال لہ کو دے دی اس کے بعد محیل کا انتقال ہوگیا اور اس کے ذمہ دیگر دیون [1] بھی ہیں امین سے دوسرے قرض خواہ تاوان نہیں لے سکتے مگر ودیعت تنہا محتال لہ کو نہیں ملے گی بلکہ دوسرے قرض خواہ بھی اُس میں شریک ہوں گے اور اگر محتال علیہ کے پاس ودیعت نہیں ہے بلکہ محیل کا اُس کے ذمہ دَین ہے اور حوالہ اس دَین کے ساتھ مقید کیا تھا اور محتال علیہ کے ادا کرنے سے پہلے محیل بیمار ہوگیا اب محتال علیہ نے محتال لہ کو ادا کر دیا اور محیل مر گیا اور اُس کے ذمہ دیگر دیون بھی ہیں اور اُس دَین کے علاوہ جو محتال علیہ کے ذمہ تھا محیل نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو محتال لہ جو وصول کر چکا وہ تنہا اُسی کا ہے دیگر غرما اس میں شریک نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: حوالہ مقید بہ امانت تھا اور محتال علیہ نے امانت سے دَین نہیں ادا کیا بلکہ اپنے روپے دَین میں دیے اور امانت کے روپے اپنے پاس رکھ لیے تو یہ دَین ادا کرنا تبرع نہیں قرار پائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: حوالہ مقید بہ ثمن تھا یعنی محیل نے محتال علیہ کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی تھی جس کا ثمن باقی تھا اس مشتری پر اپنے دَین کا حوالہ کر دیا کہ محتال لہ ثمن وصول کرے مگر مشتری نے خیارِ رویت، خیارِ شرط کی وجہ سے بیع فسخ کر دی یا خیارِ عیب کی وجہ سے قبل قبضہ فسخ کی یا بعد قبضہ قضائے قاضی سے فسخ ہوئی یا مبیع قبل قبضہ ہلاک ہوگئی ان سب صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن باقی نہ رہا جب بھی حوالہ بدستور باقی ہے۔ اور اگر مبیع میں کوئی دوسرا حقدار نکلا یا ظاہر ہوا کہ مبیع غلام نہیں ہے بلکہ حُر [4] ہے یا دَین کے ساتھ حوالہ کو مقید کیا تھا اور اُس کا کوئی مستحق ظاہر ہوا تو ان صورتوں میں حوالہ باطل ہو جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے کسی شخص پر حوالہ کر دیا پھر مشتری نے مبیع میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے بائع کو واپس کر دی تو مشتری بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جبکہ بائع یہ کہتا ہو کہ میں نے ثمن وصول نہیں کیا ہے ہاں بائع اُس محتال علیہ پر حوالہ کر دے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص پر دَین ہے دوسرا اس کا کفیل [7] ہے کفیل نے طالب کو ایک تیسرے شخص پر حوالہ کر دیا اُس نے قبول

---

[1] ...... دَین کی جمع، قرض۔

[2] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۳۰۰.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... آزاد۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۳۰۰.

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل الحوالة، ج۲، ص۱۸۰.

[7] ...... ضامن۔

کرلیا اصیل[1] وکفیل دونوں بری ہوگئے اور محتال علیہ مفلس[2] مرا تو اصیل وکفیل دونوں کی طرف معاملہ لوٹے گا۔[3] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص پر حوالہ کیا کہ وہ اپنے مکان کے ثمن سے دَین ادا کرے گا محتال علیہ اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ گھر بیچ کر دَین ادا کرے البتہ جب مکان بیع کرے گا تو دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اور یہ شرط کردی کہ بائع اپنے قرض خواہ کو مشتری پر حوالہ کردے گا کہ ثمن سے دَین ادا کرے یہ بیع فاسد ہے اور حوالہ بھی باطل اور اگر یہ شرط کی ہے کہ مشتری ثمن کا کسی اور پر حوالہ کردے گا یہ بیع صحیح ہے اور حوالہ بھی صحیح۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: حوالۂ فاسدہ میں اگر محتال علیہ نے دَین ادا کردیا تو اُسے اختیار ہے محتال لہ سے واپس لے یا محیل سے وصول کرے مثلاً یہ حوالہ کہ محیل کے مکان کو بیع کرکے ثمن سے دَین ادا کرے گا اور محیل نے اس کی اجازت نہ دی ہو یہ حوالہ فاسد ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت کی اور یہ شرط ہوگئی کہ اصیل بری ہے یہ حقیقت میں حوالہ ہے اور حوالہ میں یہ شرط قرار پائی کہ اصیل سے بھی مطالبہ کرے گا تو یہ کفالت ہے دائن نے مدیون پر کسی کو حوالہ کردیا اور محتال لہ کا دائن پر دَین نہیں ہے یہ حقیقت میں وکالت ہے حوالہ نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کو کسی پر حوالہ کردیا کہ اس سے اتنے من غلہ لے لینا اور محتال علیہ نے قبول کرلیا مگر حقیقت میں نہ محیل کا محتال علیہ پر کچھ ہے نہ محتال لہ کا محیل پر تو محتال علیہ پر کچھ دینا واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: آڑھت[8] میں غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز بیچنے والے لاکر جمع کردیتے ہیں اور خریدنے والے آڑھت والے سے خریدتے ہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار سے ابھی دام وصول نہیں ہوئے اور بیچنے والے اپنے وطن کو واپس جانا

---

[1] ......جس شخص پر مطالبہ ہے یعنی مقروض۔ [2] ......نادار محتاج۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسيم الحوالة،ج۳،ص۳۰۱.

و"الفتاوی الخانية"، کتاب الكفالةوالحوالة،مسائل الحوالة،ج۲،ص۱۷۹.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسيم الحوالة،ج۳،ص۳۰۲.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الحوالة،مطلب:فی حوالة الغازی...إلخ،ج۸،ص۱۹.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة،ج۸،ص۱۹.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،مسائل شتی،ج۳،ص۳۰۵.

[8] ......وہ مکان یا دُکان جہاں سوداگروں کا مال کمیشن لیکر بیچا جاتا ہے۔

چاہتے ہیں آڑھت والے اپنے پاس سے دام دے دیتے ہیں خریدار سے وصول ہوگا تو رکھ لیں گے یہاں اگرچہ بظاہر حوالہ نہیں مگر اس کو حوالہ ہی کے حکم میں سمجھنا چاہیے یعنی بائع نے آڑھتی[1] سے قرض لیا اور مشتری پر حوالہ کر دیا کہ اُس سے وصول کرلے لہٰذا اگر آڑھتی کو مشتری سے دَین وصول نہ ہوسکا کہ وہ مفلس مرا تو آڑھتی بائع سے اُس روپیہ کو وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کر دیا اس شرط پر کہ محتال لہ[3] کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے محتال علیہ[4] سے وصول کرے یا خود محیل[5] سے وصول کرے۔ یوہیں اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال لہ جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اُسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: عقدِ حوالہ میں میعاد نہیں ہوسکتی ہاں جس دَین کا حوالہ ہو اُس کے لیے میعاد ہوسکتی ہے یعنی انتقالِ دَین[7] تو ابھی ہوگیا مگر مطالبہ میعاد پر ہوگا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ہُنڈی بھی حوالہ ہی کی ایک قسم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تاجر کو روپیہ بطورِ قرض دیتے ہیں کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کر دے گا یا اس کے کسی دوست یا عزیز کو دوسرے شہر میں دے دے گا مثلاً اُس تاجر کی دوسرے شہر میں دوکان ہے وہاں لکھ دے گا اس کو یا اس کے عزیز کو وہاں قرض کا روپیہ وصول ہوجائے گا۔ قرض کے طور پر دینے سے مقصود یہ ہے کہ اگر امانت کہہ کر دیتا ہے تو وہی روپیہ بعینہ اُس کو پہنچایا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ راستہ میں ضائع ہوجائے اور دینے والے کا نقصان ہو کیوں کہ امانت میں تاوان نہیں لیا جاسکتا اس نفع کی خاطر قرض دیتا ہے لہٰذا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ قرض سے ایک نفع حاصل کرنا ہے۔ اور اگر قرض میں دوسری جگہ دینے کی شرط نہ ہو مثلاً اس کا قرض اُس کے ذمہ تھا اُس سے کہا فلاں جگہ کے لیے حوالہ لکھ دو اُس نے لکھ دیا یہ ناجائز نہیں۔ ہنڈی کی یہ صورت بھی ہے کہ دوکاندار دوسرے شہر میں مال لینے جاتا ہے اگر ساتھ میں روپیہ لے جاتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا اس وقت روپیہ موجود نہیں ہے وہاں مال خرید کر ہُنڈی لکھ دیتا ہے جب یہاں ہُنڈی پہنچتی ہے

---

[1] ......کمیشن پر مال بیچنے والا، کمیشن ایجنٹ۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة،مسائل شتی، ج٣،ص ٣٠٥.

[3] ......یعنی قرض دینے والا۔

[4] ......مقروض قرض کی ادائیگی جس کے سپرد کرے وہ محتال علیہ ہے۔

[5] ......اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی مقروض۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة،مسائل شتی، ج٣،ص ٣٠٥.

[7] ......قرض کی منتقلی۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج٨،ص ٢٠.

روپیہ ادا کر دیا جاتا ہے اکثر یہ ہُنڈی میعادی ہوتی ہے[1] اور کبھی غیر میعادی بھی ہوتی ہے مگر اس میں سود کی ایک رقم شامل ہوتی ہے اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے۔

مسئلہ ۳۹: محیل محتال لہ کا وکیل بن کر حوالہ کا روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے یہ صحیح نہیں اگر محتال علیہ اسے دینے سے انکار کرے تو دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[2] (درمختار)

قضا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ ﴾[3]

''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت ونور ہے اُس کے موافق انبیاء حکم کرتے رہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾[4]

''جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾[5]

''جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾[6]

''جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے کے موافق حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں''۔

---

[1] ......یعنی اس کا وقت مقرر رہتا ہے۔

[2] ......''الدرالمختار''، کتاب الحوالة، ج۸، ص۲۲.

[3] ......پ۶، المائدة: ٤٤.

[4] ......پ۶، المائدة: ٤٤.

[5] ......پ۶، المائدة: ٤٥.

[6] ......پ۶، المائدة: ٤٧.

پھر فرمایا:

﴿ وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَؕ-فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْؕ-وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ(۴۹) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَؕ-وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ۠(۵۰) ﴾ [1]

’’تم حکم کرو اُن کے مابین اُس کے موافق جو خدا نے نازل کیا اور اُنکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور اُن سے بچتے رہو کہ کہیں تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں بعض اُن چیزوں سے جو خدا نے تمھاری طرف اُتاری اور اگر وہ اعراض کریں تو جان لو کہ خدا اُنکے بعض گناہوں کی سزا اُن کو پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک بہت سے لوگ فاسق ہیں کیا وہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ (عزوجل) سے بڑھ کر یقین والوں کے لیے کون حکم دینے والا ہے‘‘۔

اور فرمایا:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(۶۵) ﴾ [2]

’’تمھارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک تم کو حکم نہ بنائیں اُس چیز میں جس میں اُن کے مابین اختلاف ہے پھر جو کچھ تم نے فیصلہ کردیا اُس سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور اُسے پورے طور پر تسلیم نہ کریں‘‘۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُؕ-وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىٕنِیْنَ خَصِیْمًاۙ(۱۰۵) ﴾ [3]

’’ہم نے تمھاری طرف حق کے ساتھ کتاب اُتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اُس کے ساتھ فیصلہ کرو جو خدا نے تمھیں دکھایا اور خیانت کرنے والوں کے لیے جھگڑا نہ کرو‘‘۔

حدیث ۱: امام احمد بن حنبل نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ’’چھ دن بعد تم سے جو کچھ کہا جائے اُسے اپنے ذہن میں رکھنا ساتویں دن یہ ارشاد فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ باطن وظاہر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور جب تم سے کوئی برا کام ہوجائے تو نیکی کرنا اور کسی سے کوئی چیز طلب نہ

1 ......پ ٦، المائدة: ٤٩، ٥٠.

2 ......پ ٥، النساء: ٦٥.

3 ......پ ٥، النساء: ١٠٥.

کرنا اگرچہ تمھارا کوڑا[1] گر جائے یعنی تم سواری پر ہو اور کوڑا گر جائے تو یہ بھی کسی سے نہ کہنا کہ اُٹھا دے کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا اور دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرنا''۔[2]

حدیث ۲: امام احمد و ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے مابین حکم[3] کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ فرشتہ اُس کی گدی[4] پکڑے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے گا (اس انتظار میں کہ اس کے لیے کیا حکم ہوتا ہے) اگر یہ حکم ہوگا کہ ڈال دے تو ایسے گڑھے میں ڈالے گا کہ چالیس برس تک گرتا ہی رہے گا یعنی چالیس برس میں تہ تک پہنچے گا''۔[5]

حدیث ۳: امام احمد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاضی عادل قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ دو شخصوں کے درمیان ایک پھل کے متعلق بھی فیصلہ نہ کیے ہوتا''۔[6]

حدیث ۴: ترمذی نے روایت کی کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (عہدۂ قضا کو قبول کرو) اُنھوں نے عرض کی امیر المومنین آپ مجھے معافی دیں فرمایا کہ اس کو ناپسند کیوں رکھتے ہو تمھارے والد فیصلہ کیا کرتے تھے عرض کی اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ''جو قاضی ہو اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرے اُس کے لیے لائق یہ ہے کہ برابر واپس ہو'' یعنی جس حالت میں تھا ویسا ہی رہ جائے یہی غنیمت ہے۔[7]

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں کے مابین قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا''۔[8]

حدیث ۶: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قضا کا طالب ہو اور اس کی درخواست کرے وہ اپنے نفس کی طرف سپرد کر دیا جائے گا اور جس کو مجبور کر کے قاضی بنایا جائے اللہ تعالٰی اُس

---

[1] ......چابک۔

[2] ...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، حديث ابي ذر الغفاري، الحديث: ٢١٦٢٩، ٢١٦٣٠، ج٨، ص١٣٧.

[3] ......یعنی فیصلہ۔ [4] ......گردن کا پچھلا حصہ۔

[5] ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأحكام، باب التغليظ في الحيف... إلخ، الحديث: ٢٣١١، ج٣، ص٩١.

[6] ......"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضى الله عنها، الحديث: ٢٤٥١٨، ج٩، ص٣٥١.

[7] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القاضى، الحديث: ١٣٢٦، ج٣، ص٦٠.

[8] ......"سنن ابي داوٗد"، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء، الحديث: ٣٥٧٢، ج٣، ص٤١٧.

کے پاس فرشتہ بھیجے گا جو ٹھیک چلائے گا''۔[1]

حدیث ۷: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قضا طلب کی[2] اور اُسے مل گئی پھر اس کا عدل اُس کے جور[3] پر غالب رہا۔ یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا اُس کے لیے جنت ہے اور جس کا جور عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے''۔[4]

حدیث ۸: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں اور میری قوم کے دو شخص حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے ایک نے کہا یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مجھے حاکم کردیجیے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا ارشاد فرمایا: ''ہم اُس کو حاکم نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے''۔[5]

حدیث ۹: سنن ابوداود و ترمذی میں عمرو بن مرّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ''اللہ تعالٰی امورِ مسلمین[6] میں کوئی کام کسی کو سپرد فرمائے (یعنی اُسے حاکم بنائے) وہ لوگوں کے حوائج و ضرورت واحتیاج میں پردے کے اندر رہے'' یعنی اہل حاجت کی اُس تک رسائی نہ ہو سکے اپنے پاس اربابِ حاجت[7] کو آنے نہ دے ''تو اللہ تعالٰی اُس کی حاجت وضرورت واحتیاج میں حجاب فرمائے گا'' یعنی اُس کو اپنی رحمت سے دور فرمادے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ''اللہ تعالٰی اُس کی حاجت کے وقت میں آسمان کے دروازے بند فرمادے گا''۔[8] اسی کی مثل ابوداود و ابن سعد و بغوی و طبرانی و بیہقی و ابن عساکر ابی مریم واحمد و طبرانی معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی۔

حدیث ۱۰: بیہقی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے عمّال (حکام) کو بھیجتے اُن پر یہ شرط کرتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا اور باریک آٹا یعنی میدہ نہ کھانا اور باریک کپڑے نہ پہننا اور لوگوں

---

[1] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القاضي،الحديث:١٣٢٨،ج٣،ص٦١.

[2] ......یعنی قاضی بننا چاہا۔ [3] ......یعنی انصاف سے فیصلہ نہ کرنا ظلم۔

[4] ......"سنن ابي داوٗد"، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ،الحديث:٣٥٧٥،ج٣،ص٤١٨ .

[5] ......"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب مايكره من الحرص على الإمارة،الحديث:٧١٤٩،ج٤،ص٤٥٦ .

[6] ......مسلمانوں کے معاملات۔ [7] ......حاجت مند لوگ۔

[8] ......"سنن ابي داوٗد"، كتاب الخراج والفيء والإمارة،باب فيمايلزم الإمام...إلخ،الحديث:٢٩٤٨،ج٣،ص١٨٨.

و"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام،باب ماجاء في إمام الرعية،الحديث:١٣٣٧،ج٣،ص٦٤.

کے حوائج[1] کے وقت اپنے دروازے نہ بند کرنا اگر تم نے ان میں سے کسی امر کو کیا تو سزا کے مستحق ہو گے۔[2]

حدیث ۱۱: ترمذی و ابو داود و دارمی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا چاہا فرمایا کہ ''جب تمھارے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے عرض کی کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو کیا کرو گے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہاد کرنے میں کمی نہ کروں گا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور یہ کہا کہ حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فرستادہ[3] کو اُس چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) راضی ہے۔''[4]

حدیث ۱۲: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے بھیجتے ہیں اور میں نو عمر شخص ہوں اور مجھے فیصلہ کرنا آتا بھی نہیں یعنی میں نے کبھی اس کام کو نہیں کیا ہے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھارے قلب کو رہنمائی کرے گا اور تمھاری زبان کو حق پر ثابت رکھے گا۔ جب تمھارے پاس دو شخص معاملہ پیش کریں تو صرف پہلے کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات سن نہ لو کہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ فیصلہ کی نوعیت تمھارے لیے ظاہر ہو جائے گی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے فیصلہ کرنے میں شک و تردد نہ ہوا۔''[5]

حدیث ۱۳: صحیح بخاری شریف میں ہے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے حکام کے ذمہ یہ بات رکھی ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے خوف نہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی آیات کو تھوڑے دام کے بدلے میں نہ خریدیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

﴿ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ

---

[1] ......لوگوں کی ضروریات۔

[2] ......"شعب الإيمان"، باب في طاعة أولي الأمر، فصل في فضل الإمام العادل، الحديث: ٧٣٩٤، ج٦، ص٢٤.

[3] ......بھیجا ہوا، قاصد، سفیر۔

[4] ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب اجتهاد الرأى في القضاء، الحديث: ٣٥٩٢، ج٣، ص٤٢٤.

[5] ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب كيف القضاء، الحديث: ٣٥٨٢، ج٣، ص٤٢١.

و"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في القاضي لا يقضي... إلخ، الحديث: ١٣٣٦، ج٣، ص٦٣.

سَبِیْلِ اللّٰهِؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾[1]

''اے داود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ کیا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے ہٹادے گی اور جو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے الگ ہوگئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ حساب کے دن کو بھول گئے۔''

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پانچ باتیں قاضی میں جمع ہونی چاہیے اُن میں کی ایک نہ ہو تو اُس میں عیب ہوگا۔ (۱) سمجھدار ہو (۲) بردبار ہو (۳) سخت ہو (۴) عالم ہو (۵) علم کی باتوں کا پوچھنے والا ہو۔[2]

حدیث ۱۴: بیہقی نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''فریقین مقدمہ کو واپس کردو تاکہ وہ آپس میں صلح کرلیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کردینا لوگوں کے درمیان عداوت[3] پیدا کرتا ہے۔''[4]

حدیث ۱۵: ابن عساکر و بیہقی روایت کرتے ہیں کہ شعبی کہتے ہیں حضرت عمر و ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ایک معاملہ میں خصومت تھی حضرت عمر نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم کرلو[5]۔ دونوں صاحبوں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا اور دونوں ان کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا ہم اس لیے تمھارے پاس آئے ہیں کہ ہمارے مابین فیصلہ کردو جب دونوں اُن کے پاس فیصلہ کے لیے پہنچے تو حضرت زید صدر مجلس سے ہٹ گئے اور عرض کی امیر المومنین یہاں تشریف لائیے حضرت عمر نے فرمایا یہ تمھارا پہلا ظلم ہے جو فیصلہ میں تم نے کیا۔ ولیکن میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا دونوں صاحب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابی بن کعب نے دعویٰ کیا اور حضرت عمر نے اُن کے دعوے سے انکار کیا۔ حضرت زید نے ابی بن کعب سے کہا کہ امیر المومنین کو حلف سے معافی دے دو حضرت عمر نے قسم کھالی اس کے بعد قسم کھا کر کہا کہ زید کو کبھی فیصلہ سپرد نہ کیا جائے جب تک اُن کے نزدیک عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو یعنی جو شخص مدعی[6] و مدعیٰ علیہ[7] میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔[8]

---

[1] ......پ۲۳،ص:۲۶.

[2] ......"صحیح البخاري"، کتاب الأحکام،باب متی یستوجب الرجل القضاء،ج٤،ص٤٦٠.

[3] ......یعنی دشمنی۔

[4] ......"السنن الکبری"للبیهقي، کتاب الصلح،باب ماجاء في التحلل...إلخ،الحدیث:۱۱۳۶۰،ج٦،ص۱۰۹.

[5] ......ثالث مقرر کرلو۔ [6] ......دعوی کرنے والا۔ [7] ......جس پر دعوی کیا گیا ہے،ملزم۔

[8] ......"السنن الکبری"للبیهقي، کتاب آداب القاضي، باب انصاف الخصمین...إلخ،الحدیث:۲۰٤٦۳،ج۱۰،ص۲۲۹.

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''حاکم غصہ کی حالت میں دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''[1]

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو[2] و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حاکم نے فیصلہ کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک فیصلہ کیا اُس کے لیے دو ثواب اور اگر کوشش کر کے (غور و خوض کر کے) فیصلہ کیا اور غلطی ہوگئی اس کو ایک ثواب۔''[3]

حدیث ۱۸: ابوداود و ابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قاضی تین ہیں ایک جنت میں اور دو جہنم میں، جو قاضی جنت میں جائے گا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا مگر فیصلہ حق کے خلاف کیا وہ جہنم میں ہے اور جس نے بغیر جانے بوجھے فیصلہ کر دیا وہ جہنم میں ہے''[4] اسی کی مثل ابن عدی و حاکم نے بھی بریدہ سے اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔

حدیث ۱۹: ترمذی و ابن ماجہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔''[5]

حدیث ۲۰: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے: ''قاضی جب اپنے اجلاس میں بیٹھتا ہے دو فرشتے اُترتے ہیں جو اُسے ٹھیک راستہ پر لے چلنا چاہتے ہیں اور توفیق دیتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب ظلم کرتا ہے تو چلے جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔''[6]

حدیث ۲۱: ابو یعلیٰ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''حکام عادل و ظالم سب کو قیامت کے دن

---

[1] ......"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب هل يقضي الحاكم او يفتي وهو غضبان، الحديث: ٧١٥٨، ج٤، ص٤٥٨.

[2] ......بہارِ شریعت کے نسخوں میں یہاں ایسے ہی مذکور ہے جبکہ ''بخاری و مسلم'' میں اس حدیث کے راوی حضرت ''عبداللہ بن عمرو'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور نہیں ہیں، بہر حال (مشكوة المصابيح، كتاب الامارة والقضاء، باب العمل في القضاء... إلخ، ج٢، ص١٤) میں یہ حدیث بخاری و مسلم کے حوالے سے ایسے ہی یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔... **علمیہ**

[3] ......"صحيح البخاري"، كتاب الإعتصام، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او أخطأ، الحديث: ٧٣٥٢، ج٤، ص٦١١.

[4] ......"سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطيء، الحديث: ٣٥٧٣، ج٣، ص٤١٨.

[5] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الإمام العادل، الحديث: ١٣٣٥، ج٣، ص٦٣.

[6] ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب آداب القاضي، باب فضل من ابتلي بشيء... إلخ، الحديث: ٢٠١٦٦، ج١٠، ص١٥١.

پلِ صراط پر روکا جائے گا پھر اللہ عزوجل فرمائے گا تم سے میرا مطالبہ ہے جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستر سال ہے اور جس نے حد (مقرر) سے زیادہ مارا ہے اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جتنا میں نے حکم دیا تھا اُس سے زیادہ تُو نے کیوں مارا وہ کہے گا اے پروردگار مَیں نے تیرے لیے غضب کیا اللہ (عزوجل) فرمائے گا تیرا غصہ میرے غضب سے بھی زیادہ ہو گیا اور وہ شخص لایا جائے گا جس نے سزا میں کمی کی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندہ تُو نے کمی کیوں کی کہے گا میں نے اُس پر رحم کیا فرمائے گا کیا تیری رحمت میری رحمت سے بھی زیادہ ہوگئی۔[1]

حدیث ۲۲: ابوداود بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو ہم کسی کام پر مقرر کریں اور اُس کو روزی دیں اب اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا خیانت ہے۔''[2]

حدیث ۲۳: ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف حاکم کر کے بھیجا جب میں چلا تو میرے پیچھے آدمی بھیج کر واپس بلایا اور فرمایا: ''تمھیں معلوم ہے کیوں میں نے آدمی بھیج کر بلایا اس لیے کہ کوئی چیز بغیر میری اجازت نہ لینا کہ وہ خیانت ہوگی اور جو خیانت کرے گا اُس چیز کو قیامت کے دن لے کر آنا ہوگا اسی کہنے کے لیے بلایا تھا اب اپنے کام پر جاؤ۔''[3]

حدیث ۲۴: مسلم و ابوداود عدی بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں جو کوئی ہمارے کسی کام پر مقرر ہوا وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم کوئی چیز ہم سے چھپائے گا وہ خائن ہے قیامت کے دن اُسے لے کر آئے گا انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور یہ کہا یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا یہ کام مجھ سے واپس لیجیے فرمایا کیا وجہ ہے عرض کی میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایسا ایسا فرماتے سنا فرمایا: ''میں یہ کہتا ہوں جس کو ہم عامل بنائیں وہ تھوڑا یا زیادہ جو کچھ ہو ہمارے پاس لائے پھر جو کچھ ہم دیں اُسے لے اور جس سے منع کیا جائے باز رہے۔''[4]

---

[1] ......"كنز العمال"، كتاب الإمارة، الفصل الثاني، الحديث: ١٤٧٦٥، ج٦، ص١٨.

[2] ......"سنن أبي داوٗد"، كتاب الخراج... إلخ، باب في ارزاق العمال، الحديث: ٢٩٤٣، ج٣، ص١٨٦.

[3] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في هدايا الأمراء، الحديث: ١٣٤٠، ج٣، ص٦٥.

[4] ......"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، الحديث: ٣٠-(١٨٣٣)، ص١٠٢٠.

و"سنن أبي داوٗد"، كتاب الأقضية، باب في هدايا العمال، الحديث: ٣٥٨١، ج٣، ص٤٢٠.

حدیث ۲۵: ابوداود وابن ماجہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور ترمذی اُن سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور امام احمد وبیہقی ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی اور ایک روایت میں اُس پر بھی لعنت فرمائی جو رشوت کا دلال ہے۔ [1]

حدیث ۲۶: صحیح بخاری وغیرہ میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللُّتبِیَّہ کہا جاتا تھا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے یہ کہا کہ یہ (مال) تمہارے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور حمد الٰہی اور ثنا کے بعد یہ فرمایا: ''کیا حال ہے اُس عامل کا جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آکر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہے وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا دیکھتا کہ اُسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں، قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ایسا شخص قیامت کے دن اُس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر اونٹ ہے تو وہ چلائے گا اور گائے ہے تو وہ بان بان کرے گی اور بکری ہے تو وہ میں میں کرے گی اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس کلمہ کو تین بار فرمایا آگاہ [2] میں نے پہنچا دیا۔'' [3]

حدیث ۲۷: ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی کے لیے سفارش کرے اور وہ اس کے لیے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول کرلے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آگیا۔'' [4]

مسائل فقہیّہ

لوگوں کے جھگڑوں اور منازعات کے فیصلہ کرنے کو قضا کہتے ہیں۔ [5] (درمختار)

قضا فرضِ کفایہ ہے کیونکہ بغیر اس کے نہ لوگوں کے حقوق کی محافظت ہوسکتی نہ امن عامہ قائم رہ سکتا ہے۔ جس کو قاضی

---

[1] ...... "سنن ابي داوٗد"، كتاب الأقضية، باب في كراهية الرشوة، الحديث: ٣٥٨٠، ج٣، ص ٤٢٠.
و"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، حديث ثوبان، الحديث: ٢٢٤٦٢، ج٨، ص ٣٢٧.

[2] ......یعنی خبردار ہو جاؤ۔

[3] ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحيل، باب إحتيال العامل ليهدى له، الحديث: ٦٩٧٩، ج٤، ص ٣٩٨.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، الفصل الاول، الحديث: ١٧٧٩، ج١، ص ٤٩٥.

[4] ...... "سنن ابي داوٗد"، كتاب الإجارة، باب في الهدية لقضاء الحاجة، الحديث: ٣٥٤١، ج٣، ص ٤٠٧.

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج ٨، ص ٢٥.

بنایا جاتا ہے اگر وہی اس عہدہ کا صالح ہے دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے اس صورت میں عہدہ قضا قبول کر لینا واجب ہے اور اگر دوسرا بھی اس قابل ہے مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو قبول کر لینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پا سکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: قاضی اُسی کو بنا سکتے ہیں جس میں شرائط شہادت پائے جائیں وہ یہ ہیں:

مسلمان۔ عاقل۔ بالغ۔ آزاد ہو۔ اندھا نہ ہو۔ گونگا نہ ہو۔ بالکل بہرہ نہ ہو کہ کچھ نہ سنے۔ محدود فی القذف نہ ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کافر کو قاضی بنایا اس لیے کہ وہ کفار کے معاملات کو فیصل کرے[3] یہ ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں کے معاملات فیصل کرنے کا اُسے اختیار نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے یا سلطان کے ماتحت جو ریاستیں خراج گزار ہیں[5] جن کو سلطان نے قضاۃ کے عزل و نصب کا اختیار[6] دیا ہو یہ بھی قاضی مقرر کر سکتی ہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: فاسق کو قاضی بنانا نہ چاہیے اور اگر مقرر کر دیا گیا تو اس کی قضا نافذ ہوگی۔ فاسق کو مفتی بنانا یعنی اُس سے فتویٰ پوچھنا درست نہیں کیونکہ فتویٰ امور دین سے ہے اور فاسق کا قول دیانات میں نامعتبر[8]۔ قاضی نے اپنے دشمن کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جب کہ دونوں میں دنیوی عداوت ہو۔[9] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الأدب...إلخ، ج٣، ص٣٠٦.

[2] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: الحكم الفعلي، ج٨، ص٢٩.

[3] ......یعنی فیصلہ کرے۔

[4] ...... "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: الحكم الفعلي، ج٨، ص٣٠.

[5] ......یعنی وہ حکومتیں جو خراج ادا کرتی ہیں۔

[6] ......یعنی قاضیوں کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کا اختیار۔

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في حكم القاضي، الدُّرزي والنصراني، ج٨، ص٣١.

[8] ......یعنی دینی معاملات میں فاسق کا قول قابلِ قبول نہیں۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص٣١، ٣٦.

مسئلہ ۵: جس وقت اُس کو قاضی مقرر کیا تھا اُس وقت عادل (غیر فاسق) تھا اُس کے بعد فاسق ہوگیا تو فسق کی وجہ سے معزول نہ ہوا مگر معزولی کا مستحق ہوگیا بلکہ سلطان پر معزول کردینا واجب ہے اور اگر سلطان نے اُس کے تقرر کے وقت یہ شرط کردی ہے کہ اگر فاسق ہوجائے گا تو معزول ہوجائے گا تو فسق کرنے سے خود ہی معزول ہوگیا معزول کرنے کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جس طرح بادشاہ عادل کی طرف سے عہدہ قبول کرنا جائز ہے بادشاہ ظالم کی طرف سے بھی قبول کرنا صحیح ہے مگر بادشاہ ظالم کی طرف سے اس عہدہ کو قبول کرنا اُس وقت درست ہے جبکہ قاضی عدل وانصاف وحق کے مطابق فیصلہ کرسکتا ہو اس کے فیصلوں میں ناجائز طور پر بادشاہ مداخلت نہ کرتا ہو اور احکام کو مطابق شرع نافذ کرنے سے منع نہ کرتا ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ جانتا ہو کہ حق کے مطابق فیصلہ ناممکن ہوگا یا اس کے فیصلوں میں بے جا مداخلت ہوگی یا بعض احکام کی تنفیذ سے[2] منع کیا جائے گا تو اس عہدہ کو قبول نہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا میں[4] جو اس عہدہ کے لیے زیادہ موزوں ہو اُسے قاضی بنائے کیوں کہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس نے کسی کو کام سپرد کردیا اور اُس کی رعایا میں اس سے بہتر موجود تھا اُس نے اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و جماعت مسلمین کی خیانت کی۔ قاضی میں یہ اوصاف ہوں معاملہ فہم ہو[5]۔ فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو۔ وجیہ ہو[6]۔ بارعب ہو۔ لوگوں کی باتوں پر صبر کرتا ہو۔ صاحبِ ثروت ہو[7] تاکہ طمع میں مبتلا نہ ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: قاضی اُس کو کیا جائے جو عفت و پارسائی[9] اور عقل وصلاح[10] وفہم[11] وعلم میں معتمد علیہ ہو[12] اُس کے مزاج میں شدت[13] ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو اور نرمی ہو تو اتنی نہ ہو جو لوگوں سے دب جائے[14]۔ وجیہ ہو اُس کا رعب لوگوں

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج۳، ص۳۰۷ .

[2] ......احکام کو نافذ کرنے سے۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج۳، ص۲۲۷ .

[4] ......اپنے محکوم لوگوں میں، عوام۔

[5] ......معاملات کو صحیح طریقے سے سمجھنے والا ہو۔

[6] ......باوقار، معتبر، معزز۔

[7] ......امیر و دولتمند ہو۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج۳، ص ۳۰۸ .

[9] ......پاکدامنی اور نیکوکاری۔

[10] ......عقلمندی وصلاحیت۔

[11] ......سمجھداری۔

[12] ......یعنی علم میں قابل اعتماد ہو۔

[13] ......طبیعت میں سختی۔

[14] ......مغلوب ہوجائے۔

پر ہو۔لوگوں کی طرف سے جو اُس پر مصائب [1] آئیں اُن پر صبر کرے۔ [2]

تنبیہ: عہدۂ قضا کا قبول کرلینا اگرچہ جائز ہے مگر علما وائمہ کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں بعض نے اس میں حرج نہ سمجھا اور بعض نے بچنے ہی کو ترجیح دی اور حدیث سے بھی اسی رائے کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ''جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری ذبح کر دیا گیا۔'' [3] خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ [4] نے یہ عہدہ دینا چاہا مگر امام نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ نوّے ۹۰ درّے آپ کو لگائے گئے پھر بھی آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر سمندر تیر کر پار کرنے کا مجھے حکم دیا جائے تو یہ کرسکتا ہوں مگر اس عہدہ کو قبول نہیں کرسکتا۔ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ عہدہ دیا گیا اُنھوں نے انکار کر دیا اور پاگل بن گئے جو کوئی ان کے پاس آتا مونھ نوچتے اور کپڑے پھاڑتے اُن کے ایک شاگرد نے سوراخ سے جھانک کر کہا اگر آپ اس عہدۂ قضا کو قبول فرمالیتے اور عدل کرتے تو بہتر ہوتا جواب دیا اے شخص تیری عقل یہ ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''قاضیوں کا حشر سلاطین کے ساتھ ہوگا اور علما کا حشر انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہوگا۔'' امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا اُنھوں نے اس سے انکار کیا جب قید کر دیئے گئے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مجبوراً اُنھوں نے قبول کیا۔ [5]

مسئلہ ۹: حکومت کی نہ طلب ہونی چاہیے نہ اس کا سوال کرنا چاہیے۔ طلب کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ کے یہاں اس کی درخواست پیش کرے اور سوال کا مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے یہ تذکرہ کرے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے مجھے فلاں جگہ کی حکومت ملے گی تو قبول کرلوں گا اور دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ خبر کسی طرح بادشاہ تک پہنچ جائے اور وہ مجھے بلا کر حکومت عطا کرے لہٰذا اس کی خواہش نہ دل میں ہو نہ زبان سے اس کا اظہار ہو۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جو لوگ عہدۂ قضا کی قابلیت رکھتے ہیں سب نے انکار کر دیا اور کسی نااہل کو قاضی بنا دیا گیا تو وہ سب گنہگار

---

[1] ......تکالیف، پریشانیاں۔

[2] ......"تنویرالأبصار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب:السلطان یصیر سلطانا بأمرین، ج۸، ص۴۵.

[3] ......"سنن ابی داوٗد"، کتاب الأقضیة، باب فی طلب القضاء، الحدیث:۳۵۷۲، ج۳، ص۴۱۷.

[4] ......خلیفہ ابو جعفر منصور۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی فی الدخول فی القضاء، ج۳، ص۳۱۰.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۱۱.

ہوئے اور اگر قابلیت والوں کو چھوڑ کر بادشاہ نے ناقابل کو قاضی بنایا تو بادشاہ گنہگار ہے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: دو شخص عہدۂ قضا کے قابل ہیں مگر ان میں ایک زیادہ فقیہ ہے دوسرا زیادہ پرہیزگار ہے تو اُس کو قاضی مقرر کیا جائے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: قاضی جس کا مقلد ہے [3] اگر اُس کا قول مسئلہ متنازع فیہا [4] میں معلوم و محفوظ ہے تو اُس کے موافق فیصلہ کرے ورنہ فقہا سے فتویٰ حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قاضی کے تقرر کو کسی شرط پر معلق کرنا یا کسی وقت کی طرف مضاف کرنا جائز ہے یعنی جب وہ شرط پائی جائے گی یا وہ وقت آجائے گا اُس وقت وہ قاضی ہوگا اُس کے پہلے نہیں ہوگا مثلاً یہ کہا کہ تم جب فلاں شہر میں پہنچ جاؤ تو وہاں کے قاضی ہو یا فلاں مہینہ کے شروع سے تم کو قاضی کیا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک وقت معین تک کے لیے بھی کسی کو قاضی مقرر کیا جاسکتا ہے مثلاً ایک دن کے لیے قاضی بنایا تو ایک ہی دن قاضی رہے گا اور اگر اُس کو کسی خاص جگہ کا قاضی بنایا ہے تو وہیں کا قاضی ہے دوسری جگہ کے لیے وہ قاضی نہیں اور اس کا بھی پابند کیا جاسکتا ہے کہ فلاں قسم کے مقدمات کی سماعت نہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی خاص شخص کے معاملات کی نسبت استثنا کر دیا جائے یعنی فلاں کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے اور بادشاہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب تک میں سفر سے واپس نہ آؤں فلاں معاملہ کی سماعت نہ کی جائے اس صورت میں اگر مقدمہ کی سماعت کی اور فیصلہ بھی دے دیا وہ نافذ نہیں ہوگا۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: بادشاہ نے کسی شخص کی نسبت یہ کہہ دیا کہ میں نے تمھیں قاضی مقرر کیا اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کہاں کا قاضی اُس کو بنایا تو جہاں تک سلطنت ہے وہ سب جگہ کا قاضی ہوگیا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ایک مقدمہ کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ علما کے سامنے دوبارہ مقدمہ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني في الدخول في القضاء، ج۳، ص۳۱۱.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ......یعنی آئمہ اربعہ میں سے جس امام کا پیروکار ہے۔ [4] ......یعنی جس جھگڑے، مقدمے کے متعلق اس نے فیصلہ کرنا ہے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثالث في ترتيب الدلائل للعمل بها، ج۳، ص۳۱۳.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد والعزل، ج۸، ص۳۱۵.

[7] ......المرجع السابق. [8] ...... المرجع السابق.

کی سماعت کی جائے قاضی پر اس کی پابندی لازم نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: کسی شہر کے تمام لوگوں نے متفق ہو کر ایک شخص کو قاضی مقرر کر دیا کہ وہ اُن کے معاملات فیصل کیا کرے اُن کے قاضی بنانے سے وہ قاضی نہ ہوگا کہ قاضی بنانا بادشاہ اسلام کا کام ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: قاضی نے کسی کو اپنا نائب[3] بنایا کہ وہ دعوے کی سماعت کرے اور گواہوں کے بیانات لے مگر معاملہ کو فیصل نہ کرے[4] تو یہ نائب اُتنا ہی کر سکتا ہے جتنا قاضی نے اُسے اختیار دیا ہے یعنی فیصلہ نہیں کر سکتا اور جو کچھ اُس نے تحقیقات کر کے قاضی کے روبرو پیش کر دیا قاضی گواہوں کے ان بیانات یا مدعیٰ علیہ[5] کے اقرار پر فیصلہ نہیں کر سکتا کہ قاضی کے سامنے نہ گواہوں نے گواہی دی ہے نہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا ہے بلکہ اس صورت میں قاضی از سرِ نو[6] بیان لے گا اس کے بعد فیصلہ کرے گا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے قاضی کو معزول کر دیا اس کی خبر جب قاضی کو پہنچے گی اُس وقت معزول ہوگا یعنی معزول کرنے کے بعد خبر پہنچنے سے قبل جو فیصلے کرے گا صحیح و نافذ ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: بادشاہ مر گیا تو قاضی وغیرہ حکام جو اُس کے زمانہ میں تھے سب بدستور اپنے اپنے عہدہ پر باقی رہیں گے یعنی بادشاہ کے مرنے سے معزول نہ ہوں گے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: قاضی کی آنکھیں جاتی رہیں یا بالکل بہرا ہو گیا یا عقل جاتی رہی یا مرتد ہو گیا تو خود بخود معزول ہو گیا اور اگر پھر یہ اعذار جاتے رہے یعنی مثلاً آنکھیں ٹھیک ہو گئیں تو بدستور سابق قاضی ہو جائے گا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: قاضی نے بادشاہ کے سامنے کہہ دیا میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور بادشاہ نے سن لیا معزول ہو

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص۳۱۵.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......قائم مقام۔

[4] ......فیصلہ نہ کرے۔

[5] ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

[6] ......نئے سرے سے، دوبارہ۔

[7] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعوی والبینات، الباب الاول فی آداب القاضی، الفصل الاول، ج۲، ص۴٦ .

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص۳۱۷.

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلیدو العزل، ج۳، ص۳۱۷.

[10] ......المرجع السابق، ص۳۱۸.

گیا اور نہ سنا تو معزول نہ ہوا۔ یوہیں بادشاہ کے پاس یہ تحریر بھیج دی کہ میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور تحریر پہنچ گئی معزول ہو گیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: قاضی کے لڑکے نے کسی پر دعویٰ کیا اور یہ مقدمہ قاضی کے پاس پیش ہوا یا کسی دوسرے نے قاضی کے لڑکے پر دعوی قاضی کے یہاں کیا قاضی اس معاملہ میں غور کرے اگر لڑکے کے خلاف فیصلہ ہو جب تو خود ہی فیصلہ کر دے اور اگر لڑکے کے موافق فیصلہ ہوگا تو دونوں سے کہہ دے اس دعوے کو تم کسی دوسرے کے پاس لے جاؤ۔ بادشاہ جس نے قاضی بنایا ہے قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرے گا جب بھی نافذ ہوگا۔ یوہیں قاضی ماتحت نے قاضی بالا کے موافق فیصلہ کیا یہ بھی نافذ ہوگا۔ قاضی نے اپنی ساس کے موافق فیصلہ کیا اگر قاضی کی بی بی زندہ ہے تو فیصلہ ناجائز ہے اور بی بی مرچکی ہے تو جائز ہے۔ سوتیلی ماں کے موافق فیصلہ کیا اگر اس کا باپ زندہ ہے تو ناجائز ہے اور مرچکا ہے تو جائز ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: دو شخصوں کے مابین مقدمہ ہے ایک نے قاضی کے لڑکے کو اپنا وکیل کیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا ناجائز ہے اور خلاف فیصلہ کیا تو جائز ہے۔ یوہیں اگر قاضی کا بیٹا وصی ہو تو موافق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵: قاضی کو قضا کے لیے ایسی جگہ بیٹھنا چاہیے جہاں لوگ آسانی سے پہنچ سکیں ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں مسافر و غریب الوطن[4] پہنچ نہ سکیں۔ سب سے بہتر مسجد جامع ہے پھر وہ مسجد جہاں پنجگانہ جماعت ہوتی ہو اگرچہ اُس میں جمعہ نہ پڑھا جاتا ہو اور اگر مسجد جامع وسط شہر میں نہ ہو بلکہ شہر کے ایک کنارہ پر واقع ہے کہ اکثر لوگوں کو وہاں جانے میں دشواری ہوگی تو وسط شہر میں کوئی دوسری مسجد تجویز کرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد کو اختیار کرے۔ مسجد بازار چونکہ زیادہ مشہور ہے مسجد محلّہ سے بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: قاضی قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھے جس طرح خطیب و مدرس قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقليد والعزل، ج٣، ص٣١٨.

[2] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الدعوی والبينات، فصل لمن يجوز قضاء القاضی...إلخ، ج٢، ص١٠٨.

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٧، ص١٣٨.

[4] ......یعنی دوسرے علاقے کے رہنے والے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی...إلخ، ج٣، ص٣١٩-٣٢٠.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص٥٦.

مسئلہ ۲۷: اگر اپنے مکان میں اجلاس کرے درست ہے مگر اذن عام ہونا چاہیے یعنی ارباب حاجت [1] کے لیے روک ٹوک نہ ہو۔ [2] (درمختار) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب کہ دار القضا نہ تھا مسجد یا اپنے مکان میں قاضی اجلاس کیا کرتے تھے اور اب دار القضا موجود ہیں عام طور پر لوگوں کے علم میں یہی بات ہے کہ قاضی کا اجلاس دار القضا میں ہوتا ہے لہٰذا قاضی کے لیے یہ مناسب جگہ ہے۔

مسئلہ ۲۸: قاضی کہیں بھی اجلاس کرے دربان مقرر کردے کہ مقدمہ والے دربار قاضی میں ہجوم وشوروغل نہ کریں وہ ان کو بیجا باتوں سے روکے گا مگر دربان کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کچھ لے کر اندر آنے کی اجازت دے دے۔ [3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: قاضی کے پاس جب مدعی [4] و مدعیٰ علیہ [5] دونوں فریق مقدمہ حاضر ہوں تو دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے، [6] نظر کرے تو دونوں کی طرف نظر کرے، بات کرے تو دونوں سے کرے، ایسا نہ کرے کہ ایک کی طرف مخاطب ہو دوسرے سے بے توجہی رکھے، اگر ایک سے بکشادہ پیشانی بات کرے تو دوسرے سے بھی کرے، دونوں کو ایک قسم کی جگہ دے، یہ نہ ہو کہ ایک کو کرسی دے اور دوسرے کو کھڑا رکھے یا فرش پر بٹھائے، اُن میں کسی سے سرگوشی نہ کرے، نہ ایک کی طرف ہاتھ یا سر یا ابرو سے اشارہ کرے، نہ ہنس کر کسی سے بات کرے۔ اجلاس میں ہنسی مذاق نہ کرے، نہ ان دونوں سے، نہ کسی اور سے۔ علاوہ کچہری کے بھی کثرت مزاح سے پرہیز کرے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: دونوں فریق میں سے ایک کی طرف دل جھکتا ہے [8] اور قاضی کا جی چاہتا ہے کہ یہ اپنے ثبوت و دلائل اچھی طرح پیش کرے تو یہ جرم نہیں کہ دل کا میلان اختیاری چیز نہیں ہاں جو چیزیں اختیاری ہوں اُن میں اگر یکساں معاملہ نہ کرے تو بے شک مجرم ہے۔ [9] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی حاجتمند، محتاج لوگوں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۵٦.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الدعوی و البينات، الباب الأول فی آداب القاضی، فصل فيمايستحق علی...إلخ، ج۲، ص٤۷.

[4] ......دعویٰ کرنے والا۔ [5] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ [6] ......یعنی ایک جیسا سلوک کرے۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی، ج۳، ص۳۲۲.

[8] ......یعنی دل مائل ہوتا ہے۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی، ج۳، ص۳۲۲.

مسئلہ ۳۱: دونوں میں سے ایک کی دعوت نہ کرے ایک کی دعوت کرتا ہے تو دوسرے کی بھی کرے۔ ایک سے ایسی زبان میں بات نہ کرے جس کو دوسرا نہ جانتا ہو۔ اپنے مکان پر بھی ایک سے تنہائی میں کوئی بات نہ کرے بلکہ اپنے مکان پر آنے کی اُسے اجازت بھی نہ دے بالجملہ ہر اُس بات سے اجتناب کرے جس سے لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہاتھ آئے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی[2] کے نام سے دیتے ہیں اوراس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی[3] تو اسے تکلیف ہوگی تو چیز کو لے لے اور اُس کی واجبی قیمت[4] دے دے، کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اُس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کردے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اُسے واپس کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں ہے دیگر تبرعات بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا، عاریت لینا، کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: واعظ ومفتی ومدرس وامام مسجد ہدیہ قبول کرسکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے۔ اگر مفتی کو اس لیے ہدیہ دیا کہ فتوے میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتوی بتانے کی اجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں۔ ہاں لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: قاضی کو بادشاہ نے یا کسی حاکم بالا نے ہدیہ دیا تو لینا جائز ہے۔ یوہیں قاضی کے کسی رشتہ دار محرم نے ہدیہ دیا یا ایسے شخص نے ہدیہ دیا جو اس کے قاضی ہونے سے پہلے بھی دیا کرتا تھا اور اُتنا ہی دیا جتنا پہلے دیا کرتا تھا تو قبول کرنا جائز ہے اور پہلے جتنا دیتا تھا اب اُس سے زائد دیا تو جتنا زیادہ دیا ہے واپس کردے ہاں اگر ہدیہ دینے والا پہلے سے اب زیادہ مالدار ہے

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب السابع في جلوس القاضي، ج ٣، ص ٣٢٢.

2...... تحائف، نذرانے۔ 3...... واپس کی گئی۔

4...... رائج قیمت، عام طور پر بازار میں اُس چیز کی جو قیمت ہو۔

5...... "الدر المختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص ٥٧.

6...... "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في هدية القاضي، ج٨، ص ٥٦-٥٧.

7...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في حكم الهدية للمفتي، ج٨، ص ٥٧.

اور پہلے جو کچھ دیتا تھا اپنی حیثیت کے لائق دیتا تھا اور اس وقت جو پیش کر رہا ہے اس حیثیت کے مطابق ہے تو زیادتی کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار، فتح)

مسئلہ ۳۶: رشتہ دار یا جس کی عادت پہلے سے ہدیہ دینے کی تھی ان دونوں کے ہدیے قاضی کو قبول کرنا اُس وقت جائز ہے جب کہ ان کے مقدمات اس قاضی کے یہاں نہ ہوں ورنہ دورانِ مقدمہ میں ہدیہ، ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے ہاں بعد ختم مقدمہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: دعوت خاصہ قبول کرنا قاضی کے لیے جائز نہیں دعوت عامہ قبول کرسکتا ہے مگر جس کا مقدمہ قاضی کے یہاں ہو اُس کی دعوت عامہ کو بھی قبول نہ کرے دعوت خاصہ وہ ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ قاضی اس میں شریک نہ ہوگا تو دعوت ہی نہ ہوگی اور عامہ وہ ہے کہ قاضی آئے یا نہ آئے بہرحال لوگوں کی دعوت ہوگی کھانا کھلایا جائے گا مثلاً دعوتِ ولیمہ۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: قاضی کو چاہیے کہ کسی سے قرض و عاریت نہ لے مگر جو شخص قاضی ہونے سے پہلے ہی اس کا دوست تھا یا شریک تھا جس سے اس قسم کے معاملات جاری تھے اُس سے قرض لینے اور عاریت لینے میں کوئی حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جنازہ میں جاسکتا ہے مریض کی عیادت کے لیے بھی جائے گا مگر وہاں دیر تک نہ ٹھہرے نہ وہاں اہل مقدمہ کو کلام کا موقع دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: قاضی نے ایسا فیصلہ دیا جو کتاب اللہ کے خلاف ہے یا سنت مشہورہ[6] یا اجماع[7] کے مخالف ہے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا مثلاً مدعی نے صرف ایک گواہ پیش کیا اور قسم بھی کھائی کہ میرا حق مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور قاضی نے ایک گواہ اور یمین[8] سے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ نافذ نہیں اگر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ[9] ہوگا اُس فیصلہ کو باطل کر دے گا۔

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الهدیة للمفتی، ج۸، ص۵۸-۵۹.

و"فتح القدیر"، کتاب أدب القاضی، ج٦، ص۳۷۱.

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الهدیة للمفتی، ج۸، ص۵۸.

3 ......المرجع السابق، ص۵۹.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الثامن فی افعال القاضی وصفاته، ج۳، ص۳۲۸.

5 ......المرجع السابق.

6 ......یہاں پر اس سے مراد وہ احکام ہیں جو حدیثِ مشہور سے ثابت ہوں۔

7 ......صحابہ یا مجتہدین وفقہاء کا کسی امر شرعی پر متفق ہونا۔

8 ......قسم۔

9 ......اپیل۔

یوہیں ولی مقتول نے قسم کے ساتھ بتایا کہ فلاں شخص قاتل ہے محض اس کی یمین پر قاضی نے قصاص کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ یا محض تنہا مُرضِعہ[1] کی شہادت پر کہ ان دونوں میاں بی بی نے میرا دودھ پیا ہے قاضی نے تفریق[2] کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ غلام یا بچہ کا فیصلہ نافذ نہیں۔ کافر نے مسلم کے خلاف فیصلہ کیا یہ بھی نافذ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: یومِ موت[4] فیصلہ کے تحت میں داخل نہیں یعنی دو شخصوں کے مابین محض اس بات میں اختلاف ہوا کہ فلاں شخص کس دن مرا ہے اس کے متعلق قاضی نے فیصلہ بھی کر دیا اس فیصلہ کا وجود و عدم[5] برابر ہے یعنی اس فیصلہ کے بعد اگر دوسرا شخص اس امر پر گواہ پیش کرے جس سے معلوم ہو کہ اُس وقت مرا نہ تھا تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ کا مقصد رفعِ نزاع[6] ہے کہ گواہوں سے ثابت کر کے نزاع کو دور کریں اور موت فی نفسہٖ[7] محلِ نزاع نہیں لہٰذا اگر اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل ہو جو محلِ نزاع[8] بن سکتی ہے تو اُس کے ضمن میں یوم موت تحت قضا داخل ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے اور وہ فلاں تاریخ میں مر گیا اور میں اُس کا وارث ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور چیز اسے دلا دی اس کے بعد ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میں اُس میّت کی زوجہ ہوں اُس نے مجھ سے فلاں تاریخ میں نکاح کیا تھا وہ مر گیا مجھ کو مہر اور ترکہ[9] ملنا چاہیے اور نکاح کی جو تاریخ بتاتی ہے یہ اُس کے بعد ہے جو بیٹے نے مرنے کی ثابت کی تھی اور عورت نے بھی اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کر دیا تو قاضی اس عورت کو بھی مہر و ترکہ ملنے کا حکم دے گا کیوں کہ ان دونوں دعووں کا حاصل یہ ہے کہ مُورِث[10] مر چکا اور میں وارث ہوں تاریخ موت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہاں اگر موت مشہور ہے چھوٹے بڑے سب کو معلوم ہے اور عورت اُس تاریخ کے بعد نکاح ہونا بتاتی ہے تو وہ یقیناً جھوٹی ہے اُس کی بات قابلِ اعتبار نہیں۔ اور اگر یہ سب باتیں قتل کے بعد ہوں کہ پہلے بیٹے نے اپنے باپ کے قتل کیے جانے کی تاریخ گواہوں سے ثابت کی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اس کے بعد عورت نے اُس تاریخ کے بعد اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو عورت کے گواہ مقبول نہیں کیونکہ قتل کے متعلق جو احکام ہیں عورت کے گواہ قبول کر لیے جانے میں باطل ہو جاتے ہیں۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: اگر تاریخ سے محض موت کا بتانا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا مقصود کچھ اور ہو مثلاً مِلک کا تقدم ثابت کرنا[12] چاہتا

---

[1]...... دودھ پلانے والی عورت۔
[2]...... جدائی۔
[3]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضی، مطلب: فی الحکم بما خالف الکتاب او السنة، ج۸، ص۹۶۔۹۹.
[4]...... مرنے کا دن۔
[5]...... ہونا نہ ہونا۔
[6]...... جھگڑے کو ختم کرنا۔
[7]...... بذاتِ خود، بالذات۔
[8]...... جھگڑے کا سبب۔
[9]...... میت کا چھوڑا ہوا مال و جائیداد۔
[10]...... وارث کرنے والا۔
[11]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱۔۱۰۲.
[12]...... ملکیت کے پہلے ہونے کو ثابت کرنا۔

ہوتو یوم موت تحت قضا[1] داخل ہے مثلاً دو شخص ایک چیز کے مدعی[2] ہیں جو تیسرے کے ہاتھ میں ہے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے وہ مرگیا اوراس چیز کوتر کہ میں چھوڑا تو جواپنے باپ کے مرنے کی تاریخ کو مقدم ثابت کرے گا وہی پائے گا اور اگر موت کی تاریخ بیان نہ کرتے یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی ہوتی تو دونوں نصف نصف کے حقدار ہوتے۔ ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کی جو چیز تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ اُس پر قبضہ کروں مدعی علیہ[3] نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ شخص فلاں روز مرگیا یہ گواہ مقبول ہیں کیوں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وکیل وکالت سے اُس کے مرنے کی وجہ سے معزول ہوگیا لہٰذا یہ شخص قبضہ نہیں کرسکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: بیع وہبہ ونکاح وغیرہا جملہ عقود[5] ومداینات[6] تحتِ قضا داخل ہیں یعنی جب ایک مرتبہ ایک معین دن میں اس کا ہونا ثابت کردیا گیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو اس کے بعد کی تاریخ اگر کوئی ثابت کرنا چاہے یہ مقبول نہیں مثلاً ایک شخص نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے یہ چیز فلاں تاریخ میں میرے ہاتھ بیع کی ہے دوسرا یہ کہتا ہے کہ اُسی زید نے میرے ہاتھ فلاں تاریخ میں بیع کی ہے اوراس کی تاریخ مؤخر ہے یہ گواہ مقبول نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس امر میں نزاع[8] ہے اُس کے متعلق قاضی کے سامنے جیسا ثبوت ہوگا قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرنے پر مجبور ہے ہوسکتا ہے کہ قاضی کے سامنے حق دار نے ثبوت نہ پہنچایا اور غیر مستحق نے ثابت کردکھایا اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کردیا یہ فیصلہ بظاہر نافذ ہی ہوگا مگر باطناً[9] نافذ ہے یا نہیں اس کی دوصورتیں ہیں بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں قضاء قاضی ظاہراً و باطناً ہر طرح نافذ ہے اور بعض ایسی ہیں جن میں ظاہراً نافذ ہے باطناً نافذ نہیں یعنی مدعی وہ چیز مدعیٰ علیہ سے جبراً لے سکتا ہے مگر اُس سے نفع حاصل کرنا بلکہ اُس کو اپنے قبضہ میں لینا ناجائز ہے وہ گنہگار ہے مواخذۂ اخروی[10] میں گرفتار ہے قسم اول عقود وفسوخ ہیں یعنی کسی عقد کے متعلق نزاع ہے مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعی علیہ نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع کرنا ثابت کردیا اور قاضی نے بیع کا حکم دے دیا فرض کرو کہ بیع نہیں

---

[1]......فیصلہ کے تحت۔ [2]......دعوی کرنے والے۔ [3]......جس پر دعوی کیا گیا، ملزم۔

[4]...... "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضي، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱۔۱۰۲۔

[5]......تمام عقد، لین دین وغیرہ کے تمام قول وقرار۔

[6]......بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر " مدانیات " مذکور ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ درست لفظ ' ' مداینات " ہے، اسی وجہ سے ہم نے درست کردیا ہے۔.... **عِلْمِیه**

[7]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضي، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۳۔

[8]......جھگڑا۔ [9]......حقیقت میں۔ [10]......آخرت کی پکڑ، آخرت کی پوچھ گچھ۔

ہوئی تھی مگر قاضی کا یہ حکم خود بمنزلۂ بیع[1] ہے یا اقالہ[2] کو گواہوں سے ثابت کیا تو اگر اقالہ نہ بھی ہوا ہو یہ حکم قاضی ہی اقالہ ہے۔ قسم دوم املاک مرسلہ[3] ہے کہ مدعی نے چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ کیا اور اس کا سبب کچھ نہیں بیان کیا مثلاً ہبہ یا خرید نے کے ذریعہ سے میں مالک ہوا ہوں اور گواہوں سے ثابت کر دیا اس صورت میں اگر واقع میں مدعی کی ملک نہ ہو تو باوجود فیصلہ اُس کو لینا جائز نہیں اور تصرف[4] حرام ہے۔ یوہیں اگر ملک کا سبب بیان کیا مگر وہ سبب ایسا ہے جس کا انشا ممکن نہیں مثلاً یہ کہتا ہے کہ بذریعہ وراثت یہ چیز مجھے ملی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں تو باوجود قضاء قاضی اس کا لینا جائز نہیں۔ یوہیں اگر کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے اور گواہوں سے نکاح ثابت کر دیا حالانکہ وہ عورت دوسرے کی منکوحہ ہے تو اگرچہ قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کر دیا اس کو اُس عورت سے صحبت کرنا جائز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: قضاء قاضی ظاہراً و باطناً نافذ ہونے میں یہ شرط ہے کہ قاضی کو گواہوں کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اور اگر خود قاضی کو علم ہے کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں باوجود اس کے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بالکل نافذ نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے جھوٹی قسم کھالی اور قاضی نے مدعیٰ علیہ کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بھی باطناً نافذ نہیں مثلاً عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اُسے تین طلاقیں دے دی ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے عورت طلاق کے گواہ نہ پیش کر سکی شوہر پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے قاضی نے عورت کا دعویٰ خارج کر دیا اگر واقع میں عورت اپنے دعوے میں سچی ہے تو اُسے شوہر کے ساتھ رہنے اور وطی[7] پر قدرت دینے کی اجازت نہیں جس طرح ہو سکے اُس سے پیچھا چھوڑائے اور یہ شوہر مر جائے تو اس کی میراث لینا بھی عورت کو جائز نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: فیصلہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کرے اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا دانستہ[9] اُس نے ایسا کیا یا بھول کر بہرحال اُس کا حکم نافذ نہ ہوگا مثلاً حنفی کو[10] یہ اختیار نہیں کہ وہ

---

[1] ......بیع کی طرح، بیع کے قائم مقام۔ [2] ......بیع کو ختم کرنا۔

[3] ......وہ جائیداد جس میں ملکیت کا دعوی کیا جائے اور سببِ ملک بیان نہ کیا گیا ہو۔ [4] ......اپنے استعمال میں لانا۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشهادة الزور، ج۸، ص۱۰۵ - ۱۰۷.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۰٦.

[7] ......ہم بستری، جماع، مباشرت۔

[8] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشهادة الزور، ج۸، ص۱۰٦-۱۰۷.

[9] ......قصداً یعنی جان بوجھ کر۔ [10] ......امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی تقلید کرنے والے کو۔

مذہب شافعی کے موافق [1] فیصلہ کرے۔[2] (درمختار)

(غائب کے خلاف فیصلہ درست نہیں ہے)

مسئلہ ۴۸: قاضی کے لیے یہ درست نہیں کہ غائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت غائب ہو یا بعد شہادت و بعد تزکیۂ شہود [3] غائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے غائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یہ اُس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو۔ اور اگر خود مدعیٰ علیہ نے حق کا اقرار کر لیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اُس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: مدعیٰ علیہ غائب ہے مگر اُس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ کی عدم موجودگی میں ہو مثلاً اُس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ یہ حقیقۃً اُس کا نائب ہے یا مدعیٰ علیہ مرگیا ہے مگر اُس کا وصی موجود ہے یا نابالغ مدعیٰ علیہ ہے اور اُس کے ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی [5] کہ یہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: وکیلِ مدعیٰ علیہ کی موجودگی میں گواہان ثبوت پیش ہوئے پھر وہ وکیل مرگیا یا غائب ہوگیا اور موکل [7] کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ فیصلہ درست ہے۔ یوہیں موکل کے سامنے گواہ گزرے اور وکیل کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ یوہیں مدعیٰ علیہ کے سامنے ثبوت گزرا پھر وہ مرگیا اور کسی وارث کے سامنے فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔[8] (غرر)

مسئلہ ۵۱: میّت کے ذمہ کسی کا حق ہو یا میّت کا کسی کے ذمہ ہو اس صورت میں ایک وارث سب کے قائم مقام ہوسکتا ہے یعنی اس کے موافق یا مخالف جو فیصلہ ہوگا وہ سب کے مقابل تصور کیا جائے گا کہ یہ فیصلہ حقیقۃً میّت کے مقابل ہے اور یہ

[1] ......امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۰۸.

[3] ......گواہوں کے عادل وغیر عادل ہونے کی تحقیق کے بعد۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضا علی الغائب، ج۸، ص۱۱۱.

[5] ......مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضا علی الغائب، ج۸، ص۱۱۱۔۱۱۲.

[7] ......وکیل کرنے والا۔

[8] ......"غررالأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱.

وارث میّت کا قائم مقام ہے مگر عین کا دعوی ہو تو وارث اُس وقت مدعی علیہ بن سکتا ہے جب وہ عین اُس کے قبضہ میں ہو۔ اور اگر اُس کو مدعی علیہ بنایا جس کے پاس وہ چیز نہ ہو تو دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔ اور اگر دَین کا دعویٰ ہو تو ترکہ کی کوئی چیز اس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو بہر حال یہ مدعی علیہ بن سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: جن لوگوں پر جائداد وقف کی گئی ہے اُن میں سے بعض بقیہ موقوف علیہم[2] کے قائم مقام ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وقف ثابت ہو نفس وقف میں نزاع نہ ہو[3] اور اگر نزاع وقف میں ہو کہ وقف ہوا ہے یا نہیں تو ایک شخص دوسرے کے قائم مقام نہ ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حقیقۃً خصم[5] کے قائم مقام کوئی نہیں ہے ایسی صورت میں جانب شرع سے اُس کا نائب مقرر کیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے مال اور نابالغ بچوں کو چھوڑا اور کسی کو وصی نہیں بنایا اس صورت میں قاضی ایک وصی مقرر کرے گا اور یہ اُس میّت کا قائم مقام ہوگا یہی دعویٰ کرے گا اور اسی پر دعویٰ ہوگا اور اسی کی موجودگی میں فیصلہ ہو گا۔[6] (درر)

مسئلہ ۵۴: کبھی حکماً نیابت ہوتی ہے[7] اِس کی صورت یہ ہے کہ غائب پر دعویٰ حاضر پر دعوی کے لیے سبب ہو یعنی دعوی تو حاضر پر ہے مگر اس کا سبب غائب پر دعویٰ ہے بغیر غائب کو مدعیٰ علیہ بنائے حاضر پر دعوی نہیں چل سکتا لہٰذا یہ حاضر اُس غائب کا حکماً قائم مقام ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُس پر کسی نے یہ دعوی کیا کہ میں نے یہ مکان فلاں شخص سے جو غائب ہے خریدا ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا حاکم نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح اس حاضر کے مقابل میں ہے اُس غائب کے مقابل میں بھی ہے یعنی اگر وہ غائب حاضر ہو کر انکار کرے تو یہ انکار نا معتبر ہے۔[8] (درر، غرر) اس کی ایک مثال یہ بھی ہے زید نے دعوی کیا کہ عمرو پر میرے اتنے روپے ہیں وہ غائب ہے بکر اُس کے حکم

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: فيمن ينصب خصمًا عن غيره، ج۸، ص۱۱۳.

[2] ......جن پر جائیداد وقف کی گی ہے۔

[3] ......یعنی وقف ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف نہ ہو۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۱۳.

[5] ......مدمقابل۔

[6] ......"دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب القضاء، مسائل شتى، الجزء الثاني، ص۴۱۹.

[7] ......یعنی کبھی حکماً قائم مقام ہونا ہوتا ہے۔

[8] ......"دررالحكام"و"غررالأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص۴۱۱.

سے اُس کا کفیل ہوا تھا جو موجود ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی کا فیصلہ عمرو و بکر دونوں پر ہوگا اگرچہ عمرو موجود نہیں ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: اگر غائب پر دعویٰ حاضر پر دعویٰ کے لیے شرط ہو تو یہ حاضر اُس غائب کے قائم مقام نہیں ہوگا یعنی یہ فیصلہ نہ حاضر پر ہے نہ غائب پر جب کہ غائب کا ضرر ہو اور اگر غائب کا ضرر نہ ہو تو حاضر پر فیصلہ ہو جائے گا مثلاً غلام نے مولے پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے کہا تھا کہ فلاں شخص اپنی بی بی کو طلاق دے دے تو تُو آزاد ہے اور اُس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس پر گواہ پیش کیے تو یہ گواہ اُس وقت مقبول ہوں گے جب وہ شوہر بھی موجود ہو کیونکہ اس فیصلہ میں اُس کا نقصان ہے۔ اور اگر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے کہا تھا اگر زید مکان میں داخل ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور چونکہ شرط طلاق پائی گئی لہٰذا میں مطلقہ ہوں اور زید کی عدم موجودگی میں گواہوں سے ثابت کر دیا طلاق ہوگئی زید کا موجود ہونا اس فیصلہ میں شرط نہیں کہ اس فیصلہ سے زید کا کوئی نقصان نہیں۔[2] (درر، غرر)

مسئلہ ۵۶: ایک شخص مر گیا اُس کے ذمہ اتنا دَین ہے جو سارے ترکہ[3] کو مستغرق ہے[4] ورثہ[5] کو اختیار نہیں ہے کہ ترکہ بیچ کر دَین[6] ادا کریں بلکہ یہ حق قاضی کا ہے یہ اُس وقت ہے کہ سب ورثا اپنے مال سے دَین ادا کرنے میں متفق نہ ہوں اور اگر سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو کچھ دَین ہے ہم اپنے مال سے ادا کریں گے اور ترکہ ہم لیں گے تو خود ورثا ایسا کر سکتے ہیں اور اگر قرض خواہ اس بات پر راضی ہوں کہ ترکہ کو بیع کر کے ورثہ دَین ادا کر دیں تو ان کو بیچنا جائز ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر بیع کریں گے تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷: قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ مال وقف یا مال غائب یا مال یتیم کسی تونگر[8] کو جو امین ہے قرض دے دے مگر شرط یہ ہے کہ اس مال کی حفاظت کی اس سے بہتر دوسری صورت نہ ہو اور اگر مضاربت پر کوئی لینے والا موجود ہو یا اُس مال سے کوئی ایسی جائداد خریدی جا سکتی ہو جس کی کچھ آمدنی ہو تو قرض دینے کی اجازت نہیں اور قرض دینے کی صورت میں دستاویز

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: المسائل التي يكون القضاء... إلخ، ج٨، ص ١١٥.

2 ......"دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص ٤١٠.

3 ......وہ مال و جائیداد جو میت چھوڑ جائے۔

4 ......گھیرے ہوئے ہے یعنی قرض زیادہ اور ترکہ کم ہے۔

5 ......ورثاء، میت کے وارث۔

6 ......قرض۔

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في بيع التركة المستغرقة بالدين، ج٨، ص ١٢٢-١٢٣.

8 ......دولتمند۔

لکھی جائے تا کہ یادداشت رہے مگر قاضی اپنی ذات کے لیے یہ اموال بطور قرض نہیں لے سکتا۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۸: باپ یا وصی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نابالغ بچہ کا مال قرض کے طور پر دے دیں یہاں تک کہ خود قاضی بھی اپنے نابالغ بچہ کا مال قرض نہیں دے سکتا اگر یہ لوگ قرض دیں گے ضامن ہوں گے تلف[2] ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا اسی طرح جس نے لقطہ (پڑامال) پایا ہے یہ بھی اُس مال کو قرض نہیں دے سکتا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: ملتقط[4] نے اگر لقطہ[5] کا اُتنے زمانہ تک اعلان کرلیا جو اُس کے لیے مقرر ہے اور مالک کا پتہ نہ چلا اب اگر یہ قرض دینا چاہے دے سکتا ہے کیوں کہ جب اس وقت اس کو تصدق[6] کرنا جائز ہے تو قرض دینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۰: باپ یا وصی کو اگر ایسی ضرورت پیش آگئی کہ بغیر قرض دیے مال کی حفاظت ہی نہ ہوسکتی ہو مثلاً آگ لگ گئی ہے یا لوٹیرے مال لوٹ رہے ہیں اور ایسے وقت کوئی قرض مانگتا ہے اگر یہ نہیں دے گا تو مال تلف ہوجائے گا ایسی حالت میں ان کو بھی قرض دینا جائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: باپ یا وصی فضول خرچ ہیں اندیشہ ہے کہ نابالغ کے مال کو فضول خرچی میں اُڑادیں گے تو قاضی ان سے مال لے کر ایسے کے پاس امانت رکھے کہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔[9] (درمختار)

افتا کے مسائل

مسئلہ ۱: فتوی دینا حقیقۃً مجتہد کا کام ہے کہ سائل کے سوال کا جواب کتاب وسنت واجماع وقیاس سے وہی دے سکتا ہے۔ افتا کا دوسرا مرتبہ نقل ہے یعنی صاحب مذہب سے جو بات ثابت ہے سائل کے جواب میں اُسے بیان کردینا اس کا کام ہے اور یہ حقیقۃً فتوی دینا نہ ہوا بلکہ مستفتی[10] کے لیے مفتی (مجتہد) کا قول نقل کردینا ہوا کہ وہ اس پر عمل کرے۔[11] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۲۴-۱۲۵.
و"البحرالرائق"، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ، ج۷، ص۳۹.

[2] ......ضائع۔

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: للقاضی اقراض مال الیتیم ونحوہ، ج۸، ص۱۲۵-۱۲۶.

[4] ......گری پڑی چیز کو اُٹھانے والا۔ [5] ......گری پڑی چیز۔ [6] ......صدقہ۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۲۶.

[8] ......المرجع السابق، ص۱۲۵. [9] ......المرجع السابق.

[10] ......فتوی طلب کرنے والے۔

[11] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب...إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

مسئلہ ۲: مفتی ناقل کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ قول مجتہد کو مشہور و متداول[1] و معتبر کتابوں سے اخذ کرے غیر مشہور کتب سے نقل نہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: فاسق مفتی ہوسکتا ہے یا نہیں اکثر متاخرین کی رائے یہ ہے کہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ فتویٰ امورِ دین سے ہے اور فاسق کی بات دیانات[3] میں نامعتبر۔ فاسق سے فتویٰ پوچھنا ناجائز اور اُس کے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے والوں پر فائض ہوتا ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اُس سے دینی سوالات کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے اور لوگ اُسے عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں اور کیسے ہیں اس کو فتویٰ پوچھنا جائز ہے کہ مسلمانوں کا اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قابلِ اعتماد شخص ہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتوی حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتوی دے دیا ہے محض فتوی ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کرلے اپنی طرف سے شقوق[7] نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اُسے اختیار کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنالیتا ہے بلکہ بہتر یہ کہ نزاعی معاملات[8] میں

---

[1] ......مروج، رائج۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الاول في تفسير معنى الادب...إلخ، ج٣، ص٣٠٨.

[3] ......دینی معاملات۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص٣٦.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في قضاء العدو على عدوه، ج٨، ص٣٦.

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في قضاء العدو على عدوه، ج٨، ص٣٧.

[7] ......مختلف صورتیں۔

[8] ......وہ معاملات جن میں فریقین کا جھگڑا ہو۔

اُس وقت فتویٰ دے جب فریقین کو طلب کرے اور ہر ایک کا بیان دوسرے کی موجودگی میں سنے اور جس کے ساتھ حق دیکھے اُسے فتویٰ دے دوسرے کو نہ دے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: استفتا کا جواب اشارہ سے بھی دیا جاسکتا ہے مثلاً سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرسکتا ہے اور قاضی کسی معاملہ کے متعلق اشارہ سے فیصلہ نہیں کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: قاضی بھی لوگوں کو فتویٰ دے سکتا ہے کچہری میں بھی اور بیرون اجلاس بھی مگر متخاصمین (مدعی، مدعی علیہ) کو ان کے دعوے کے متعلق فتویٰ نہیں دے سکتا دوسرے امور میں انھیں بھی فتویٰ دے سکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مفتی اگر اونچا سنتا ہے اُس کے پاس تحریری سوال پیش ہوا اُس نے لکھ کر جواب دے دیا اس پر عمل درست ہے مگر جو شخص کارِ افتا[4] پر مقرر ہو اُس کے پاس دیہاتی اور عورتیں ہر قسم کے لوگ فتویٰ پوچھنے آتے ہیں اُس کی سماعت ٹھیک ہونی چاہیے کیونکہ ہر شخص تحریر پیش کرے دشوار ہے اور جب سماعت ٹھیک نہیں ہے تو بہت ممکن ہے کہ پوری بات نہ سنے اور فتویٰ دے دے یہ فتویٰ قابل اعتبار نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سب پر مقدم ہے پھر قول امام ابو یوسف پھر قول امام محمد پھر امام زفر و حسن بن زیاد کا قول البتہ جہاں اصحاب فتویٰ اور اصحاب ترجیح نے امام اعظم کے علاوہ دوسرے قول پر فتویٰ دیا ہو یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتویٰ یا ترجیح ہے اُس کے موافق فتویٰ دیا جائے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جو شخص فتویٰ دینے کا اہل ہو اُس کے لیے فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں۔[7] (عالمگیری) بلکہ فتویٰ دینا لوگوں کو دین کی بات بتانا ہے اور یہ خود ایک ضروری چیز ہے کیونکہ کتمانِ علم[8] حرام ہے۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۷-۳۸.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۸.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: یفتی بقول الامام علی الاطلاق، ج۸، ص۳۹.

4 ...... فتویٰ دینے کا کام۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۸.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۸.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب... إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

8 ...... علم کا چھپانا۔

مسئلہ ۱۲: حاکم اسلام پر یہ لازم ہے کہ اس کا تجسّس کرے کون فتویٰ دینے کے قابل ہے اور کون نہیں ہے جو نا اہل ہو اُسے اس کام سے روک دے کہ ایسوں کے فتوے سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہوتی ہیں جن کا اس زمانہ میں پوری طور پر مشاہدہ ہو رہا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: فتوے کے شرائط سے یہ بھی ہے کہ سائلین[2] کی ترتیب کا لحاظ رکھے امیر و غریب کا خیال نہ کرے یہ نہ ہو کہ کوئی مالدار یا حکومت کا ملازم ہو تو اُس کو پہلے جواب دے دے اور پیشتر سے جو غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُنھیں بٹھائے رکھے بلکہ جو پہلے آیا اُسے پہلے جواب دے اور جو پیچھے آیا اُسے پیچھے، کسے باشد[3]۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مفتی کو یہ چاہیے کہ کتاب کو عزت و حرمت کے ساتھ لے کتاب کی بے حرمتی نہ کرے اور جو سوال اُس کے سامنے پیش ہو اُسے غور سے پڑھے پہلے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اُس کے بعد جواب دے۔[5] (عالمگیری) بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال میں پیچیدگیاں ہوتی ہیں جب تک مُستفتی سے دریافت نہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا ایسے سوال کو مستفتی سے سمجھنے کی ضرورت ہے اُس کی ظاہر عبارت پر ہرگز جواب نہ دیا جائے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ سوال میں بعض ضروری باتیں مستفتی ذکر نہیں کرتا اگرچہ اس کا ذکر نہ کرنا بددیانتی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اُس نے اپنے نزدیک اُس کو ضروری نہیں سمجھا تھا مفتی پر لازم ہے کہ ایسی ضروری باتیں سائل سے دریافت کر لے تاکہ جواب واقعہ کے مطابق ہو سکے اور جو کچھ سائل نے بیان کر دیا ہے مفتی اُس کو اپنے جواب میں ظاہر کر دے تاکہ یہ شبہہ نہ ہو کہ جواب و سوال میں مطابقت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵: سوال کا کاغذ ہاتھ میں لیا جائے اور جواب لکھ کر ہاتھ میں دیا جائے اُسے سائل کی طرف پھینکا نہ جائے کیوں کہ ایسے کاغذت میں اکثر اللہ عزوجل کا نام ہوتا ہے قرآن کی آیات ہوتی ہیں حدیثیں ہوتی ہیں ان کی تعظیم ضروری ہے اور یہ چیزیں نہ بھی ہوں تو فتویٰ خود تعظیم کی چیز ہے کہ اُس میں حکم شریعت تحریر ہے حکم شرع کا احترام لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جواب کو ختم کرنے کے بعد واللہ تعالیٰ اعلم یا اس کے مثل دوسرے الفاظ تحریر کر دینا چاہیے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی،الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

[2] ......سوال پوچھنے والے ،فتوی طلب کرنے والے۔

[3] ......یعنی کوئی بھی ہو۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی،الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی،الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

[6] ...... المرجع السابق.

[7] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۷: مفتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ بردبار خوش خلق ہنس مکھ ہو نرمی کے ساتھ بات کرے غلطی ہو جائے تو واپس لے اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے یہ نہ سمجھے کہ مجھے لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتوی دے کر رجوع نہ کرنا حیا سے ہو یا تکبر سے بہر حال حرام ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایسے وقت میں فتوی نہ دے جب مزاج صحیح نہ ہو مثلاً غصہ یا غم یا خوشی کی حالت میں طبیعت ٹھیک نہ ہو تو فتوی نہ دے۔ یوہیں پاخانہ پیشاب کی ضرورت کے وقت فتوی نہ دے ہاں اگر اُسے یقین ہے کہ اس حالت میں بھی صحیح جواب ہو گا تو فتوی دینا صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: بہتر یہ ہے کہ فتوی پر سائل سے اجرت نہ لے مفت جواب لکھے اور وہاں والوں نے اگر اس کی ضروریات کا لحاظ کر کے گزارہ کے لائق مقرر کر رکھا ہو کہ عالمِ دین، دین کی خدمت میں مشغول رہے اور اُس کی ضروریات لوگ اپنے طور پر پورے کریں یہ درست ہے۔[3] (بحر الرائق)

مسئلہ ۲۰: مفتی کو ہدیہ قبول کرنا اور دعوتِ خاص میں جانا جائز ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی جب اُسے اطمینان ہو کہ ہدیہ یا دعوت کی وجہ سے فتوے میں کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی بلکہ حکم شرع بلا کم و کاست[5] ظاہر کرے گا۔

مسئلہ ۲۱: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے فتویٰ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے اور چادر اوڑھ کر عمامہ باندھ کر فتوی دیا یعنی اِفتا کی عظمت کا لحاظ کیا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

اس زمانہ میں کہ علمِ دین کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے اہلِ علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے جن سے علم کی عظمت پیدا ہو اس طرح ہرگز تواضع نہ کی جائے کہ علم و اہلِ علم کی وقعت میں کمی پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ احتیاج[7] ہے جب اہلِ دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو ہماری طرف احتیاج ہے وَہیں وقعت کا خاتمہ ہے۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضی،الباب الاول فی تفسير معنی الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

2 ...... المرجع السابق.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب القضاء،فصل فی المستفتی،ج٦،ص٤٥٠.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب ادب القاضی،الباب التاسع فی رزق القاضی وهدية...إلخ،ج٣،ص٣٣٠.

5 ......کمی بیشی کے بغیر۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب آدب القاضی الباب الاول فی تفسير معنی الأدب...إلخ،ج٣،ص٣١٠.

7 ......حاجت،ضرورت۔

تحکیم کا بیان

تحکیم کے معنی حَکَم بنانا یعنی فریقین اپنے معاملہ میں کسی کو اس لیے مقرر کریں کہ وہ فیصلہ کرے[1] اور نزاع کو دور کردے اسی کو پنچ اور ثالث بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: تحکیم کا رکن ایجاب وقبول ہے یعنی فریقین یہ کہیں کہ ہم نے فلاں کو حکم بنایا اور حکم قبول کرے اور اگر حکم نے قبول نہ کیا پھر فیصلہ کردیا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا ہاں اگر انکار کے بعد پھر فریقین نے اُس سے کہا اور اب قبول کرلیا تو حکم ہو گیا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: حکم کا فیصلہ[3] فریقین کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قاضی کا فیصلہ، فرق یہ ہے کہ قاضی کے لیے چونکہ ولایت[4] عامہ ہے سب کے حق میں اس کا فیصلہ ناطق[5] ہے اور حکم کا فیصلہ علاوہ فریقین کے اور اُس شخص کے جو اُس کے فیصلہ پر راضی ہے دوسروں سے تعلق نہیں رکھتا دوسروں کے لیے بمنزلہ مصلح کے[6] ہے گویا طرفین[7] میں صلح کرادی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اس کے لیے چند شرائط ہیں۔

فریقین کا عاقل ہونا شرط ہے۔ حریت واسلام[9] شرط نہیں یعنی غلام اور کافر کو بھی کسی کا حکم بنا سکتے ہیں۔ حکم کے لیے ضروری ہے کہ وقت تحکیم و وقت فیصلہ وہ اہل شہادت سے ہو[10] فرض کرو جس وقت اُس کو حکم بنایا اہل شہادت سے نہ تھا مثلاً غلام تھا اور وقت فیصلہ آزاد ہو چکا ہے اس کا فیصلہ درست نہیں یا مسلمانوں نے کافر کو حکم بنایا اور وہ فیصلہ کے وقت مسلمان ہو چکا ہے اس کا فیصلہ نافذ نہیں۔[11] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: ذمیوں نے ذمی کو حکم بنایا یہ تحکیم صحیح ہے اگر حَکَم فیصلہ کے وقت مسلمان ہوگیا ہے جب بھی فیصلہ صحیح ہے۔ اور

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، باب التحكيم، ج۸، ص۱٤٠.
و"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، ج۲، ص۱۰۸.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، باب التحكيم، ج۸، ص۱٤٠.

[3] ......ثالث کا فیصلہ، جرگہ کا فیصلہ۔ [4] ......سرپرستی، سربراہی۔ [5] ......لازم۔

[6] ......صلح کروانے والے کی طرح۔ [7] ......یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج۳، ص۳۹۷.

[9] ......آزاد اور مسلمان ہونا۔ [10] ......گواہی دینے کا اہل ہو۔

[11] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج۳، ص۳۹۷.
و"الدرالمختار"، كتاب القضاء، باب التحكيم، ج۸، ص۱٤٠، ۱٤۱.

اگر فریقین میں سے کوئی مسلمان ہوگیا اور حکم کافر ہے تو فیصلہ صحیح نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: حَکَم ایسے کو بنائیں جس کو طرفین جانتے ہوں اور اگر ایسے کو حکم بنایا جو معلوم نہ ہو مثلاً جو شخص پہلے مسجد میں آئے وہ حکم ہے یہ تحکیم ناجائز اور اس کا فیصلہ کرنا بھی درست نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: جس کو پنچ[3] بنایا ہے وہ بیمار ہوگیا یا بیہوش ہوگیا یا سفر میں چلا گیا پھر اچھا ہوگیا یا ہوش میں ہوگیا یا سفر سے واپس ہوا اور فیصلہ کیا یہ فیصلہ صحیح ہے۔ اور اگر اندھا ہوگیا پھر بینائی واپس ہوئی اس کا فیصلہ جائز نہیں۔ اور اگر مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا اس کا فیصلہ بھی ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: حَکَم کو فریقین میں سے کسی نے وکیل بالخصومۃ[5] کیا اور اُس نے قبول کرلیا حکم نہ رہا یوہیں جس چیز میں جھگڑا تھا اگر حکم نے یا اُس کے بیٹے نے یا کسی ایسے شخص نے خرید لی جس کے حق میں حَکَم کی شہادت درست نہیں ہے تو اب وہ حکم نہ رہا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: حدود و قصاص اور عاقلہ پر دیت کے متعلق حکم بنانا درست نہیں ہے اور ان امور کے متعلق حکم کا فیصلہ بھی درست نہیں اور ان کے علاوہ جتنے حقوق العباد ہیں جن میں مصالحت ہوسکتی ہے سب میں تحکیم ہوسکتی ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۹: حکم نے جو کچھ فیصلہ کیا خواہ مدعی علیہ[8] کے اقرار کی بنا پر ہو یا مدعی[9] کے گواہ پیش کرنے پر یا مدعی علیہ نے قسم سے انکار کیا اس بنا پر اُس کا فیصلہ فریقین پر نافذ ہے اُن دونوں پر لازم ہے اُس سے انکار نہیں کرسکتے بشرطیکہ فریقین[10] تحکیم پر[11] وقتِ فیصلہ تک قائم ہوں اور اگر فیصلہ سے قبل دونوں میں سے ایک نے بھی ناراضی ظاہر کی تحکیم کو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون فی التحكيم، ج۳، ص۳۹۷.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، باب التحكيم، ج۸، ص۱٤۱.

[3] ......ثالث، فیصلہ کرنے والا۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون فی التحكيم، ج۳، ص۳۹۸.

[5] ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون فی الحكيم، ج۳، ص۳۹۸۔۳۹۹.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱٤۲.

[8] ......جس دعوی کیا گیا ہے۔

[9] ......دعوی کرنے والا۔

[10] ......یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔

[11] ......یعنی حَکَم بنانے پر۔

توڑ دیا تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا کہ وہ اب حکم ہی نہ رہا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دوشریکوں میں سے ایک نے اور غریم[2] نے کسی کو حکم بنایا اس نے فیصلہ کر دیا وہ فیصلہ دوسرے شریک پر بھی لازم ہے اگرچہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں فیصلہ ہوا کہ حکم کا فیصلہ بمنزلۂ صلح ہے[3] اور صلح کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے جو صلح کی وہ دوسرے پر لازم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بائع[5] ومشتری[6] کے مابین مبیع[7] کے عیب میں اختلاف ہوا ان دونوں نے کسی کو حکم بنایا اس نے مبیع واپس کرنے کا حکم دیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے بائع یعنی بائع اول کو واپس دے ہاں اگر بائع اول وثانی ومشتری تینوں کی رضامندی سے حکم ہوا تو بائع اول پر مبیع واپس ہوگی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: حکم نے فیصلہ کے وقت یہ کہا کہ تو نے میرے سامنے مدعی کے حق کا اقرار کیا یا میرے نزدیک گواہان عادل سے مدعی کا حق ثابت ہوا میں نے اس بنا پر یہ فیصلہ دیا اب مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار نہیں کیا تھا یا وہ گواہ عادل نہ تھے تو یہ انکار نامعتبر ہے وہ فیصلہ لازم ہو جائے گا اور اگر حکم نے بعد فیصلہ کرنے کے یہ خبر دی کہ میں نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا تھا یہ خبر اُس کی نامعتبر ہے کہ اب وہ حکم نہیں ہے۔[9] (درروغیرہ)

مسئلہ ۱۳: اپنے والدین اور اولاد اور زوجہ کے موافق فیصلہ کرے گا یہ نافذ نہ ہوگا اور ان کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ نافذ ہوگا کیونکہ ان کے لیے وہ اہل شہادت سے نہیں ان کے خلاف شہادت کا اہل ہے جس طرح قاضی ان کے موافق فیصلہ کرے گا نافذ نہ ہوگا مخالف کرے گا تو نافذ ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: فریقین نے دو شخصوں کو پنچ[11] مقرر کیا تو فیصلہ میں دونوں کا مجتمع ہونا[12] ضروری ہے فقط ایک

---

[1]...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۲.

[2]......قرض خواہ۔ [3]......یعنی صلح کی طرح ہے۔

[4]......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۳.

[5]...... بیچنے والا۔ [6]......خریدار۔ [7]......بیچی جانے والی چیز۔

[8]......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۳.

[9]......"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص ۴۱۱، وغیرہ .

[10]......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۴.

[11]......ثالث، فیصلہ کرنے والا۔ [12]......حاضر ہونا۔

کافیصلہ کر دینا ناکافی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق ہوا گر مختلف رائیں ہوئیں تو کوئی رائے پابندی کے قابل نہیں مثلاً شوہر نے عورت سے کہا تُو مجھ پر حرام ہے اور اس لفظ سے طلاق کی نیت کی ان دونوں نے دو شخصوں کو حکم بنایا ایک نے طلاق بائن کا فیصلہ دیا دوسرے نے تین طلاق کا حکم دیا یہ فیصلہ جائز نہ ہوا کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق نہ ہوا۔[1] (درر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: فریقین اس بات پر متفق ہوئے کہ ہمارے مابین فلاں یا فلاں فیصلہ کر دے ان میں سے جو ایک فیصلہ کر دے گا صحیح ہوگا مگر ایک کے پاس انھوں نے معاملہ پیش کر دیا تو وہی حکم ہونے کے لیے متعین ہو گیا دوسرا حکم نہ رہا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حَکَم نے جو فیصلہ کیا اُس کا مرافعہ[3] قاضی کے پاس ہوا اگر یہ فیصلہ قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو اسے نافذ کر دے اور مذہب قاضی کے خلاف ہو تو باطل کر دے اور قاضی کا فیصلہ اگر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا تو اگر چہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اختلافی مسائل میں قاضی اول کے فیصلہ کو باطل نہیں کرسکتا جبکہ قاضی اول نے اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کیا ہو۔ یوہیں قاضی نے اگر حَکَم کے فیصلہ کا امضا[4] کر دیا تو اب دوسرا قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا کہ یہ تنہا حَکَم کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ قاضی کا بھی ہے۔[5] (درر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: فریقین نے حَکَم بنایا پھر فیصلہ کرنے کے قبل قاضی نے اُس کے حَکَم ہونے کو جائز کر دیا اور حَکَم نے رائے قاضی کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جبکہ قاضی کو اپنا قائم مقام بنانے کی اجازت نہ ہو اور اگر اُسے نائب و خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہے اور اُس نے حَکَم ہونے کو جائز رکھا تو اگر چہ حَکَم کا فیصلہ رائے قاضی کے خلاف ہو قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص ٤١١.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: حكم بينهما قبل تحكيمه...إلخ، ج٨، ص ١٤٤-١٤٥.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص ٣٩٨.

[3] ......اپیل۔ [4] ......نافذ۔

[5] ......"دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص ٤١١.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: حكم منها قبل تحكيمه...إلخ، ج٨، ص ١٤٥.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص ٣٩٩.

مسئلہ ۱۸: ایک کو حَکَم بنایا اُس نے فیصلہ کردیا پھر فریقین نے دوسرے کو حَکَم بنایا اگر اس کے نزدیک پہلے کا فیصلہ صحیح ہے اُسی کو نافذ کردے اور اگر اس کی رائے کے خلاف ہے باطل کردے اور ایک نے ایک فیصلہ کیا دوسرے حکم نے دوسرا فیصلہ کیا اور یہ دونوں فیصلے قاضی کے سامنے پیش ہوئے ان میں جو فیصلہ قاضی کی رائے کے موافق ہواُسے نافذ کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: حَکَم کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو حَکَم بنائے اور اُس سے فیصلہ کرائے اور اگر دوسرے کو حکم بنادیا اور اُس نے فیصلہ کردیا اور فریقین اُس کے فیصلہ پر راضی ہوگئے تو خیر ورنہ بغیر رضامندی فریقین اُس کا فیصلہ کوئی چیز نہیں اور حکم اول چاہے کہ اُس کے فیصلہ کو نافذ کردے یہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: شخص ثالث[3] نے فریقین میں خودہی فیصلہ کردیا انھوں نے اس کو حَکَم نہیں بنایا ہے مگر فریقین اس کے فیصلہ پر راضی ہوگئے تو یہ فیصلہ صحیح ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: فریقین میں ایک نے اپنے آدمی کو حکم بنایا دوسرے نے اپنے آدمی کو اور ہر ایک حکم نے اپنے اپنے فریق کے موافق فیصلہ کیا تو کوئی فیصلہ صحیح نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: زمانۂ تحکیم میں[6] فریقین میں سے کوئی بھی حکم کے پاس ہدیہ پیش کرے یا اُس کی خاص دعوت کرے حکم کو چاہیے کہ قبول نہ کرے۔[7] (درمختار)

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱: دومنزلہ مکان دوشخصوں کے مابین مشترک ہے نیچے کی منزل ایک کی ہے بالاخانہ دوسرے کا ہے ہر ایک اپنے حصہ میں ایسا تصرف کرنے سے روکا جائے گا جس کا ضرر دوسرے تک پہنچتا ہو مثلاً نیچے والا دیوار میں میخ گاڑنا چاہتا ہے

[1] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحکيم، ج۳، ص۳۹۹.

[2] ......المرجع السابق، ص۴۰۰.

[3] ......یعنی کسی تیسرے شخص۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحکيم، ج۳، ص۴۰۰.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحکيم، ج۳، ص۴۰۰.

[6] ......یعنی جس وقت تک ان کا ثالث ہے۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۷.

یا طاق بنانا چاہتا ہے یا بالا خانہ والا اوپر جدید عمارت بنانا چاہتا ہے یا پردہ کی دیواروں پر کڑیاں رکھ کر چھت پاٹنا[1] چاہتا ہے یا جدید پاخانہ[2] بنوانا چاہتا ہے۔ یہ سب تصرفات[3] بغیر مرضی دوسرے کے نہیں کرسکتا اُس کی رضامندی سے کرسکتا ہے اور اگر ایسا تصرف ہے جس سے ضرر کا اندیشہ نہیں ہے مثلاً چھوٹی کیل گاڑنا کہ اس سے دیوار میں کیا کمزوری پیدا ہوسکتی ہے اس کی ممانعت نہیں اور اگر مشکوک حالت ہے معلوم نہیں کہ نقصان پہنچے گا یا نہیں یہ تصرف بھی بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔[4] (ہدایہ، فتح، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۲: اوپر کی عمارت گرچکی ہے صرف نیچے کی منزل باقی ہے اس کے مالک نے اپنی عمارت قصداً گرادی کہ بالا خانہ والا بھی بنوانے سے مجبور ہوگیا نیچے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی عمارت بنوائے تاکہ بالا خانہ والا اسکے اوپر عمارت طیار کرلے اور اگر اُس نے نہیں گرائی ہے بلکہ اپنے آپ عمارت گرگئی تو بنوانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اُس کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ قدرتی طور پر اُسے نقصان پہنچ گیا پھر اگر بالا خانہ والا یہ چاہتا ہے کہ نیچے کی منزل بنا کر اپنی عمارت اوپر بنائے تو نیچے والے سے اجازت حاصل کرلے یا قاضی سے اجازت لے کر بنائے اور نیچے کی تعمیر میں جو کچھ صَرفہ[5] ہوگا وہ مالک مکان سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نہ اُس سے اجازت لی نہ قاضی سے حاصل کی خود ہی بناڈالی تو صرفہ نہیں ملے گا بلکہ عمارت کی بنانے کے وقت جو قیمت ہوگی وہ وصول کرسکتا ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: مکان ایک منزلہ دو شخصوں میں مشترک تھا پورا مکان گرگیا ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کی اُس مکان کو بنوایا تو یہ بنوانا محض تبرع[7] ہے شریک سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کیوں کہ یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ زمین تقسیم کرا کے صرف اپنے حصہ کی تعمیر کرائے ہاں اگر یہ مکان مشترک اتنا چھوٹا ہے کہ تقسیم کے بعد قابل انتفاع باقی نہیں رہتا تو یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور ہے اور شریک سے بقدر اُس کے حصہ کے عمارت کی قیمت لے سکتا ہے۔ یوہیں اگر مکان مشترک کا ایک حصہ گرگیا ہے اور ایک شریک نے تعمیر کرائی تو دوسرے سے اُس کے حصہ کے لائق قیمت وصول کرسکتا ہے

---

[1] ...... چھت ڈالنا۔ [2] ...... نیابیت الخلا۔ [3] ...... یہ تمام کام۔

[4] ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج٢، ص١٠٨، ١٠٩.
و"فتح القدير"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل منثورة من كتاب القضاء، ج٦، ص٤١٢.
و"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٦٥، ١٦٦، وغيرها.

[5] ...... خرچہ۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٦٦، وغيره.

[7] ...... احسان، نیکی بھلائی۔

جبکہ یہ مکان چھوٹا ہو اور اگر بڑا مکان ہو جو قابل قسمت[1] ہے اور کچھ حصہ گر گیا ہے تو تقسیم کرالے اگر منہدم حصہ[2] اس کے حصہ میں پڑے درست کرالے اور شریک کے حصہ میں پڑے تو وہ جو چاہے کرے۔[3] (ردالمحتار)

قاعدہ کلیہ

جو شخص اپنے شریک کو کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہو وہ بغیر اجازت شریک خود ہی اگر اُس کام کو تنہا کرلے گا متبرع[4] قرار پائے گا شریک سے معاوضہ نہیں لے سکتا مثلاً نہر پٹ گئی[5] ہے یا کشتی عیب دار ہوگئی ہے شریک درستی پر مجبور ہے اور اگر وہ خود درست نہیں کراتا ہے قاضی کے یہاں درخواست دے کر مجبور کرائے اور اگر شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اور تنہا ایک شخص کرے گا تو معاوضہ لے سکتا ہے مثلاً بالا خانہ والا نیچے والے کو تعمیر پر مجبور نہیں کرسکتا یہ بغیر اُس کے حکم کے بنائے گا جب بھی معاوضہ پائے گا اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جانور دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کے اُسے کھلایا معاوضہ نہیں پائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کرے اور قاضی دوسرے کو مجبور کرے اور زراعت مشترک میں قاضی شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اس میں معاوضہ پائے گا۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۴: بالا خانہ والے نے جب نیچے کی عمارت بنوالی تو نیچے والے کو اُس میں سکونت سے[7] روک سکتا ہے جب تک جو رقم واجب ہے ادا نہ کرلے اسی طرح ایک دیوار مشترک ہے جس پر دو شخصوں کی کڑیاں[8] ہیں وہ گر گئی ایک نے بنوائی جب تک دوسرا اس کا معاوضہ ادا نہ کرلے اُس پر کڑیاں رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ایک دیوار پر دو شخصوں کے چھپر[10] یا کھپریلیں[11] ہیں دیوار خراب ہوگئی ہے ایک شخص اُس کو درست کرانا چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے پہلا شخص دوسرے سے کہہ دے کہ تم بانس، بلی[12] وغیرہ لگا کر اپنے چھپر یا کھپریل

---

1 ...... تقسیم کے قابل۔
2 ...... گرا ہوا حصہ۔
3 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦٦.
4 ...... احسان کرنے والا۔
5 ...... مٹی وغیرہ سے بھر گئی، خراب ہوگئی۔
6 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦۷ وغیرہ.
7 ...... رہائش سے، رہنے سے۔
8 ...... کڑی کی جمع شہتیر۔
9 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦۷.
10 ...... پھوس کی چھت، سائبان۔
11 ...... ٹائل، چوکے وغیرہ جن سے چھت بنائی جاتی ہے۔
12 ...... لکڑی کا لٹھا، مظبوط لمبا بانس۔

کو روک لو ورنہ میں دیوار گراؤں گا تمھارا نقصان ہوگا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلے اگر اُس نے انتظام کرلیا فبہا[1] ورنہ یہ دیوار گرادے دوسرے کا جو کچھ نقصان ہوگا اُس کا تاوان اس کے ذمہ نہیں کیوں کہ وہ خود اپنے نقصان کے لیے طیار ہوا ہے اس کا قصور نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: ایک[3] لمبا راستہ ہے جس میں سے ایک کوچۂ غیر نافذہ نکلا ہے یعنی کچھ دور کے بعد یہ گلی بند ہوگئی ہے جن لوگوں کے مکانات کے دروازے پہلے راستہ میں ہیں اُن کو یہ حق حاصل نہیں کہ کوچۂ غیر نافذہ میں دروازے نکالیں کیونکہ کوچۂ غیر نافذہ میں اُن لوگوں کے لیے آمد ورفت[4] کا حق نہیں ہے ہاں اگر ہوا آنے جانے کے لیے کھڑکی بنانا چاہتے ہیں یا روشندان کھولنا چاہتے ہیں تو اس سے روکے نہیں جاسکتے کہ اس میں کوچۂ سربستہ[5] والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے اور کوچۂ سربستہ والے اگر پہلے راستہ میں اپنا دروازہ نکالیں تو منع نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ وہ راستہ اُن لوگوں کے لیے مخصوص نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: اگر اُس لمبے راستہ میں ایک شاخ[7] مستدیر (گول)[8] نکلی ہو جو نصف دائرہ یا کم ہو تو جن لوگوں کے دروازے پہلے راستہ میں ہوں وہ اس کوچۂ مستدیرہ[9] میں بھی اپنا دروازہ نکال سکتے ہیں کہ یہ میدان مشترک ہے سب کے لیے

---

[1] ......تو صحیح ہے، تو بہتر ہے۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب:فیمالوانهدم المشترك واراد...إلخ، ج٨، ص١٦٨.
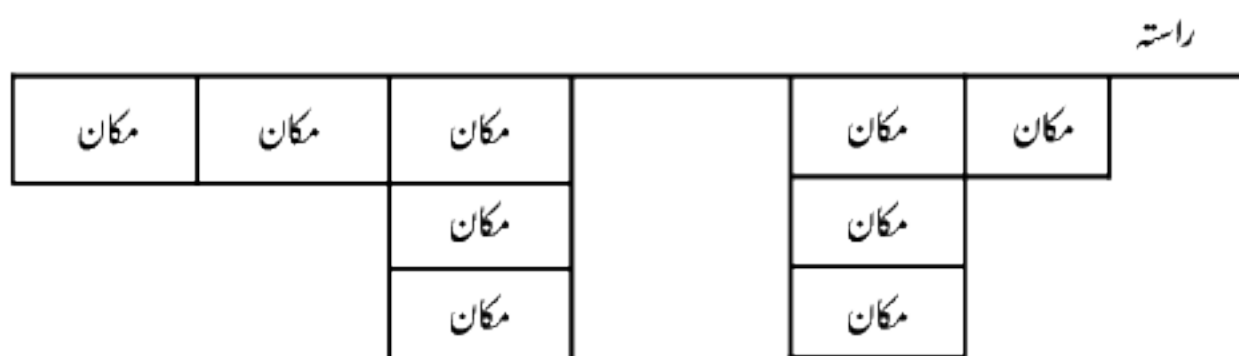
[3] ......اس کی صورت یہ ہے

[4] ......آنے جانے۔

[5] ......ایک طرف سے بند گلی۔

[6] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب : فی فتح باب آخر للدار، ج ٨، ص ١٦٨، ١٧٠.

[7] ......یعنی گلی۔

[8] ......اس کی صورت یہ ہے
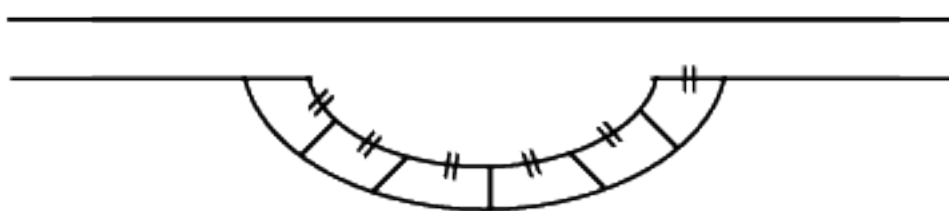
[9] ......گول گلی۔

اس میں حق آسائش ہے۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۸: ہر شخص اپنی مِلک میں جو تصرف چاہے کرسکتا ہے دوسرے کو منع کرنے کا اختیار نہیں مگر جبکہ ایسا تصرف کرے کہ اس کی وجہ سے پروس والے کو کھلا ہوا ضرر پہنچے تو یہ اپنے تصرف سے روک دیا جائے گا مثلاً اس کے تصرف کرنے سے پروس والے کی دیوار گر جائے گی یا پروسی کا مکان قابل انتفاع نہ رہے گا مثلاً اپنی زمین میں دیوار اُٹھا رہا ہے جس سے دوسرے کا روشندان بند ہوجائے گا اُس میں بالکل اندھیرا ہوجائے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: کوئی شخص اپنے مکان میں تنور گاڑنا چاہتا ہے جس میں ہر وقت روٹی پکے گی جس طرح دوکانوں میں ہوتا ہے یا اجرت پر آٹا پیسنے کی چکی لگانا چاہتا ہے یا دھوبی کا پاٹا رکھوانا چاہتا ہے جس پر کپڑے دھلتے رہیں گے ان چیزوں سے منع کیا جاسکتا ہے کہ تنور کی وجہ سے ہر وقت دھواں آئے گا جو پریشان کرے گا چکی اور کپڑے دھونے کی دھمک سے پروسی کی عمارت کمزور ہوگی اس لیے ان سے مالک مکان کو منع کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بالاخانہ پر کھڑکی بناتا ہے جس سے پروس والے کے مکان کی بے پردگی ہوگی اس سے روکا جائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار) یوہیں چھت پر چڑھنے سے منع کیا جائے گا جب کہ اس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۱: دو مکانوں کے درمیان میں پردہ کی دیوار تھی گر گئی جس کی دیوار ہے وہ بنائے اور مشترک ہو تو دونوں بنوائیں تاکہ بے پردگی دور ہو۔[5]

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلاں وقت اُس نے یہ مکان مجھے ہبہ کر دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا مدعی سے ہبہ کے گواہ مانگے گئے تو کہنے لگا اُس نے ہبہ سے انکار کر دیا تھا لہٰذا میں نے یہ مکان اُس سے خرید لیا اور خرید نے کے گواہ پیش کیے اگر یہ گواہ خریدنے کا وقت ہبہ کے بعد کا بتاتے ہیں مقبول ہیں اور پہلے کا بتائیں تو مقبول نہیں کہ تناقض پیدا ہوگیا اور اگر ہبہ اور بیع دونوں کے وقت مذکور نہ ہوں یا ایک کے لیے وقت ہو دوسرے کے لیے وقت نہ ہو جب بھی گواہ

---

[1] ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۹ وغيرها.

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د... إلخ، ج۸، ص۱۷۱-۱۷۳.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص۴۴۵.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د... إلخ، ج۸، ص۱۷۲.

[5] ......"البحرالرائق"، كتاب الحوالة، باب التحكيم، ج۷، ص۵۷.

مقبول ہیں کہ دونوں قولوں میں توفیق ممکن ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: مکان کے متعلق دعوی کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے پھر یہ کہتا ہے میرا ہے یا پہلے دوسرے کے لیے دعوی کیا پھر اپنے لیے دعوی کرتا ہے یہ مقبول نہیں کہ تناقض ہے اور اگر پہلے اپنی ملک کا دعوی کیا پھر اپنے اوپر وقف بتایا یا پہلے اپنے لیے دعوی کیا پھر دوسرے کے لیے یہ مقبول ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میرے ذمہ تمھارے ہزار روپے ہیں اُس نے کہا میرا تم پر کچھ نہیں ہے پھر اُسی جگہ اُس نے کہا ہاں میرے تمھارے ذمہ ہزار روپے ہیں تو اب کچھ نہیں لے سکتا کہ اُس کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اب یہ اس کا دعوی ہے گواہ سے ثابت کرے یا وہ شخص اس کی تصدیق کرے تو لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعوی کیا مدعی علیہ نے انکار کیا کہ میرے ذمہ تمھارا کچھ نہیں ہے یا یہ کہا کہ میرے ذمہ کبھی کچھ نہ تھا اور مدعی نے اُس کے ذمہ ہزار روپے ہونا گواہوں سے ثابت کیا اور مدعی علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں ادا کر چکا ہوں یا مدعی معاف کر چکا ہے مدعی علیہ کے گواہ مقبول ہیں اور اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ میرے ذمہ کچھ نہ تھا اور میں تمھیں پہچانتا بھی نہیں اسکے بعد ادا یا ابرا کے[4] گواہ قائم کیے مقبول نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: چار سو روپے کا دعوی کیا مدعی علیہ نے انکار کر دیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا اس کے بعد مدعی نے یہ اقرار کیا کہ مدعی علیہ کے اسکے ذمہ تین سو ہیں اس اقرار کی وجہ سے مدعی علیہ سے تین سو ساقط نہ ہوں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: دعوی کیا کہ تم نے فلاں چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع ثابت کر دی اور قاضی نے چیز دلا دی اس کے بعد مدعی نے دعوی کیا کہ اس چیز میں عیب ہے لہذا واپس کرا دی جائے بائع جواب میں کہتا ہے کہ میں ہر عیب سے دست بردار ہو چکا تھا اور اس کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہتا ہے بائع کے گواہ نامقبول ہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص ٤٤٤، وغيره.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص ۱۷۷.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص ٤٤٤.

[4] ......معاف کرنے کے۔

[5] ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من القضاء، ج۲، ص ۱۱۰.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص ۱۸۱.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص ٤٤٥.

مسئلہ ۱۸: ایک شخص دستاویز[1] پیش کرتا ہے کہ اس کی رو سے تم نے فلاں چیز کا میرے لیے اقرار کیا ہے وہ کہتا ہے ہاں میں نے اقرار کیا تھا مگر تم نے اُس کو رد کر دیا مقرلہ کو حلف دیا جائے گا[2] اگر وہ حلف سے یہ کہہ دے کہ میں نے رد نہیں کیا تھا وہ چیز مقر سے[3] لے سکتا ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دعوی کیا کہ تم نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے بائع کہتا ہے کہ ہاں بیع کی تھی مگر تم نے اقالہ کرلیا مدعی پر حلف دیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: کافر ذمی مرگیا اُس کی عورت میراث کا دعوی کرتی ہے اور یہ عورت اس وقت مسلمان ہے کہتی ہے میں اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہوں اور ورثہ[5] یہ کہتے ہیں کہ اُس کے مرنے سے پہلے مسلمان ہو چکی تھی لہٰذا میراث کی حقدار نہیں ہے ورثہ کا قول معتبر ہے اور مسلمان مرگیا اُس کی عورت کافرہ تھی وہ کہتی ہے میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہو چکی ہوں اور ورثہ کہتے ہیں مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہے اس صورت میں بھی ورثہ کا قول معتبر ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: میّت کے کفر و اسلام میں اختلاف ہے کہ وہ مسلمان ہوا تھا یا کافر ہی تھا جو اُس کے اسلام کا مدعی ہے اُس کا قول معتبر ہے مثلاً ایک شخص مرگیا جس کے والدین کافر ہیں اور اولاد مسلمان ہے والدین یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا کافر تھا اور کافر مرا اور اُس کی اولاد یہ کہتی ہے کہ ہمارا باپ مسلمان ہو چکا تھا اسلام پر مرا اولاد کا قول معتبر ہے یہی اُس کے وارث قرار پائیں گے ماں باپ کو ترکہ نہیں ملے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: پن چکی ٹھیکہ پر دے دی ہے مالک اجرت کا مطالبہ کرتا ہے ٹھیکہ دار یہ کہتا ہے کہ نہر کا پانی خشک ہو گیا تھا اس وجہ سے چکی چل نہ سکی اور میرے ذمہ اجرت واجب نہیں مالک اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے پانی جاری تھا چکی بند رہنے کی کوئی وجہ نہیں اور گواہ کسی کے پاس نہیں اگر اس وقت پانی جاری ہے مالک کا قول معتبر ہے اور جاری نہیں ہے تو ٹھیکہ دار کا قول معتبر۔[8] (درمختار)

---

[1] ......یعنی ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کیا جاسکے۔
[2] ......جس کے لیے اقرار کیا تھا اس سے قسم لی جائے گی۔
[3] ......اقرار کرنے والے سے۔
[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی والثلاثون فی المتفرقات، ج۳، ص۴۴۷.
[5] ......میت کے وارث۔
[6] ......"الھدایة"، کتاب أدب القاضی، فصل فی القضاء بالمواریث، ج۲، ص۱۱۱.
[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرادوا... إلخ، ج۸، ص۱۸۵.
[8] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ص۱۸۴.

مسئلہ ۲۲: ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھی تھی وہ مرگیا امین ایک شخص کی نسبت یہ کہتا ہے یہ شخص اُس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں حکم دیا جائے گا کہ امانت اسے دے دے۔ اس کے بعد وہ امین ایک دوسرے شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اُس میت کا بیٹا ہے مگر وہ پہلا شخص انکار کرتا ہے تو یہ شخص اُس امانت میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر پہلے شخص کو امین نے بغیر قضائے قاضی [1] امانت دے دی ہے تو دوسرے کے حصہ کی قدر امین کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ مدیون [2] نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرے دائن [3] کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں تو دَین [4] اُسے دے دینا ضروری ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: صورتِ مذکورہ میں امین نے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص اُس کا بھائی ہے اور اس کے سوا میّت کا کوئی وارث نہیں تو قاضی فوراً دینے کا حکم نہ دے گا بلکہ انتظار کرے گا کہ شاید اُس کا کوئی بیٹا ہو۔ جو شخص بہر حال وارث ہوتا ہے جیسے بیٹی باپ ماں یہ سب بیٹے کے حکم میں ہیں اور جو کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں وہ بھائی کے حکم میں ہے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: امین نے اقرار کیا کہ جس نے امانت رکھی ہے یہ اُس کا وکیل بالقبض [7] ہے یا وصی ہے یا اس نے اُس سے اس چیز کو خرید لیا ہے تو ان سب کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر مدیون نے کسی شخص کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ اُس کا وکیل بالقبض ہے تو دے دینے کا حکم دیا جائے گا۔ عاریت اور عین مغصوبہ [8] امانت کے حکم میں ہیں جہاں امانت دے دینا جائز ان کا بھی دے دینا جائز اور جہاں وہ ناجائز یہ بھی ناجائز۔ [9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵: میّت کا ترکہ وارثوں یا قرض خواہوں میں تقسیم کیا گیا اگر ورثہ یا قرض خواہوں کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو تو ان لوگوں سے اس بات کا ضامن نہیں لیا جائے گا کہ اگر کوئی وارث یا دائن ثابت ہوا تو تم کو واپس کرنا ہوگا اور اگر

---

[1] ...... قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

[2] ...... مقروض۔

[3] ...... یعنی قرض دینے والا۔

[4] ...... قرض۔

[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵.

[6] ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د... إلخ، ج۸، ص۱۸۵.

[7] ...... کسی چیز پر قبضہ کرنے کا وکیل۔

[8] ...... جس چیز پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو۔

[9] ...... "البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۳-۳۱۴.

اِرث[1] یا دَین اقرار سے ثابت ہوتو کفیل[2] لیا جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میرا اور میرے بھائی کا ہے جو ہم کو میراث میں ملا ہے اور اُس کا بھائی غائب ہے اس موجود نے گواہوں سے ثابت کر دیا آدھا مکان اس کو دے دیا جائے گا اور آدھا قابض کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے گا جب وہ غائب آجائے گا تو اُسکا حصہ اُسے مل جائے گا نہ اُسے گواہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے گی نہ جدید فیصلہ کی وہ پہلا ہی فیصلہ اُس کے حق میں بھی فیصلہ ہے۔ جائداد منقولہ[4] کا بھی یہی حکم ہے۔[5] (درمختار، بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا مال صدقہ ہے یا جو کچھ میری مِلک میں ہے صدقہ ہے تو جو اموال از قبیل زکاۃ ہیں یعنی سونا، چاندی، سائمہ، اموال تجارت یہ سب مساکین پر تصدق کرے[6]۔ اور اگر اُس کے پاس اموال زکاۃ کے سوا کوئی دوسرا مال ہی نہ ہو تو اس میں سے بقدر قوت روک لے[7] باقی صدقہ کر دے پھر جب کچھ مال ہاتھ میں آجائے تو جتنا روک لیا تھا اوتنا صدقہ کر دے۔[8] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۸: کسی شخص کو وصی بنایا اور اُسے خبر نہ ہوئی یہ ایصا[9] صحیح ہے اور وصی نے اگر تصرف کر لیا تو یہ تصرف صحیح ہے اور کسی کو وکیل بنایا اور وکیل کو علم نہ ہوا یہ توکیل صحیح نہیں اور اسی لاعلمی میں وکیل نے تصرف کر ڈالا یہ تصرف بھی صحیح نہیں۔[10] (درمختار)

---

[1] ......وراثت۔ [2] ......ضامن۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵۔۱۸۷.

[4] ......وہ جائیداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۷.

و"البحرالرائق"، کتاب الحوالة، باب التحکیم، ج۷، ص۷۷.

[6] ......یعنی صدقہ کردے۔

[7] ......یعنی اتنی مقدار جو اس کی گزر بسر کے لیے کافی ہو۔

[8] ......"الهداية"، کتاب أدب القاضی، باب التحکیم، فصل فی القضاء بالمواریث، ج۲، ص۱۱۳، وغیرھا.

[9] ......یعنی وصی مقرر کرنا۔

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۹.

مسئلہ ۲۹: قاضی یا امین قاضی نے کسی کی چیز قرض خواہ کے دَین ادا کرنے کے لیے بیع کردی اور ثمن پر قبضہ کرلیا مگر یہ ثمن قاضی یا اُس کے امین کے پاس سے ضائع ہوگیا اور وہ چیز جو بیع کی گئی تھی اُسکا کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا مشتری کو دینے سے پہلے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس صورت میں نہ قاضی پر تاوان ہے نہ اُس کے امین پر بلکہ مشتری جو ثمن ادا کر چکا ہے اُن قرض خواہوں سے اس کا تاوان وصول کرے گا اور اگر وصی نے دَین ادا کرنے کے لیے میّت کا مال بیچا ہے اور یہی صورت واقع ہوئی تو مشتری وصی سے وصول کرے گا اگرچہ وصی نے قاضی کے حکم سے بیچا ہو پھر وصی دائن سے وصول کرے گا اس کے بعد اگر میّت کے کسی مال کا پتہ چلے تو دائن[1] اُس سے اپنا دَین وصول کرے ورنہ گیا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: کسی نے ایک ثلث مال[3] کی فقرا کے لیے وصیت کی قاضی نے ثلث مال ترکہ[4] میں سے نکال لیا مگر ابھی فقیروں کو دیا نہ تھا کہ ضائع ہوگیا تو فقرا کا مال ہلاک ہوا یعنی باقی دوتہائی[5] میں سے ثلث نہیں نکالا جائے گا بلکہ یہ دوتہائیاں ورثہ[6] کو دی جائیں گی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: قاضی عالم وعادل اگر حکم دے کہ میں نے اس شخص کے رجم یا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا ہے یا کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے تو یہ سزا قائم کر تو اگرچہ ثبوت اس کے سامنے نہیں گذرا ہے مگر اس کو کرنا درست ہے اور اگر قاضی عادل ہے مگر عالم نہیں تو اُس سے اُس سزا کے شرائط دریافت کرے اگر اُس نے صحیح طور پر شرائط بیان کردیئے تو اُس کے حکم کی تعمیل کرے ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر قاضی عادل نہ ہو تو جب تک ثبوت کا خود معاینہ کیا ہو وہ کام نہ کرے اور اس زمانہ میں احتیاط کا مقتضٰی[8] یہی ہے کہ بہر صورت بدون معاینۂ ثبوت[9] قاضی کے کہنے پر افعال نہ کرے۔[10] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......قرض دینے والا۔

[2] ......"الدر المختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص ۱۹۰-۱۹۱.

[3] ......ایک تہائی مال۔

[4] ...... وہ مال جو مرنے والا چھوڑ جائے۔

[5] ......تین حصوں میں سے دو حصے۔

[6] ......میت کے وارث۔

[7] ......"الدر المختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص ۱۹۱-۱۹۲.

[8] ......احتیاط کا تقاضا۔

[9] ......ثبوت کا معائنہ کئے بغیر۔

[10] ......"الدر المختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص ۱۹۲، وغیرہ.

گواہی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ-فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰىؕ-وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْاؕ-وَ لَا تَسْــٴَـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ-ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَاؕ-وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ۪-وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ۬ؕ-وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُؕ-وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(۲۸۲) ﴾ (1)

''اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن گواہوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو کہ کہیں ایک عورت بھول جائے تو اُسے دوسری یاد دلا دے گی۔ گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ معاملہ کسی میعاد تک ہو تو اُس کے لکھنے سے مت گھبراؤ چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا۔ یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک انصاف کی بات ہے اور شہادت کو درست رکھنے والا ہے اور اس کے قریب ہے کہ تمھیں شبہہ نہ ہو ہاں اس صورت میں کہ تجارت فوری طور پر ہو جس کو تم آپس میں کر رہے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں حرج نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنالو اور نہ تو کاتب نقصان پہنچائے نہ گواہ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمھارا فسق ہے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور اللہ (عزوجل) تم کو سکھاتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَؕ-وَ مَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۠(۲۸۳) ﴾ (2)

''اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپائے گا اُس کا دل گنہگار ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) اُس کو جانتا ہے۔''

حدیث ۱: امام مالک و مسلم و احمد و ابوداود و ترمذی زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم کو یہ خبر نہ دوں کہ بہتر گواہ کون ہے وہ جو گواہی دیتا ہے اس سے قبل کہ اُس سے گواہی کے لیے کہا جائے''۔ (3)

حدیث ۲: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو محض

---

(1) ......پ۳، البقرة:۲۸۲.

(2) ......پ۳، البقرة:۲۸۳.

(3) ......''صحیح مسلم''، کتاب الأقضیة، باب بیان خیر الشھود، الحدیث:۱۹۔(۱۷۱۹)، ص۹۴۶.

اُن کے دعوے پر چیز دلائی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں گے ولیکن مدعی [1] کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔ [2]

حدیث ۳: ابوداود نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ دو شخصوں نے میراث کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں دعویٰ کیا اور گواہ کسی کے پاس نہ تھے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے موافق اُس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے یہ سن کر دونوں نے عرض کی یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنا حق اپنے فریق کو دیتا ہوں فرمایا یوں نہیں بلکہ تم دونوں جا کر اُسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو۔ پھر قرعہ اندازی کر کے اپنا اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک دوسرے سے (اگر اس کے حصہ میں اُس کا حق پہنچ گیا ہو) معافی کرالے۔ [3]

حدیث ۴: شرح سنت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک نے اس بات پر گواہ کیئے کہ میرے گھر کا بچہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے موافق فیصلہ کیا جس کے قبضہ میں تھا۔ [4]

حدیث ۵: ابوداود نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانۂ اقدس میں دو شخصوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ پیش کیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم فرمادیا۔ [5]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حضرموت کا اور ایک قبیلۂ کندہ کا دونوں حاضر ہوئے حضرموت والے نے کہا یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس نے میری زمین زبردستی لے لی کندی نے کہا وہ زمین میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے اُس میں اس شخص کا کوئی حق نہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حضرموت والے سے فرمایا کیا تمھارے پاس گواہ ہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو اب اُس پر حلف دے سکتے ہو عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ شخص فاجر ہے اس کی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ کس چیز پر قسم کھاتا ہے ایسی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا ارشاد فرمایا

---

1 ...... دعویٰ کرنے والا۔

2 ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الدعوى والبينات، باب البينة على المدعى...إلخ، الحديث: ٢١٢٠١، ج١٠، ص٤٢٧.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب في قضاء القاضى اذا أخطأ، الحديث: ٣٥٨٣، ٣٥٨٤، ج٣، ص٤٢١.

4 ......"شرح السنة"، كتاب الإمارة والقضاء، باب المتداعيين اذا أقام كل واحد بينة، الحديث: ٢٤٩٨، ج٥، ص٣٤٣.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب الرجلين يدعيان شيئاً...إلخ، الحديث: ٣٦١٥، ج٣، ص٤٣٤.

اس کے سوا دوسری بات نہیں۔ جب وہ شخص قسم کے لیے آمادہ ہوا ارشاد فرمایا اگر یہ دوسرے کے مال پر قسم کھائے گا کہ بطور ظلم اُس کا مال کھا جائے تو خدا سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض[1] فرمانے والا ہے۔[2]

حدیث ۷: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ نہ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز اور نہ اُس مرد کی جس پر حد لگائی گئی اور نہ ایسی عورت کی اور نہ اُس کی جس کو اُس سے عداوت ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے اور نہ اُس کی جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو چکا ہو اور نہ اُس کے موافق جس کا یہ تابع ہے (یعنی اس کا کھانا پینا جس کے ساتھ ہو) اور نہ اُس کی جو وِلا یا قرابت میں متہم ہو۔[3]

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ (عزوجل) کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا''۔[4]

حدیث ۹: ابوداود و ابن ماجہ نے خریم بن فاتک اور امام احمد و ترمذی نے ایمن بن خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کردی گئی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ﴾[5]

''بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اللہ (عزوجل) کے لیے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو''۔[6]

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو اُن کے بعد ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ اُن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر'' یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہوں گے۔[7]

---

1 ......یعنی اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم... إلخ، الحدیث: ۲۲۳۔(۱۳۹)، ص ۸۴.

3 ......"جامع الترمذی"، کتاب الشهادات، باب ماجاء فیمن لا تجوز شهادته، الحدیث: ۲۳۰۵، ج۴، ص ۸۴.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الکبائر واکبرها، الحدیث: ۱۴۴۔(۸۸)، ص ۵۹.

5 ......پ۱۷، الحج: ۳۰، ۳۱.

6 ......"سنن أبي داوٗد"، کتاب القضاء، باب في شهادة الزور، الحدیث: ۳۵۹۹، ج۳، ص ۴۲۷.

و"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث خریم بن فاتك رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۱۸۹۲۴، ج۶، ص ۴۸۵.

7 ......"صحیح البخاري"، کتاب الشهادات، باب لایشهد علی شهادة جور... إلخ، الحدیث: ۲۶۵۲، ج۲، ص ۱۹۳.

حدیث ۱۱: ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالٰی اُس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔[1]

حدیث ۱۲: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مرد مسلم کا مال ہلاک ہوجائے یا کسی کا خون بہایا جائے اُس نے جہنم واجب کرلیا۔[2]

حدیث ۱۳: بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ (عزوجل) کی ناخوشی میں ہے جب تک اُس سے جدا نہ ہوجائے۔[3]

حدیث ۱۴: طبرانی ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کی وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔[4]

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔[5]

مسئلہ ۲: مدعی[6] کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحب حق[7] کا حق تلف[8] ہوجائے گا یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اُسے گواہی کے لیے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔[9] (درمختار)

---

[1] ......"سنن ابن ماجه"،ابواب الأحکام،باب شهادة الزور،الحديث:۲۳۷۳،ج۳،ص۱۲۳.

[2] ......"المعجم الكبير"،الحديث:۱۱۵۴۱،ج۱۱،ص۱۷۲۔۱۷۳.

[3] ......"السنن الكبرى"،للبيهقي، كتاب الوكالة،باب اثم من خاصم...إلخ،الحديث:۱۱۴۴۴،ج۶،ص۱۳۶.

[4] ......"المعجم الأوسط"،من اسمه علي،الحديث:۴۱۶۷،ج۳،ص۱۵۶.

[5] ......"تنوير الأبصار"، كتاب الشهادات،ج۸،ص۱۹۶.

[6] ......دعویٰ کرنے والا۔ [7] ......حق دار۔ [8] ......ضائع۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،ج۸،ص۱۹۶.

مسئلہ ۳: شہادت فرضِ کفایہ ہے بعض نے کرلیا تو باقی لوگوں سے ساقط اور دو ہی شخص ہوں تو فرض عین ہے۔ خواہ تحمل ہو یا ادا یعنی گواہ بنانے کے لیے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لیے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴: جس چیز کے گواہ ہوں اگر وہ موَجل ہے یعنی اُس کے لیے کوئی میعاد ہو تو لکھ لینا چاہیے ورنہ نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵: شہادت کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ شرائطِ تحمل و شرائطِ ادا۔

تحمل یعنی معاملہ کے گواہ بننے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) بوقتِ تحمل عاقل ہونا، (۲) انکھیارا ہونا[3]، (۳) جس چیز کا گواہ بنے اُس کا مشاہدہ کرنا۔

لہٰذا مجنوں یا لایعقل بچہ[4] یا اندھے کی گواہی درست نہیں۔ یوہیں جس چیز کا مشاہدہ نہ کیا ہو محض سنی سنائی بات کی گواہی دینا جائز نہیں۔ ہاں بعض امور کی شہادت بغیر دیکھے محض سننے کے ساتھ ہوسکتی ہے جن کا ذکر آئے گا۔ تحمل کے لیے بلوغ، حریت، اسلام، عدالت شرط نہیں یعنی اگر وقت تحمل[5] بچہ یا غلام یا کافر یا فاسق تھا مگر ادا کے وقت بچہ بالغ ہوگیا ہے غلام آزاد ہو چکا ہے کافر مسلمان ہو چکا ہے فاسق تائب ہو چکا ہے تو گواہی مقبول ہے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: شرائطِ ادا یہ ہیں۔ (۱) گواہ کا عاقل (۲) بالغ (۳) آزاد (۴) انکھیارا ہونا (۵) ناطق ہونا[7] (۶) محدود فی القذف نہ ہونا یعنی اُسے تہمت کی حد[8] نہ ماری گئی ہو (۷) گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا دفع ضرر مقصود نہ ہونا[9] (۸) جس چیز کی شہادت دیتا ہو اُس کو جانتا ہو اس وقت بھی اُسے یاد ہو (۹) گواہ کا فریق مقدمہ نہ ہونا (۱۰) جس کے خلاف شہادت دیتا ہے وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا (۱۱) حدود و قصاص میں گواہ کا مرد ہونا (۱۲) حقوق العباد میں جس چیز کی گواہی دیتا ہے اُس کا

---

[1] ......"البحر الرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی دیکھ سکتا ہو۔

[4] ......ناسمجھ بچہ۔

[5] ......یعنی جس وقت گواہ بن رہا تھا۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الاول فی بیان تعریفها...إلخ، ج ۳، ص ۴۵۰، وغیره.

[7] ......یعنی گفتگو کرسکتا ہو۔

[8] ......یعنی کسی کو زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی سزا۔

[9] ......یعنی گواہی اپنے نفع یا نقصان دور کرنے کے لیے نہ ہو۔

پہلے سے دعوٰے ہونا (۱۳) شہادت کا دعوے کے موافق ہونا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷: شہادت کا رکن یہ ہے کہ بوقت ادا گواہ یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا اور اب اس کی خبر دیتا ہوں۔ اگر گواہی میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میرے علم میں یہ ہے یا میرا گمان یہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار) آج کل انگریزی کچہریوں میں ان لفظوں سے گواہی دی جاتی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: شہادت کا حکم یہ ہے کہ گواہوں کا جب تزکیہ ہو جائے[3] اُس کے موافق حکم کرنا واجب ہے اور جب تمام شرائط پائے گئے اور قاضی نے گواہی کے موافق فیصلہ نہ کیا گنہگار ہوا اور مستحق عزل وتعزیر[4] ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹: ادائے شہادت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں: (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہوگی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔ (۲) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کرلے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کرے گا تو گواہی دینا واجب نہیں۔ (۳) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ اُن کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہو گی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگرچہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اُس نے نہ دی گنہگار رہے۔ (۴) دو عادل کی زبانی اس امر کا بطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مثلاً مدعی نے دَین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مدعی علیہ[6] دَین[7] ادا کر چکا ہے یا زوج نکاح کا مدعی ہے[8] اور گواہ کو معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے یا مشتری غلام خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو معلوم ہوا ہے کہ مشتری اُسے آزاد کر چکا ہے

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الاول فى بيان تعريفها...إلخ، ج٣، ص ٤٥٠-٤٥١.

و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص١٩٦.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص١٩٨.

[3] ......یعنی جب قاضی گواہوں کے متعلق یہ تحقیق کرلے کہ وہ عادل اور معتبر ہیں یا نہیں۔

[4] ......یعنی وہ قاضی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معزول کر کے تادیباً سزا دی جائے۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص١٩٨.

[6] ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔ [7] ......قرض۔ [8] ......شوہر نکاح کا دعوی کرتا ہے۔

یا قتل کا دعویٰ ہے اور معلوم ہے کہ ولی معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دَین و نکاح و بیع و قتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ نکاح کے دعوے میں گواہ سے دو عادل نے کہا کہ ہم نے خود معاینہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ یا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اُس چیز میں اُس طرح تصرف کرتا ہے جیسے مالک کیا کرتے ہیں اور دو عادل نے ان کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ چیز دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔ (۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔ (۶) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ مقر[1] نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے مثلاً مدعیٰ علیہ سے جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔ (۷) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آ سکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آ سکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اُسکے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اُسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہو اور مدعی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۰: آج کل انگریزی کچہریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہلِ معاملہ پر مخفی نہیں[3] وکیلِ مدعی[4] جھوٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعیٰ علیہ جھوٹا بنانے کی کوشش کرتے ہیں ایسی گواہی سے خدا بچائے۔

مسئلہ ۱۱: مدعی نے گواہوں کو کھانا کھلایا اگر اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا طیار تھا اور گواہ اس موقع پر پہنچ گیا اُسے بھی کھلا دیا تو گواہی مقبول ہے اور اگر خاص گواہوں کے لیے کھانا طیار ہوا ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مقبول ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۲: حقوق اللہ میں گواہی دینا بغیر طلب مدعی بھی واجب ہے بلکہ گواہی میں تاخیر کرنا بھی اس کے لیے جائز نہیں

---

[1] ......اقرار کرنے والا۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۷۔۹۸.

[3] ......پوشیدہ نہیں۔ [4] ......دعویٰ کرنے والے کا وکیل۔

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۸.

اگر بلا عذرِ شرعی تاخیر کرے گا فاسق ہوجائے گا اور اس کی گواہی مردود ہوگی مثلاً کسی نے اپنی عورت کو بائن طلاق دے دی ہے اسکی گواہی دینا ضروری ہے اور اگر مغلظہ طلاق کے بعد[1] وہ دونوں میاں بی بی کی طرح رہتے ہوں اور اسے معلوم ہے اور گواہی نہیں دی کچھ دنوں کے بعد گواہی دیتا ہے مردود الشہادۃ[2] ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص مرگیا اُس نے زوجہ اور دیگر وارث چھوڑے گواہوں نے گواہی دی کہ اُس نے صحت کی حالت میں ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں یا بائن طلاق دی ہے یہ گواہی مردود ہے جب کہ وہ عورت اُسی مرد کے ساتھ رہی ہو کہ ان لوگوں نے اب تک دیکھا اور خاموش رہے لہٰذا فاسق ہوگئے۔[4] (بحر الرائق)

مسئلہ ۱۴: ہلال رمضان و عید الفطر و عید اضحیٰ کی شہادت دینا بھی واجب ہے اور وقف کی گواہی بھی ضروری ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک ازالۂ منکر[6] و رفع فساد[7] اور دوسرا مسلم کی پردہ پوشی کرنا، گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص بیباک ہو[8] حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: چوری کی شہادت میں بہتر یہ کہنا ہے کہ اس نے اس شخص کا مال لے لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی کہ اُس طرح کہنے میں احیاءِ حق بھی ہوجاتا ہے[10] اور پردہ پوشی بھی۔[11] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۷: نصاب شہادت زنا میں چار مرد ہیں بقیہ حدود و قصاص کے لیے دو مرد ان دونوں چیزوں میں عورتوں کی

---

[1] ......یعنی تین طلاقوں کے بعد۔ [2] ......یعنی گواہی قابل قبول نہیں۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۱۹۹.

و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج ۷، ص ۹۷.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج ۷، ص ۹۷.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۱۹۹.

[6] ......گناہ، برائی کو مٹانا۔ [7] ......جھگڑا، فساد کو ختم کرنا۔

[8] ......بے خوف یعنی گناہ کرنے سے نہ گھبراتا ہو۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۲۰۰.

[10] ......یعنی حق بھی ثابت ہوجاتا ہے۔

[11] ......"الهداية"، کتاب الشهادات، ج ۲، ص ۱۱٦.

گواہی معتبر نہیں ہاں اگر کسی نے طلاق کو شراب پینے پر معلق کیا تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں نے دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا اگرچہ حد نہیں جاری ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کسی مرد کافر کے اسلام لانے کا ثبوت بھی دو مردوں کی شہادت سے ہوگا۔ اسی طرح مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت بھی دو مردوں کی گواہی سے ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ولادت[3] وبکارت[4] اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں ایک عورت حرہ مسلمہ[5] کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر اور بچہ زندہ پیدا ہوا، پیدا ہونے کے وقت رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ مگر حق وراثت میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے بالقصد اُدھر نظر کی تھی گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اُس طرف نظر چلی گئی تو گواہی مقبول ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: مکتب کے بچوں میں مار پیٹ جھگڑے ہو جائیں ان میں تنہا معلم کی گواہی مقبول ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ان کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلاً نکاح، طلاق، عتاق، وکالت کہ یہ مال نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: کسی معاملہ میں تنہا چار عورتیں گواہی دیں جن کے ساتھ مرد کوئی نہیں یہ گواہی نامعتبر ہے۔[10] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۲۰۰.

2 ...... المرجع السابق، ص ۲۰۱.

3 ...... بچہ جننا۔ 4 ...... عورت کا کنواری ہونا۔ 5 ...... مسلمان آزاد عورت۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۱.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۲.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الاول فی بیان تعریفها... إلخ، ج۳، ص ۴۷۰.

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۲.

10 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۴: گواہی کی ہرصورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں یعنی صیغۂ حال کہنا ضروری ہے اور جہاں یہ لفظ شرط نہ ہو مثلاً پانی کی طہارت اور رویت ہلالِ رمضان کہ یہ از قبیل شہادت نہیں بلکہ اخبار ہے۔ شہادت کے واجب القبول ہونے کے لیے عدالت شرط ہے۔ صحتِ قضا کے لیے عدالت شرط نہیں اگر غیر عادل کی شہادت قاضی نے قبول کرلی اور فیصلہ دے دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہے اگرچہ قاضی گنہگار ہوا اور اگر قاضی کے لیے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہ کرنا اور قاضی نے قبول کرلی تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: گواہی ایسے شخص پر دیتا ہو جو موجود ہے تو گواہ کو مدعی[2] و مدعیٰ علیہ[3] و مشہود بہ (وہ چیز جس کے متعلق شہادت دیتا ہے) کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جب کہ مشہود بہ عین ہو اور غائب یا میّت پر شہادت دیتا ہو تو اُس کا اور اُس کے باپ اور دادا کا نام لینا ضروری ہے اور اگر اُس کے باپ اور پیشہ کا نام لیا دادا کا نام نہ لیا یہ کافی نہیں ہاں اگر اس کی وجہ سے ایسا ممتاز ہوجائے کہ کسی قسم کا شبہہ باقی نہ رہے تو کافی ہے اور اگر وہ اتنا معروف ہے کہ فقط نام یا لقب ہی سے بالکل ممتاز ہوجائے تو یہی کافی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: قاضی کو اگر گواہوں کا عادل ہونا معلوم ہو تو ان کے حالات کی تحقیق کی کیا حاجت اور معلوم نہ ہو تو حدود و قصاص میں تحقیقات کرنا ہی ہے مدعیٰ علیہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اور ان کے غیر میں اگر مدعیٰ علیہ ان پر طعن کرتا ہو تو ضرور ہے ورنہ قاضی کو اختیار ہے۔ اور اس زمانہ میں مخفی طور پر گواہوں کے حالات دریافت کیے جائیں علانیہ دریافت کرنے میں بڑے فتنے ہیں۔[5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: جو چیز دیکھنے کی ہے اُسے آنکھ سے دیکھا اور جو چیز سننے کی ہے اُسے اپنے کان سے سنا مگر جس سے سُنا اُس کو بھی آنکھ سے دیکھا ہو تو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ پردہ کی آڑ سے دیکھا ہو کہ اس نے دیکھا اور اُس نے نہ دیکھا یہ ضرور نہیں کہ اُس نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمھیں گواہ بنایا مثلاً دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی اس نے دونوں کو دیکھا اور دونوں کے الفاظ سُنے یا بطور تعاطی[6] دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی جس کو خود اس نے دیکھا یہ بیع کا گواہ ہے یا مجلس نکاح میں یہ حاضر ہے الفاظ ایجاب و

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج۸، ص۲۰۲.

[2] ......دعویٰ کرنے والا۔

[3] ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج۸، ص۲۰۳.

[5] ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، ج۲، ص۱۱۸، وغیرہ.

[6] ......یعنی بغیر بولے صرف لین دین کے ذریعے خرید وفروخت کرنا۔

قبول اپنے کان سے سُنے اور دونوں کو بوقت سُننے کے دیکھ رہا ہے یہ نکاح کا گواہ ہے اگرچہ رسمی طور پر اس کو گواہی کے لیے نامزد نہ کیا ہو۔ یوہیں اگر اس کے سامنے مقر نے اقرار کیا یہ اقرار کا گواہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: جس کی بات اس نے سُنی وہ پردے میں ہے آواز سُنتا ہے مگر اُسے دیکھتا نہیں ہے اُس کے متعلق اس کی گواہی درست نہیں اگرچہ آواز سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فلاں کی آواز ہے ہاں اگر اسے واضح طور پر یہ معلوم ہے کہ اُس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے یوں کہ یہ خود پہلے مکان میں گیا تھا اور دیکھ آیا تھا کہ مکان میں اُس کے سوا کوئی نہیں ہے اور یہ دروازہ پر بیٹھا رہا کوئی دوسرا مکان کے اندر گیا نہیں اور مکان میں جانے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ایسی حالت میں جو کچھ اندر سے آواز آئی اور اس نے سُنی اُس کی شہادت دے سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ایک عورت نے کوئی بات کہی یہ اُس کو دیکھ رہا ہے مگر چہرہ نہیں دیکھا کہ پہچانتا اور دو شخصوں نے اس کے سامنے یہ شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے تو نام و نسب کے ساتھ یعنی فلانی عورت فلاں کی بیٹی نے یہ اقرار کیا یوں گواہی دینا جائز ہے اور اگر دیکھا نہیں فقط آواز سُنی اور دو شخصوں نے اس کے سامنے شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔ اور اگر چہرہ اس نے خود دیکھ لیا اور اُس نے خود اپنے مونھ سے کہہ دیا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں تو جب تک وہ زندہ ہے یہ گواہی دے سکتا ہے اور اُس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا اس صورت میں اس کی ضرورت نہیں کہ دو شخص اس کے سامنے گواہی دیں کہ یہ فلانی ہے اور اُس کے مرنے کے بعد یہ شہادت دینا جائز نہیں کہ فلانی عورت نے میرے سامنے اقرار کیا جب کہ یہ خود پہچانتا نہیں محض اُس کے کہنے سے جان لیا ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: ایک عورت کے متعلق نام و نسب کے ساتھ گواہی دی اور عورت کچہری میں حاضر ہے حاکم نے دریافت کیا کہ اُس عورت کو پہچانتے ہو گواہ نے کہا نہیں یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت جس کا نام و نسب یہ ہے اُس نے جو بات کہی تھی ہم اُس کے شاہد ہیں مگر یہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وہی ہے یا دوسری تو اُس نَـامُبُرْدَہ[4] پر شہادت صحیح ہے مگر مدعی کے ذمہ یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ عورت جو حاضر ہے وہی ہے۔[5] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۵.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۰٦.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص ٤٥٢.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰٦.

[4] ......جس کا نام لیا جاچکا ہے۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص ٤٥٣.

مسئلہ ۳۱: ایک شخص کے ذمہ کسی کا مطالبہ ہے وہ تنہائی میں اقرار کرلیتا ہے مگر جب لوگوں کے سامنے دریافت کرتا ہے تو انکار کردیتا ہے صاحبِ حق نے یہ حیلہ کیا کہ کچھ لوگوں کو مکان کے اندر چھپادیا اور اُس کو بلایا اور دریافت کیا اُس نے یہ سمجھ کر کہ یہاں کوئی نہیں ہے اقرار کرلیا جس کو اُن لوگوں نے سُنا اگر اُن لوگوں نے دروازہ کی جھری[1] یا سوراخ سے اُس شخص کو دیکھ لیا گواہی دینا درست ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مِلک کو جانتا ہے مگر مالک کو نہیں پہچانتا مثلاً ایک مکان ہے جس کو اس نے دیکھا ہے اور اُس کے حدود اربعہ کو پہچانتا ہے اور لوگوں سے اس نے سُنا ہے کہ یہ مکان فلاں بن فلاں کا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اس کو گواہی دینا جائز ہے اور گواہی مقبول ہے اور اگر مِلک و مالک دونوں کو نہیں پہچانتا مثلاً یہ سُنا ہے کہ فلاں بن فلاں کا فلاں گاؤں میں ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں نہ مکان کو دیکھا نہ مالک کو تصرف کرتے دیکھا اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں اور اگر مالک کو دیکھا ہے مگر مِلک کو نہیں دیکھا ہے مثلاً اس شخص کو خوب پہچانتا ہے اور لوگوں سے سُنتا ہے کہ فلاں جگہ اس کا ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مالک و مِلک دونوں کو دیکھا ہے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ اُس مِلک میں اُس قسم کا تصرف[4] کرتا ہے جس طرح مالک کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے اور گواہ کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ اسی کی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں دیکھی شخص اول کی مِلک کی شہادت دے سکتا ہے مگر قاضی کے سامنے اگر یہ بیان کردے گا کہ مجھے اُس کی مِلک ہونا اس طرح معلوم ہوا ہے کہ میں نے اُسے تصرف کرتے دیکھا ہے تو گواہی رد کردی جائے گی ہاں اگر دو عادل نے گواہ کو یہ خبر دی کہ یہ چیز شخصِ ثانی ہی کی ہے اس نے پہلے کے پاس امانت رکھی تھی تو اب پہلے کے لیے گواہی دینا جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: جو بات معروف و مشہور ہو جس میں سُن کر بھی گواہی دینا جائز ہوجاتا ہے مثلاً کسی کی موت، نکاح، نسب جب کہ دل میں یہ بات آتی ہے کہ جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اُس کے متعلق اگر دو عادل یہ کہہ دیں کہ ویسا نہیں ہے جو

---

[1] ......شگاف، چیر، درز۔

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۳.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۳-۴۵۴.

[4] ......عمل دخل۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۴.

تمھارے دل میں ہے اب گواہی دینا جائز نہیں ہاں اگر گواہ کو یقین ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں غلط ہے تو گواہی دے سکتا ہے اور اگر ایک عادل نے اس کے خلاف کی شہادت دی ہے تو گواہی دینا جائز ہے مگر جب دل میں یہ بات آئے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے تو ناجائز ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵: مدعی[2] نے ایک تحریر پیش کی کہ یہ مدعیٰ علیہ[3] کی تحریر ہے اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں، مدعیٰ علیہ سے ایک تحریر لکھوائی گئی دونوں تحریروں کو ملایا گیا بالکل مشابہ ہیں محض اتنی بات سے مدعیٰ علیہ کی تحریر قرار دے کر اُس پر مال لازم نہیں کیا جاسکتا جب تک گواہوں سے وہ تحریر اُس کی ثابت نہ ہو اور اگر مدعیٰ علیہ اپنی تحریر بتاتا ہے مگر مال سے انکار کرتا ہے اگر وہ تحریر باضابطہ ہے یعنی اُس طرح لکھی ہے جس طرح اقرار نامہ لکھا جاتا ہے تو مدعیٰ علیہ پر مال لازم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: دستاویز[5] پر اس کی گواہی لکھی ہوئی ہے اگر اس کے سامنے دستاویز پیش ہوئی پہچان لیا کہ یہ میرے دستخط ہیں اگر واقعہ اس کو یاد آ گیا اگرچہ اس سے پہلے یاد نہ تھا گواہی دینا جائز ہے۔ اور اگر اب بھی یاد نہیں آتا یا یہ یاد آتا ہے کہ میں نے اس کاغذ پر گواہی لکھی تھی مگر مال دیا گیا یہ یاد نہیں تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گواہی دینا جائز ہے۔ یہ پہچانتا ہے کہ دستخط میرے ہیں مگر معاملہ بالکل یاد نہیں اگر کاغذ اس کی حفاظت میں تھا جب تو امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گواہی دینا جائز ہے اور فتوے اس پر ہے کہ اگر اُسے یقین ہے کہ یہ دستخط میرے ہی ہیں تو چاہے کاغذ اس کے پاس ہو یا مدعی کے پاس ہو گواہی دینا جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: دستخط پہچانتا ہے کہ میرے ہی ہیں اور مقر[7] کا اقرار بھی یاد ہے اور مقرلہ[8] کو بھی پہچانتا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا وقت تھا اور کونسی جگہ تھی گواہی دینا حلال ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: گواہوں کے سامنے دستاویز لکھی گئی مگر پڑھ کر سُنائی نہیں گئی گواہوں سے کہا جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الشهادات،فصل فی الشاهدیشهد بعدمااخبربزوال الحق...إلخ، ج۲، ص۱۴۰.

[2] ......دعویٰ کرنے والا۔

[3] ......جس پر دعویٰ کیا جاتا ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۷.

[5] ......ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۶.

[7] ......اقرار کرنے والا۔

[8] ......جس کے لیے اقرار کیا۔

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۶.

کے گواہ ہو جاؤ ان لوگوں کو شہادت دینا جائز نہیں۔ گواہی دینا اُس وقت جائز ہے کہ اُنھیں پڑھ کر سُنا دے یا دوسرے نے دستاویز لکھی اور مقر نے خود پڑھ کر سُنائی اور یہ کہہ دیا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کے گواہ ہو جاؤ یا گواہوں کے سامنے خود مقر نے لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے اور مقر نے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اُس کے تم گواہ ہو جاؤ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مقر نے دستاویز لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے مگر مقر نے گواہوں سے یہ نہیں کہا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ اگر وہ اقرار نامہ رسم کے مطابق ہے اور گواہوں کے سامنے لکھا ہے اُن کو گواہی دینا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: جس چیز کی گواہی دی جاتی ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض اُس کا معاینہ گواہی دینے کے لیے کافی ہے جیسے بیع، اقرار، غصب، قتل کہ بائع و مشتری سے بیع کے الفاظ سُنے یا مقر سے اقرار سُنا یا غصب و قتل کرتے ہوئے دیکھا گواہی دینا دُرست ہے اس کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا ہو۔ اگر گواہ نہیں بنایا ہے تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ نہیں کہے گا کہ مجھے گواہ بنایا ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دینا درست نہیں جیسے کسی کو گواہی دیتے ہوئے دیکھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا یعنی یوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس نے یہ گواہی دی ہاں اگر اس نے اس کو گواہ بنایا تو گواہی دے سکتا ہے۔[3] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴۱: قاضی نے اس کے سامنے فیصلہ سُنایا یہ گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں قاضی نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: چند چیزیں وہ ہیں کہ محض شہرت اور سُننے کے بنا پر اُن کی شہادت دینا درست ہے اگرچہ اس نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو جب کہ ایسے لوگوں سے سُنا ہو جن پر اعتماد ہو۔

(۱) نکاح (۲) نسب (۳) موت (۴) قضا (۵) دخول۔

مثلاً ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس جاتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ اُس کی بی بی ہے یہ نکاح کی گواہی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة... إلخ، ج۳، ص۴۵٦.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج۲، ص۱۱۹، وغيره.

4 ......"الدر المختار"، كتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۸.

دے سکتا ہے۔ یا لوگوں سے سُنا ہے کہ یہ شخص فلاں کا بیٹا ہے شہادت دے سکتا ہے۔ یا ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کے معاملات فیصل کرتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ یہاں کا قاضی ہے۔ گواہی دے سکتا ہے کہ یہ قاضی ہے اگرچہ بادشاہ نے جب قاضی بنایا اس نے مشاہدہ نہیں کیا۔ یا ایک شخص کی نسبت لوگوں سے سُنا کہ مرگیا اُس کی موت کی شہادت دے سکتا ہے مگر ان صورتوں میں گواہ کو چاہیے کہ یہ ظاہر نہ کرے کہ میں نے ایسا سُنا ہے اگر سُنتا بیان کردے گا تو گواہی رد ہو جائے گی۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: مرد و عورت کو ایک گھر میں رہتے دیکھا اور یہ کہ وہ اس طرح رہتے ہیں جیسے میاں بی بی اس صورت میں نکاح کی گواہی دے سکتا ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۴: اگر کسی کے دفن میں یہ خود حاضر تھا یا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ معاینہ ہی کے حکم میں ہے اگرچہ نہ مرتے وقت حاضر تھا نہ میّت کا چہرہ کھول کر دیکھا۔ اگر اس امر کو قاضی کے سامنے بھی ظاہر کردے گا جب بھی گواہی مقبول ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵: کسی کے مرنے کی خبر آئی اور گھر والوں نے وہ چیزیں کیں جو اموات کے لیے کرتے ہیں مثلاً سوم۔ و ایصال ثواب[4] وغیرہ محض اتنی بات معلوم ہونے پر موت کی شہادت دینا درست نہیں جب تک معتبر آدمی یہ خبر نہ دے کہ وہ مرگیا اور اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: (۶) اصل وقف کی شہادت سُننے کی بنا پر جائز ہے شرائط کے متعلق سُن کر شہادت دینا نادرست ہے کیونکہ عام طور پر وقف ہی کی شہرت ہوا کرتی ہے اور یہ بات کہ اُس کی آمدنی اس نوعیت سے خرچ کی جائے گی اس کو خاص ہی جانتے ہیں۔[6] (ہدایہ)

کس کی گواہی مقبول ہے اور کس کی نہیں

مسئلہ ۱: گونگے اور اندھے کی گواہی مقبول نہیں چاہے وہ پہلے ہی سے اندھا تھا یا پہلے اندھا نہ تھا وہ شے دیکھی تھی جس

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج۲، ص۱۲۰.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۹.

[2] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج۲، ص۱۲۰.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......کسی فوت شدہ مسلمان کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا اور صدقہ و خیرات کرنا۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص ۴۵۹.

[6] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهدعلى ضربين، ج۲، ص۱۲۰.

کی گواہی دیتا ہے مگر گواہی دینے کے وقت اندھا ہے بلکہ اگر گواہی دینے کے وقت انکھیارا ہے[1] اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ اندھا ہو گیا اس گواہی پر فیصلہ نہیں ہو سکتا پہلے اندھا تھا گواہی رد ہو گئی پھر انکھیارا ہو گیا اور اسی معاملہ میں گواہی دی اب قبول ہو گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کافر کی گواہی مسلم کے خلاف قبول نہیں۔ مرتد کی گواہی اصلاً مقبول نہیں۔ ذمی کی گواہی ذمی پر قبول ہے اگرچہ دونوں کے مختلف دین ہوں مثلاً ایک یہودی ہے دوسرا نصرانی[3]۔ یوہیں ذمی کی شہادت مستامن پر درست ہے اور مستامن کی ذمی پر درست نہیں۔ ایک مستامن دوسرے مستامن پر گواہی دے سکتا ہے جب کہ دونوں ایک سلطنت کے رہنے والے ہوں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳: دو شخصوں میں دنیوی عداوت[5] ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول نہیں اور اگر دین کی بنا پر عداوت ہو تو قبول کی جاسکتی ہے جبکہ اُن کے مذہب میں مخالف مذہب کے مقابل جھوٹی گواہی دینا جائز نہ ہو اور وہ حد کفر کو بھی نہ پہنچا ہو۔[6] (درمختار) آج کل کے وہابی اولاً کفر کی حد کو پہنچ گئے ہیں دوم تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سنیّوں کے مقابل میں جھوٹ بولنے میں بالکل باک نہیں رکھتے[7] ان کی گواہی سنیّوں کے مقابل ہرگز قابل قبول نہیں۔

مسئلہ ۴: جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اُس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کرے گا تو گواہی قبول نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۵: جس کا کسی عذر کی وجہ سے ختنہ نہیں ہوا ہے یا اُس کے انثیین[9] نکال ڈالے گئے ہوں یا مقطوع الذکر ہو یا ولد الزنا ہو یا خنثیٰ[10] ہو اُس کی گواہی مقبول ہے۔[11] (درمختار)

---

1 ......آنکھوں والا، جو دیکھ سکتا ہو۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٣، ص٤٦٤.

3 ......عیسائی۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٦.

5 ......کسی دنیاوی معاملے کی وجہ سے دشمنی۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٤.

7 ......ڈر، خوف نہیں رکھتے۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٤.

9 ......فوطے، خصیے۔

10 ......ہیجڑا۔

11 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٦.

مسئلہ ۶: بھائی کی گواہی بھائی کے لیے بھتیجے کی چچا کے لیے یا چچا کی اولاد کے لیے یا بالعکس یا ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کے لیے یا بالعکس، ساس سسر، سالی، سالے، داماد کے لیے درست ہے۔ مابین مدعی و گواہ کے حرمت رضاعت یا مصاہرت ہو گواہی قبول ہے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: ملازمین سلطنت اگر ظلم پر اعانت نہ کرتے ہوں تو ان کی گواہی مقبول ہے۔ کسی امیر کبیر نے دعویٰ کیا اُس کے ملازمین اور رعایا کی گواہی اُس کے حق میں مقبول نہیں۔ یوہیں زمیندار کے حق میں اسامیوں[2] کی گواہی مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: غلام اور بچہ کی گواہی اور وہ لوگ جو دنیا کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں یعنی مجذوب یا مجذوب صفت ان کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ غلام نے یا کسی نے بچپن میں کسی معاملہ کو دیکھا تھا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دیتا ہے یا زمانۂ کفر میں مشاہدہ کیا تھا اسلام لانے کے بعد مسلم کے خلاف گواہی دیتا ہے مقبول ہے کہ مانع موجود نہ رہا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: جس پر حد قذف قائم کی گئی (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت نہیں دے سکا اس وجہ سے اُس پر حد ماری گئی) اُس کی گواہی کبھی مقبول نہیں اگرچہ تائب ہو چکا ہو ہاں کافر پر حد قذف قائم ہوئی پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے جس کا ثبوت ہو چکا ہے اُس کی گواہی مقبول نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: زوج و زوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول نہیں بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہے اور ابھی عدت میں ہے جب بھی ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہیں بلکہ گواہی دینے کے بعد نکاح ہوا اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے یہ گواہی بھی باطل ہوگئی اور ان میں ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول ہے۔ مگر شوہر نے عورت کے زنا کی شہادت دی تو یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٦.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٣، ص٤٧٠.

[2] ......کاشتکار، وہ لوگ جو کاشتکاری کے لیے زمیندار سے ٹھیکے پر زمین لیتے ہیں۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٧.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢٠.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢١.

[6] ......"الدرالمختار"، و"ردالمحتار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢٢.

مسئلہ ۱۱: فرع کی گواہی اصل کے لیے اور اصل کی فرع کے لیے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادادادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادادادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یہ نامقبول ہے۔ ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یا فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے۔ مگر میاں بی بی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے موافق گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ کے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اسکی دوصورتیں ہیں ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی اور وہ منکر ہے[3] اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دوصورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور بغیر حلالہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۵: دو شخص باہم شریک ہیں اُن میں ایک دوسرے کے حق میں اُس شے کے بارے میں شہادت دیتا ہے جو دونوں کی شرکت کی ہے یہ گواہی مقبول نہیں کہ خود اپنی ذات کے لیے یہ گواہی ہوگئی اور اگر وہ چیز شرکت کی نہ ہو تو گواہی مقبول ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: گاؤں کے زمینداروں نے یہ شہادت دی کہ یہ زمین اسی گاؤں کی ہے یہ شہادت مقبول نہیں کہ یہ شہادت

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۲.

[2] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷، ص۱۳۶.

[3] ......انکار کرتی ہے۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷ ص۱۳۷.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۳.

اپنی ذات کے لیے ہے یوہیں کوچۂ غیر نافذہ[1] کے رہنے والے ایک نے دوسرے کے حق میں ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے۔ یہ گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: محلّہ کے لوگوں نے مسجد محلّہ کے وقف کی شہادت دی کہ یہ چیز اس مسجد پر وقف ہے یا اہلِ شہر نے مسجد جامع کے اوقاف کی شہادت دی یا مسافروں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز مسافروں پر وقف ہے مثلاً مسافر خانہ یہ گواہیاں مقبول ہیں۔ علمائے مدرسہ نے مدرسہ کی جائداد موقوفہ[3] کی گواہی دی یا کسی ایسے شخص نے گواہی دی جس کا بچہ مدرسہ میں پڑھتا ہے یہ گواہی بھی مقبول ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: اہلِ مدرسہ نے آمدنی وقف کے متعلق کوئی ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹: کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے والے جن کی نہ کوئی تنخواہ ہے نہ مزدوری پاتے ہیں اپنے اُستاد کے پاس رہتے اور اُس کے یہاں کھاتے پیتے ہیں ان کی گواہی اُستاد کے حق میں مقبول نہیں۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: اجیر خاص جو ایک مخصوص شخص کا کام کرتا ہے کہ اُن اوقات میں دوسرے کا کام نہیں کرسکتا خواہ وہ نوکر ہو جو ہفتہ وار، ماہوار، ششماہی، برسی[7] پر تنخواہ پاتا یا روزانہ کا مزدور ہو کہ صبح سے شام تک کا مثلاً مزدور ہے دوسرے دن مستاجر[8] نے بلایا تو کام کرے گا ورنہ نہیں ان سب کی گواہی مستاجر کے حق میں مقبول نہیں اور اجیر مشترک جسے اجیر عام بھی کہتے ہیں جیسے درزی، دھوبی کہ یہ سبھی کے کپڑے سیتے اور دھوتے ہیں کسی کے نوکر نہیں کام کریں گے تو مزدوری پائیں گے ورنہ نہیں ان کی گواہی مقبول ہے۔[9] (ہدایہ، بحر)

---

[1] ......ایسی گلی جو کچھ فاصلہ کے بعد بند ہو یعنی عام راستہ نہ ہو۔

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۳.

[3] ......وہ جائیداد جو راہ خدا عزوجل میں وقف کی گئی ہو۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷ص۱۴۱.

[5] ......المرجع السابق، ص۱۴۰.

[6] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۲.

[7] ......سالانہ۔ [8] ......ٹھیکیدار، مزدوری دے کر کام کروانے والا۔

[9] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۲.

و"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷، ص۱۳۹.

مسئلہ ۲۱: مخنث[1] جس کے اعضا میں لچک اور کلام میں نرمی ہو کہ یہ خلقی چیز ہے اس کی شہادت مقبول ہے اور جو برے افعال کراتا ہو اُس کی گواہی مردود۔ یوہیں گویّا اور گانے والی عورت ان کی گواہی مقبول نہیں اور نوحہ کرنے والی[2] جس کا پیشہ ہو کہ دوسرے کے مصائب میں جا کر نوحہ کرتی ہو اسکی گواہی مقبول نہیں اور اگر اپنی مصیبت پر بے اختیار ہو کر صبر نہ کرسکی اور نوحہ کیا تو گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو شخص اٹکل پچو[4] باتیں اُڑاتا ہو یا کثرت سے قسم کھاتا ہو یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو یا جانور کو بکثرت گالی دیتا ہو جیسا یکہ[5] تانگہ گاڑی[6] والے اور ہل جوتنے والے کہ خوامخواہ جانوروں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں ان کی گواہی مقبول نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: جو شاعر ہجو کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں اور مرد صالح نے ایسا شعر پڑھا جس میں فحش[8] ہے تو اس کی گواہی مردود نہیں۔ یوہیں جس نے جاہلیت کے اشعار سیکھے اگر یہ سیکھنا عربیت کے لیے ہو تو گواہی مردود نہیں۔ اگرچہ ان اشعار میں فحش ہو۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: جس کا پیشہ کفن اور مردہ کی خوشبو بیچنے کا ہو کہ وہ اس انتظار میں رہتا ہو کہ کوئی مرے اور کفن فروخت ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔[10] (درمختار) یہاں ہندوستان میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو یہ کام کرتے ہوں عام طور پر بزاز[11] کے یہاں سے کفن لیا جاتا ہے اور پنساریوں[12] کے یہاں سے لوبان[13] وغیرہ لیتے ہیں۔ ہاں شہروں میں تکیہ دار فقیر[14] جو گورکن[15] ہوتے ہیں یا گورکنی[16] نہ بھی کرتے ہوں تو چادر وغیرہ لینا اُن کا کام ہے اور اُسی پر اُن کی گزر اوقات ہے اُن کی

---

1 ...... ہیجڑا۔
2 ...... میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونے والی۔
3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۵.
4 ...... اوٹ پٹانگ۔
5 ...... ایک قسم کی گاڑی جس میں صرف ایک ہی گھوڑا جوتا جاتا ہے۔
6 ...... وہ گھوڑا گاڑی جس میں آگے پیچھے چھ سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔
7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۶.
8 ...... بیہودہ بات۔
9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، الفصل الثاني، ج۳، ص۴۶۸.
10 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۷.
11 ...... کپڑا بیچنے والا۔
12 ...... پنساری کی جمع، دیسی دوائیاں، جڑی بوٹی بیچنے والا۔
13 ...... ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔
14 ...... قبرستان میں رہنے والا فقیر۔
15 ...... قبر کھودنے والا۔
16 ...... قبر کھودنے کا کام۔

نسبت بارہا ایسا سنا گیا ہے یہاں تک کہ وبا کے زمانہ میں یہ لوگ کہتے ہیں آج کل خوب سہا لگ ہے۔[1] لوگوں کے مرنے پر یہ لوگ خوش ہوتے ہیں ایسے لوگ قابلِ قبول شہادت نہیں۔

مسئلہ ۲۵: جس کا پیشہ دلالی ہو کہ وہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے اسکی گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار) وکالت و مختاری کا پیشہ کرنے والوں کی نسبت عموماً یہ بات مشہور ہے کہ جان بوجھ کر جھوٹ کو سچ کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶: خمر یعنی انگوری شراب ایک مرتبہ پینے سے بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے[3] اور اس کے علاوہ دوسری شراب پینے کا عادی ہو اور لہو کے طور پر پیتا ہو تو اُس کی شہادت بھی مردود ہے۔ اور اگر علاج کے طور پر کسی نے ایسا کیا اگرچہ یہ بھی ناجائز ہے مگر اختلاف کی وجہ سے فسق سے بچ جائے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: جانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی[5]، کبوتر بازی[6]، بٹیر بازی[7] کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا[8] لڑانے والے، بھینسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کہ ان کی بھی گواہی مقبول نہیں ہاں اگر محض دل بہلنے کے لیے کسی نے کبوتر پال لیا ہے بازی نہیں کرتا یعنی اُڑاتا نہ ہو تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لینا ہے۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: جو شخص کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ جو مجلس فجور میں بیٹھتا ہے اگرچہ وہ خود اس حرام کا مرتکب نہیں ہے اُس کی گواہی بھی مقبول نہیں ہے۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ......خوشی کے دن ہیں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۸.

[3] ......یعنی اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۸.

[5] ......مرغ لڑانا۔ [6] ......کبوتر پالنے اور اڑانے کا مشغلہ۔ [7] ......بٹیر پالنا اور لڑانا۔ [8] ......دنبہ، بھیڑ کا نر۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۹، وغیره.

[10] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته و من لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴۶۶.

مسئلہ۲۹: حمام میں برہنہ غسل کرنے والا، سود خوار اور جواری اور چوسر[1]، پچیسی[2] کھیلنے والا اگرچہ اس کے ساتھ جوا شامل نہ ہو یا شطرنج[3] کے ساتھ جوا کھیلنے والا یا اس کھیل میں نماز فوت کردینے والا یا شطرنج راستہ پر کھیلنے والا ان سب کی گواہی مقبول نہیں۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۳۰: جو عبادتیں وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہوجاتی ہیں جیسے نماز روزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے مؤخر کرے فاسق مردود الشہادۃ ہے اور جن کے لیے وقت معین نہیں جیسے زکوۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۳۱: بلاعذر جمعہ ترک کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کاہلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔[6] (عالمگیری) یہ عذر اُس وقت مسموع ہوگا[7] کہ ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا ہو یا کئی جگہ جمعہ ہوتا ہے مگر سب امام اسی قسم کے ہوں۔

مسئلہ۳۲: محض کاہلی اور سستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لیے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا امام گمراہ بدعتی ہے اس وجہ سے اُس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ۳۳: فاسق نے توبہ کرلی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اُس پر ظاہر ہوجائیں اُس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لیے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔[9] (عالمگیری)

......ایک قسم کا کھیل۔ ......ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے۔

......ایک قسم کا کھیل جو ۶۴ چکور خانوں کی بساط پر دو رنگ کے ۳۲ مہروں سے کھیلا جاتا ہے۔

......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص ۲۳۰.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانى، ج۳، ص ٤٦٦.

......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانى، ج۳، ص ٤٦٦.

......المرجع السابق.

......قبول ہوگا۔

......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانى، ج۳، ص ٤٦٦.

......المرجع السابق، ص ٤٦٨.

مسئلہ ۳۴: جو شخص بزرگانِ دین، پیشوایانِ اسلام مثلاً صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برے الفاظ سے علانیہ یاد کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں۔ اُنھیں بزرگانِ دین سلف صالحین میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں مثلاً روافض [1] کہ صحابہَ کرام کی شان میں دشنام بکتے ہیں [2] اور غیر مقلدین [3] کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم کی شان میں سب وشتم [4] وبیہودہ گوئی کرتے ہیں۔ [5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: جو شخص حقیر وذلیل افعال کرتا ہو اُس کی شہادت مقبول نہیں جیسے راستہ پر پیشاب کرنا۔ راستہ پر کوئی چیز کھانا۔ بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا۔ صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر بغیر کرتہ پہنے یا بغیر چادر اوڑھے گزرگاہ عام پر چلنا۔ لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کر کے بیٹھنا۔ ننگے سر ہو جانا جہاں اس کو خفیف وبے ادبی وقلت حیا تصور کیا جاتا ہو۔ [6] (عالمگیری، ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۳۶: دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے فلاں شخص کو وصی مقرر کیا ہے اگر یہ شخص مدعی [7] ہو تو گواہی مقبول ہے۔ اور منکر ہو تو مقبول نہیں کیوں کہ قبول وصیت پر قاضی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا۔ اسی طرح میت کے دائن [8] یا مدیون [9] یا موصیٰ لہ [10] نے گواہی دی کہ میت نے فلاں شخص کو وصی بنایا ہے تو ان کی گواہیاں بھی مقبول ہیں۔ [11] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارا باپ پردیس چلا گیا ہے اُس نے فلاں شخص کو اپنا قرضہ اور دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں وہ شخص ثالث وکالت کا مدعی ہو یا منکر دونوں کا ایک حکم ہے۔ اور اگر ان کا باپ

---

[1] ......رافضی کی جمع، تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، ج۱، ص۲۰۵۔
[2] ......بیہودہ بکتے ہیں۔
[3] ......تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، ج۱، ص۲۳۵۔
[4] ......گالی گلوچ، لعن طعن۔
[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦۸، وغيره.
[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦۸.
و"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۳.
و"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٦، ۴۸۵، ۴۸٦.
[7] ......دعوی کرنے والا۔
[8] ......جس نے میت کو قرض دیا ہے۔
[9] ......مقروض۔
[10] ......میت نے جس کے لیے وصیت کی ہے۔
[11] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۴.

یہیں موجود ہو تو دعویٰ ہی مسموع نہیں شہادت کس بات کی ہوگی۔ وکیل کے بیٹے پوتے یا باپ دادا نے وکالت کی گواہی دی نامقبول ہے۔[1] (ہدایہ، فتح، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: دو شخص کسی امانت کے امین ہیں اُنھوں نے گواہی دی کہ یہ امانت اُس کی مِلک ہے جس نے ان کے پاس رکھی ہے گواہی مقبول ہے اور اگر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص جو اس چیز کا دعویٰ کرتا ہے اس نے خود اقرار کیا ہے کہ امانت رکھنے والے کی مِلک ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر جب کہ ان دونوں نے امانت اُس شخص کو واپس دے دی ہو جس نے رکھی تھی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۹: دو مرتہن یہ گواہی دیتے ہیں کہ مرہون شے[3] اُس کی مِلک ہے جو دعویٰ کرتا ہے گواہی مقبول ہے اور اُس چیز کے ہلاک ہونے کے بعد یہ گواہی دیں تو نامقبول ہے مگر ان دونوں کے ذمہ اُس چیز کا تاوان لازم ہوگیا یعنی مدعی[4] کو اُس کی قیمت ادا کریں کہ ان دونوں نے غصب کا خود اقرار کرلیا اور اگر مرتہن یہ گواہی دیں کہ خود مدعی نے مِلک راہن[5] کا اقرار کیا تھا تو مقبول نہیں اگرچہ مرہون ہلاک ہوچکا ہو۔ ہاں اگر راہن کو واپس کرنے کے بعد یہ گواہی دیں تو مقبول ہے۔ ایک شخص نے مرتہن پر دعویٰ کیا کہ مرہون چیز میری ہے اور مرتہن منکر ہے اور راہن نے گواہی دی تو قبول نہیں مگر راہن پر تاوان لازم ہے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۰: غاصب نے[7] شہادت دی کہ مغصوب چیز[8] مدعی کی ہے مقبول نہیں مگر جب کہ جس سے غصب کی تھی اُس کو واپس دینے کے بعد گواہی دی تو قبول ہے اور اگر غاصب کے ہاتھ میں چیز ہلاک ہوگئی پھر مدعی کے حق میں شہادت دی تو مقبول نہیں۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۱: مستقرض (قرض لینے والے) نے گواہی دی کہ چیز مدعی کی ہے تو گواہی مقبول نہیں چیز واپس کرچکا ہو یا

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.
و"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل شهادته، ج٦، ص٤٩٤، ٤٩٥.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٢.

[2] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل شهادته، ج٦، ص٤٩٤، ٤٩٥.

[3] ......گروی رکھی گئی چیز۔ [4] ......دعویٰ کرنے والا۔ [5] ......گروی رکھنے والے کی ملکیت۔

[6] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.

[7] ......ناجائز قبضہ کرنے والے نے۔ [8] ......وہ چیز جس پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو۔

[9] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.

نہیں۔ بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی اور قبضہ کر چکا مشتری گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے مقبول نہیں۔ اور اگر قاضی نے اس بیع کو توڑ دیا یا خود بائع و مشتری نے اپنی رضامندی سے توڑ دیا اور چیز ابھی مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے مدعی کے حق میں گواہی دی مقبول نہیں۔ اور اگر مبیع بائع کو واپس کر دینے کے بعد مدعی کے حق میں گواہی دیتا ہے قبول ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۲: مشتری نے جو چیز خریدی ہے اُس کے متعلق گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے اگرچہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہو یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی[2] واپس ہو چکی ہو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں بائع نے بیع کے بعد یہ گواہی دی کہ مبیع مِلک مدعی ہے یہ مقبول نہیں۔ اگر بیع کو اس طرح پر رد کیا گیا ہو جو فسخ[3] قرار پائے تو گواہی مقبول ہے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۴۳: مدیون کی یہ گواہی کہ دَین جو اس پر تھا وہ اس مدعی کا ہے مقبول نہیں اگرچہ دَین ادا کر چکا ہو۔ مستاجر[5] نے گواہی دی کہ مکان جو میرے کرایہ میں ہے مدعی کی مِلک ہے اور مدعی یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے یہ مکان مدعی علیہ نے اسے کرایہ پر دیا تھا یہ گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ بغیر میرے حکم کے دیا گیا تو مقبول ہے اور جو شخص بغیر کرایہ مکان میں رہتا ہے اُس کی گواہی مدعی کے موافق و مخالف دونوں مقبول۔[6] (فتح)

مسئلہ ۴۴: ایک شخص کو وکیل بالخصومۃ کیا[7] اُس نے قاضی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس مقدمہ پیش کیا پھر موکل نے وکیل کو معزول کر کے قاضی کے پاس پیش کیا۔ وکیل نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس وکیل نے مقدمہ پیش کر دیا اس کے بعد وکیل کو معزول کیا تو گواہی مقبول نہیں۔[8] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۵: وصی کو قاضی نے معزول کر کے دوسرا وصی اُس کے قائم مقام مقرر کیا یا ورثہ بالغ ہو گئے اب وہ وصی یہ گواہی دیتا ہے کہ میت کا فلاں شخص پر دَین ہے یہ گواہی نامقبول اور معزولی سے قبل کی گواہی تو بدرجۂ اولیٰ نامقبول ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص کسی معاملہ میں خصم[10] ہو چکا اُس معاملہ میں اُسکی گواہی مقبول نہیں اور جو ابھی تک خصم نہیں ہوا

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادته و من لا تقبل، ج۶، ص۴۹۴.

[2] ......قاضی کے فیصلہ کے بغیر۔

[3] ......ختم کرنا۔

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادته و من لا تقبل، ج۶، ص۴۹۴.

[5] ......کرائے پر لینے والا، کرایہ دار۔

[6] ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادته و من لا تقبل، ج۶، ص۴۹۴.

[7] ......مقدمے کا وکیل بنایا۔

[8] ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادته و من لا تقبل، ج۶، ص۴۹۴.

[9] ......"الدر المختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳۲.

[10] ......مدمقابل، حریف۔

ہے مگر قریب ہونے کے ہے اُس کی گواہی مقبول ہے پہلے کی مثال وصی ہے دوسرے کی مثال وکیل بالخصومۃ ہے جس نے قاضی کے یہاں دعویٰ نہیں کیا اور معزول ہوگیا۔[1] (تبیین)

مسئلہ ۴۷: وکیل بالخصومۃ نے قاضی کے یہاں ایک ہزار روپے کا دعویٰ کیا اس کے بعد موکل نے اُسے معزول کردیا اس کے بعد وکیل نے موکل کے لیے یہ گواہی دی کہ اس کی فلاں شخص کے ذمہ سو اشرفیاں ہیں یہ گواہی مقبول ہے کہ یہ دوسرا دعویٰ ہے جس میں یہ شخص وکیل نہ تھا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: دو شخصوں نے میت کے ذمہ دَین کا دعویٰ کیا ان کی گواہی دو شخصوں نے دی پھر ان دونوں گواہوں نے اُسی میت پر اپنے دَین کا دعویٰ کیا اور ان مدعیوں نے ان کے موافق شہادت دی سب کی گواہیاں مقبول ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے فلاں اور فلاں کے لیے ایک ہزار کی وصیت کی ہے اور ان دونوں نے بھی اُن گواہوں کے لیے یہی شہادت دی کہ میت نے اُن کے لیے ہزار کی وصیت کی ہے تو ان میں کسی کی گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر عین کی وصیت کا دعویٰ ہو اور گواہوں نے شہادت دی کہ میت نے اس چیز کی وصیت فلاں وفلاں کے لیے کی ہے اور ان دونوں نے گواہوں کے لیے ایک دوسری معین چیز کی وصیت کرنے کی شہادت دی تو سب گواہیاں مقبول ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: میت نے دو شخصوں کو وصی کیا ان دونوں نے ایک وارث بالغ کے حق میں شہادت ایک اجنبی کے مقابل میں دی اور جس مال کے متعلق شہادت دی وہ میت کا ترکہ[5] نہیں ہے یہ گواہی مقبول ہے اور اگر میت کا ترکہ ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر نابالغ وارث کے حق میں شہادت ہو تو مطلقاً مقبول نہیں میت کا ترکہ ہو یا نہ ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: جَرح مُجَرَّد (یعنی جس سے محض گواہ کا فسق بیان کرنا مقصود ہو، حق اللہ یا حق العبد کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو) اس پر گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً اس کی گواہی کہ یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی یا سود خوار یا شرابی ہیں یا انھوں نے خود اقرار کیا ہے کہ جھوٹی گواہی دی ہے یا شہادت سے رجوع کرنے کا انھوں نے اقرار کیا ہے یا اقرار کیا ہے کہ اجرت لے کر یہ گواہی دی ہے یا یہ اقرار کیا

[1] ……"تبيين الحقائق"، كتاب الديات، باب القسامة، ج۷، ص۳٦٠.

[2] ……"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳۲.

[3] ……المرجع السابق، ص۲۳٤.

[4] ……"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳٤.

[5] ……وہ مال واسباب جو میت چھوڑ جائے۔

[6] ……"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳۵.

ہے کہ مدعی کا یہ دعویٰ غلط ہے یا یہ کہ اس واقعہ کے ہم لوگ شاہد نہ تھے ان امور پر شہادت کو نہ قاضی سُنے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم دے گا۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۵۲: مدعیٰ علیہ[2] نے گواہوں سے ثابت کیا کہ گواہوں نے اجرت لے کر گواہی دی ہے مدعی[3] نے ہمارے سامنے اجرت دی ہے یہ گواہی بھی مقبول نہیں کہ یہ بھی جرح مجرد ہے اور مدعی کا اجرت دینا اگرچہ امر زائد ہے مگر مدعی کا اس کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ اس پر شہادت لی جائے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۳: جرح مُجرّد پر گواہی مقبول نہ ہونا اُس صورت میں ہے جب دربار قاضی میں یہ شہادت گزرے اور مخفی طور پر مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے اُن کا فاسق ہونا بیان کیا اور طلب کرنے پر اُس نے گواہ پیش کردیے تو یہ شہادت مقبول ہوگی یعنی گواہوں کی گواہی رد کردے گا اگرچہ اُن کی عدالت ثابت ہو کہ جرح تعدیل[5] پر مقدم ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۵۴: فسق کے علاوہ اگر گواہوں پر اور کسی قسم کا طعن کیا اور اس کی شہادت پیش کردی مثلاً گواہ مدعی کا شریک ہے یا مدعی کا بیٹا یا باپ ہے یا احد الزوجین[7] ہے یا اُس کا مملوک[8] ہے یا حقیر و ذلیل افعال کرتا ہے اس قسم کی شہادت مقبول ہے۔[9] (بحر)

مسئلہ ۵۵: جس شخص کے فسق سے عام طور پر لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے مثلاً لوگوں کو گالیاں دیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا ہے اس کے متعلق گواہی دینا جائز ہے تاکہ حکومت کی طرف سے ایسے شریر سے نجات کی کوئی صورت تجویز ہو اور حقیقۃً یہ شہادت نہیں ہے۔[10] (بحر)

مسئلہ ۵۶: جرح اگر مجرد نہ ہو بلکہ اُس کے ساتھ کسی حق کا تعلق ہو اس پر شہادت ہوسکتی ہے مثلاً مدعیٰ علیہ نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کو کچھ روپے اس لیے دیے تھے کہ اس جھوٹے مقدمہ میں شہادت نہ دیں اور انھوں نے گواہی دے دی لہٰذا

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٦، ص٤٩٥.
و"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٢، ص١٢٥.

[2] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔

[3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٧، ص١٦٦.

[5] ......یعنی گواہوں کا عادل ہونا، قابلِ شہادت ہونا۔

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٧، ص١٦٩.

[7] ......یعنی میاں بیوی میں سے کوئی ایک۔

[8] ......غلام۔

[9] ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٧، ص١٧٠.

[10] ......المرجع السابق.

میرے روپے واپس ملنے چاہیے یا یہ دعویٰ کیا کہ مدعی کے پاس میرا مال تھا اُس نے وہ مال گواہوں کو اس لیے دے دیا کہ وہ میرے خلاف مدعی کے حق میں گواہی دیں میرا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے یا کسی اجنبی نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں کو میں نے اتنے روپے دیے تھے کہ فلاں کے خلاف گواہی نہ دیں میرے روپے واپس دلائے جائیں اور یہ بات مدعیٰ علیہ نے گواہوں سے ثابت کردی یا انھوں نے خود اقرار کرلیا یا قسم سے انکار کیا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے گا اور اسی ضمن میں ان کے فسق کا بھی حکم ہوگا۔اور جو گواہی یہ دے چکے ہیں رد ہو جائے گی۔اور اگر مدعیٰ علیہ نے محض اتنی بات کہی کہ میں نے ان کو اس لیے روپے دیے تھے کہ گواہی نہ دیں اور مال کا مطالبہ نہیں کرتا تو اس پر شہادت نہیں لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد ہے۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر، بحر)

مسئلہ ۵۷: مدعی نے اقرار کیا ہے کہ گواہوں کو اس نے اجرت دی ہے یا اقرار کیا ہے کہ وہ فاسق ہیں، یا اقرار کیا ہے کہ اُنھوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اس پر شہادت ہوسکتی ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۵۸: گواہوں پر یہ دعویٰ کہ انھوں نے چوری کی ہے یا شراب پی ہے یا زنا کیا ہے اس پر شہادت لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد نہیں اس کے ساتھ حق اللہ کا تعلق ہے یعنی اگر ثبوت ہوگا تو حد قائم ہوگی اور اسی کے ساتھ وہ گواہی جو دے چکے ہیں رد کردی جائے گی۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۹: گواہ نے گواہی دی اور ابھی وہیں قاضی کے پاس موجود ہے باہر نہیں گیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہی میں مجھ سے کچھ غلطی ہوگئی اس کہنے سے اُس کی گواہی باطل نہ ہوگی بلکہ اگر وہ عادل ہے تو گواہی مقبول ہے غلطی اگر اس قسم کی ہے جس سے شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا یعنی جس چیز کے متعلق شہادت ہے اُس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوتی مثلاً یہ لفظ بھول گیا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں تو باہر سے آکر بھی یہ کہہ سکتا ہے اس کی وجہ سے متہم نہیں کیا جاسکتا اور وہ غلطی جس سے فرق پیدا ہوتا ہے اُس کی دو صورتیں ہیں جو کچھ پہلے کہا تھا اُس سے اب زائد بتاتا ہے یا کم کہتا ہے مثلاً پہلے بیان میں ایک ہزار کہا تھا اب ڈیڑھ ہزار کہتا ہے یا پانسو اگر کمی بتاتا ہے یعنی جتنا پہلے کہا تھا اب اُس سے کم کہتا ہے یعنی مدعی کے مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہیں اس صورت میں حکم یہ ہے کہ کم کرنے کے بعد جو کچھ بچے اُس کا فیصلہ ہوگا اور زیادہ بتاتا ہو یعنی کہتا ہے بجائے ڈیڑھ ہزار کے میری زبان سے ہزار نکل

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لاتقبل،ج٦،ص٤٩٥.
و"الهداية"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج٢،ص١٢٥.
و"البحرالرائق"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لاتقبل،ج٧،ص١٧١.

[2] ......"الهداية"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج٢،ص١٢٥.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،باب القبول وعدمه،ج٨،ص٢٣٧.

[3] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لاتقبل،ج٦،ص٤٩٦.

گیا اس کی دو صورتیں ہیں۔ مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے یا ہزار کا اگر مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے تو یہ زیادت مقبول ہے ورنہ نہیں۔[1] (فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: حدود یا نسب میں غلطی کی مثلاً شرقی حد کی جگہ غربی بول گیا یا محمد بن عمر بن علی کی جگہ محمد بن علی بن عمر کہہ دیا اور اُسی مجلس میں اس غلطی کی تصحیح کردی تو گواہی معتبر ہوجائے گی۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۶۱: شہادت قاصرہ جس میں بعض ضروری باتیں ذکر کرنے سے رہ گئیں اس کی تکمیل دوسرے نے کردی یہ گواہی معتبر ہے مثلاً ایک مکان کے متعلق گواہی گزری کہ یہ مدعی کی مِلک ہے مگر گواہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ مکان اس وقت مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے مدعی نے دوسرے گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قبضہ ثابت کردیا گواہی معتبر ہوگئی۔ یا گواہوں نے ایک محدود شے میں مِلک کی شہادت دی اور حدود ذکر نہیں کیے، دوسرے گواہوں سے حدود ثابت کیے گواہی معتبر ہوگئی۔ یا ایک شخص کے مقابل میں نام و نسب کے ساتھ شہادت دی اور مدعیٰ علیہ کو پہچانا نہیں دوسرے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ جس کا یہ نام و نسب ہے وہ یہ شخص ہے گواہی معتبر ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: ایک گواہ نے گواہی دی باقی گواہ یوں گواہی دیتے ہیں کہ جو اُس کی گواہی ہے وہی ہماری شہادت ہے یہ مقبول نہیں بلکہ اُن کو بھی وہ باتیں کہنی ہوں گی جن کی گواہی دینا چاہتے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶۳: نفی کی گواہی نہیں ہوتی یعنی مثلاً یہ گواہی دی کہ اس نے بیع نہیں کی ہے یا اقرار نہیں کیا ہے ایسی چیزوں کو گواہوں سے نہیں ثابت کرسکتے۔ نفی صورۃً ہو یا معنیً دونوں کا ایک حکم ہے مثلاً وہ نہیں تھا یا غائب تھا کہ دونوں کا حاصل ایک ہے۔ گواہ کو یقینی طور پر نفی کا علم ہو یا نہ ہو بہرحال گواہی نہیں دے سکتا مثلاً گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز بیع کی ہے اب یہ گواہی نہیں دی جاسکتی کہ زید تو وہاں تھا ہی نہیں ہاں اگر نفی متواتر ہو سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ اُس جگہ یا اُس وقت موجود نہ تھا تو نفی کی گواہی صحیح ہے کہ دعویٰ ہی مسموع نہ ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٦، ص٤٩٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٧.

[2] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٤٤.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٤٤.

مسئلہ ۶۴: شہادت کا جب ایک جز باطل ہوگیا تو کل شہادت باطل ہوگئی یہ نہیں کہ ایک جز صحیح ہو اور ایک جز باطل مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ایک جز صحیح اور ایک جز باطل مثلاً ایک غلام مشترک ہے اُس کا مالک ایک مسلم اور ایک نصرانی ہے، دو نصرانیوں نے شہادت دی کہ ان دونوں نے غلام کو آزاد کردیا نصرانی کے خلاف میں گواہی صحیح ہے یعنی اس کا حصہ آزاد اور مسلمان کا حصہ آزاد نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

شہادت میں اختلاف کا بیان

اختلاف شہادت کے مسائل کی بنا چند اصول پر ہے:

(۱) حقوق العباد میں شہادت کے لیے دعویٰ ضروری ہے یعنی جس بات پر گواہی گزری مدعی[2] نے اُس کا دعویٰ نہیں کیا ہے یہ گواہی معتبر نہیں کہ حق العبد کا فیصلہ[3] بغیر مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور یہاں مطالبہ نہیں اور حقوق اللہ میں دعوے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص کے ذمہ اس کا اثبات ہے گویا دعویٰ موجود ہے۔

(۲) گواہوں نے اُس سے زیادہ بیان کیا جتنا مدعی دعویٰ کرتا ہے تو گواہی باطل ہے اور کم بیان کیا تو مقبول ہے اور اُتنے ہی کا فیصلہ ہوگا جتنا گواہوں نے بیان کیا۔

(۳) مِلک مطلق مِلک مقید سے زیادہ ہے کہ وہ اصل سے ثابت ہوتی ہے اور مقید وقت سبب سے معتبر ہوگی۔

(۴) دونوں شہادتوں میں لفظاً و معنےً ہر طرح اتفاق ہونا ضروری ہے اور شہادت و دعویٰ میں باعتبار معنے متفق ہونا ضرور ہے لفظ کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں۔[4] (درر)

مسئلہ ۱: مدعی نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یہ نہیں بتاتا کہ کس سبب سے ہے مثلاً خریدی ہے یا کسی نے ہبہ کی ہے[5] اور گواہوں نے مِلک مقید بیان کی یعنی سبب مِلک کا اظہار کیا مثلاً مدعی نے خریدی ہے یہ گواہی

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۴٤.

[2] ......دعوی کرنے والا۔

[3] ......بندے کے حق کا فیصلہ۔

[4] ......"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، باب الاختلاف في الشهادة، الجزء الثاني، ص۳۸٤.

[5] ......یعنی بطور تحفہ دی ہے۔

مقبول ہے اور اس کا عکس ہو یعنی مدعی نے مِلک مقید کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مِلک مطلق بیان کی یہ گواہی مقبول نہیں بشرطیکہ مدعی نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے اور بائع کو اس طرح بیان کردے کہ اُس کی شناخت ہو جائے اور خریدنے کے ساتھ قبضہ کا ذکر نہ کرے۔ اور اگر دعوے میں بائع کا ذکر نہیں یا یہ کہ میں نے ایک شخص سے خریدی ہے یا یہ کہ میں نے عبداللہ سے خریدی ہے یا خریدنے کے ساتھ دعوے میں قبضہ کا بھی ذکر ہے اور گواہوں نے ان صورتوں میں مِلک مطلق کی شہادت دی تو مقبول ہے۔[1] (درمختار، بحرالرائق)

مسئلہ ۲: یہ اختلاف اُس وقت معتبر ہے جب اُس شے کے لیے متعدد اسباب ہوں اور اگر ایک ہی سبب ہو مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اس سے نکاح کیا ہے گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی منکوحہ ہے شہادت مقبول ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳: مدعی نے اپنی مِلک کا سبب میراث بتایا کہ وراثۃً میں اس کا مالک ہوں یا مدعی نے کہا کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے اور گواہوں نے مِلک مطلق کی شہادت دی یہ گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: ودیعت[4] کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے پاس ودیعت رکھی ہے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعی علیہ[5] نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے۔ یوہیں غصب یا عاریت کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مدعی علیہ کے اقرار کی شہادت دی یا نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اقرار نکاح کی گواہی دی یا دَین کا دعویٰ کیا اور گواہی یہ دی کہ مدعی علیہ نے اپنے ذمہ اُس کے مال کا اقرار کیا ہے یا قرض کا دعویٰ ہے اور گواہی یہ ہوئی کہ اپنے ذمہ مال کا اقرار کیا ہے اور سبب کچھ نہیں بیان کیا ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہے۔ بیع کا دعویٰ کیا اور اقرار بیع کی شہادت گزری گواہی مقبول ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ میرے دس من گیہوں فلاں شخص پر بیع سلم کی رو سے واجب ہیں اور گواہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعیٰ علیہ نے اپنے ذمہ دس من گیہوں کا اقرار کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (بحرالرائق)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۷.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۷٤۔۱۷۵.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۸۰.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۸.

[4] ......امانت۔

[5] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۸۳.

مسئلہ ۵: دونوں گواہوں کے بیان میں لفظاً و معنےً اتفاق ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں لفظوں کے ایک معنے ہوں یہ نہ ہو کہ ہر لفظ کے جدا جدا معنے ہوں اور ایک دوسرے میں داخل ہوں مثلاً ایک نے کہا دو روپے دوسرے نے کہا چار روپے یہ اختلاف ہو گیا کہ دو اور چار کے الگ الگ معنے ہیں یہ نہیں کہا جائے گا کہ چار میں دو بھی ہیں لہٰذا دو روپے پر دونوں گواہوں کا اتفاق ہو گیا۔ اور اگر لفظ دو ہیں مگر دونوں کے معنی ایک ہیں تو یہ اختلاف نہیں مثلاً ایک نے کہا ہبہ دوسرے نے کہا عطیہ یا ایک نے کہا نکاح دوسرے نے کہا تزویج یہ اختلاف نہیں اور گواہی معتبر ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۶: ایک گواہ نے دو ہزار روپے بتائے دوسرے نے ایک ہزار یا ایک نے دوسو دوسرے نے ایک سو یا ایک نے کہا ایک طلاق یا دو طلاق دوسرے نے کہا تین طلاقیں دیں یہ گواہیاں رد کر دی جائیں گی کہ دونوں میں اختلاف ہو گیا یا ایک نے کہا مدعیٰ علیہ نے غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا یا ایک نے کہا قتل کیا دوسرے نے کہا قتل کا اقرار کیا دونوں نامقبول ہیں۔ اور اگر دونوں اقرار کی شہادت دیتے قبول ہوتی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: جب قول و فعل کا اجتماع ہو گا یعنی ایک گواہ نے قول بیان کیا دوسرے نے فعل تو گواہی مقبول نہ ہو گی مثلاً ایک نے کہا غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا دوسری مثال یہ ہے کہ مدعی نے ایک شخص پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا ایک گواہ نے مدعی کا دینا بیان کیا دوسرے نے مدعی علیہ کا اقرار کرنا بیان کیا یہ نامقبول ہے البتہ جس مقام پر قول و فعل دونوں لفظ میں متحد ہوں مثلاً ایک نے بیع[3] یا قرض یا طلاق یا عتاق کی[4] شہادت دی دوسرے نے ان کے اقرار کی شہادت دی کہ ان سب میں دونوں کے لیے ایک لفظ ہے یعنی یہ لفظ کہ میں نے طلاق دی طلاق دینا بھی ہے اور اقرار بھی اسی طرح سب میں لہٰذا فعل و قول کا اختلاف ان میں معتبر نہیں دونوں گواہیاں مقبول ہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: ایک نے گواہی دی کہ تلوار سے قتل کیا دوسرے نے بتایا کہ چھری سے یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک نے گواہی دی ایک ہزار کی دوسرے نے ایک ہزار اور ایک سو کی اور مدعی کا دعویٰ گیارہ سو کا ہو تو ایک ہزار کی گواہی مقبول ہے کہ دونوں اس میں متفق ہیں اور اگر دعویٰ صرف ہزار کا ہے تو نہیں مگر جب کہ مدعی کہہ دے کہ تھا تو ایک ہزار

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج٨، ص٢٤٨.
و"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص١٨٤.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج٨، ص٢٤٨.

[3] ......تجارت، خرید و فروخت۔

[4] ......غلام آزاد کرنے کی۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج٨، ص٢٤٩.

[6] ......المرجع السابق.

ایک سو مگر ایک سو اُس نے دیدیا یا میں نے معاف کر دیا جس کا علم اس گواہ کو نہیں تو اب قبول ہے۔[1] (درمختار) اور اگر گواہ نے ایک ہزار ایک سو کی جگہ گیارہ سو کہا تو اختلاف ہو گیا کہ لفظاً دونوں مختلف ہیں۔

مسئلہ ۱۰: ایک گواہ نے دو معین چیز کی شہادت دی اور دوسرے نے ان میں سے ایک معین کی تو جس ایک معین پر دونوں کا اتفاق ہوا اس کے متعلق گواہی مقبول ہے۔ اور اگر عقد میں یہی صورت ہو مثلاً ایک نے کہا یہ دونوں چیزیں مدعی نے خریدی ہیں اور ایک نے ایک معین کی نسبت کہا کہ یہ خریدی ہے تو گواہی مقبول نہیں یا ثمن میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے ایک ہزار میں خریدی ہے دوسرا ایک ہزار ایک سو بتاتا ہے تو عقد ثابت نہ ہوگا کہ مبیع یا ثمن کے مختلف ہونے سے عقد مختلف ہو جاتا ہے اور عقد کے دعوے میں ثمن کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ثمن کے بیع نہیں ہو سکتی ہاں اگر گواہ یہ کہیں کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مشتری نے یہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا ہے تو مقدار ثمن کے ذکر کی حاجت نہیں کیونکہ اس صورت میں فیصلہ کا تعلق عقد سے نہیں ہے بلکہ مشتری کے لیے مِلک ثابت کرنا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مدعی نے پانسو کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ایک ہزار کی شہادت دی مدعی نے بیان کیا کہ تھا تو ایک ہزار مگر پانسو مجھے وصول ہو گئے فوراً کہا ہو یا کچھ دیر کے بعد گواہی مقبول ہے اور اگر یہ کہا کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہی تھے تو شہادت باطل ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: راہن[4] نے دعویٰ کیا اور گواہوں نے زرِ رہن[5] میں اختلاف کیا ایک نے ایک ہزار بتایا دوسرے نے ایک ہزار ایک سو اور راہن زائد کا مدعی ہے یا کم کا، بہر حال شہادت معتبر نہیں کہ مقصود اثبات عقد ہے۔ اور اگر مرتہن[6] مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو اور مرتہن زائد کا مدعی ہو تو گواہی معتبر ہے یعنی ایک ہزار کی رقم پر دونوں کا اتفاق ہے اسی کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اگر مرتہن نے کم یعنی ایک ہزار ہی کا دعویٰ کیا ہے تو گواہی معتبر نہیں۔ خلع میں اگر عورت مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو تو گواہی معتبر نہیں اور اگر شوہر مدعی ہو تو زیادت کی صورت میں معتبر ہے جیسا دَین کا حکم ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۴۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الشهادات، فصل الشهادة التی تخالف الاصل، ج۲، ص۳۰.

4 ......اپنی چیز گروی رکھنے والا۔ 5 ......وہ روپیہ جس کے لیے کوئی چیز رہن رکھی جائے۔ 6 ......جس کے پاس رہن رکھا جاتا ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۴۹۔۲۵۱.

مسئلہ ۱۳: اجارہ کا دعویٰ ہے اور گواہوں کے بیان میں اجرت کی مقدار میں اسی قسم کا اختلاف ہوا اس کی چار صورتیں ہیں۔ مستاجر[1] مدعی ہے یا موجر[2]۔ ابتدائے مدت اجارہ میں دعویٰ ہے یا ختم مدت کے بعد۔ اگر ابتدائے مدت میں دعویٰ ہوا ہے گواہی مقبول نہیں کہ اس صورت میں مقصود اثبات عقد ہے اور زمانہ اجارہ ختم ہونے کے بعد دعویٰ ہوا ہے اور موجر مدعی ہے تو گواہی مقبول ہے اور مستاجر مدعی ہے مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: نکاح کا دعویٰ ہے اور گواہوں نے مقدار مہر میں اسی قسم کا اختلاف کیا تو نکاح ثابت ہو جائے گا اور کم مقدار مثلاً ایک ہزار مہر قرار پائے گا مرد مدعی ہو یا عورت۔ دعوے میں مہر کم بتایا ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے کیونکہ یہاں مال مقصود نہیں جو چیز مقصود ہے یعنی نکاح اُس میں دونوں متفق ہیں لہٰذا یہ اختلاف معتبر نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: میراث کا دعویٰ ہو مثلاً زید نے عمرو پر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں چیز جو تمھارے پاس ہے یہ میرے باپ کی میراث ہے اس میں گواہوں کا مِلک مورث[5] ثابت کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص مرا اور اس چیز کو ترکہ[6] میں چھوڑا، یا یہ کہنا ہوگا کہ وہ شخص مرتے وقت اس چیز کا مالک تھا یا یہ چیز موت کے وقت اُس کے قبضے میں یا اُس کے قائم مقام کے قبضے میں تھی مثلاً جب مرا تھا یہ چیز اُس کے مستاجر کے پاس یا مستعیر[7] یا امین یا غاصب[8] کے ہاتھ میں تھی کہ جب مورث کا قبضہ بوقت موت ثابت ہو گیا تو یہ قبضہ مالکانہ ہی قرار پائے گا کیونکہ موت کے وقت کا قبضہ قبضۂ ضمان ہے۔ اگر قبضۂ ضمان نہ ہوتا تو ظاہر کر دیتا اُس کا ظاہر نہ کرنا کہ یہ چیز فلاں کی میرے پاس امانت ہے قبضۂ ضمان کر دیتا ہے اور جب مورث کی مِلک ہوئی تو وارث کی طرف منتقل ہی ہوگی۔[9] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: میراث کے دعوے میں گواہوں کو سبب وراثت بھی بیان کرنا ہوگا فقط اتنا کہنا کافی نہ ہوگا کہ یہ اُس کا وارث ہے بلکہ مثلاً یہ کہنا ہوگا کہ اُس کا بھائی ہے اور جب بھائی بتا چکا تو یہ بتانا بھی ہوگا کہ حقیقی بھائی ہے یا علاتی ہے یا اخیافی۔[10] (بحر)

---

[1] ......اجرت پر لینے والا، ٹھیکیدار۔
[2] ......اجرت پر دینے والا، ٹھیکے پر دینے والا۔
[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۵۱.
[4] ......المرجع السابق.
[5] ......وارث بنانے والے کی ملکیت۔
[6] ......وہ مال جو میت چھوڑ جائے، میراث۔
[7] ......عاریتاً لینے والا۔
[8] ......ناجائز قبضہ کرنے والا۔
[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۵۲.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۹۔۲۰۰.
[10] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۲۰۰.

مسئلہ ۱۷: گواہ کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ اس کے سوا میت کا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث میں نہیں جانتا اس کے بعد قاضی نسب نامہ [1] پوچھے گا تاکہ معلوم ہو سکے کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں۔ [2] (بحر)

مسئلہ ۱۸: یہ بھی ضروری ہے کہ گواہوں نے میت کو پایا ہو اگر یہ بیان کیا کہ فلاں شخص مرگیا اور یہ مکان ترکہ میں چھوڑا اور خود ان گواہوں نے میت کو نہیں پایا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔ میت کا نام لینا ضرور نہیں اگر یہ کہہ دیا کہ اس مدعی کا باپ یا اس کا دادا جب بھی گواہی مقبول ہے۔ [3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۹: گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مرد اُس عورت کا جو مرگئی ہے شوہر ہے یا یہ عورت اُس مرد کی زوجہ ہے جو مر گیا اور ہمارے علم میں میت کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے عورت کے ترکہ سے [4] شوہر کو نصف دے دیا جائے اور شوہر کے ترکہ سے عورت کو چوتھائی دی جائے اور اگر گواہوں نے فقط اتنا ہی کہا ہے کہ یہ اُس کا شوہر ہے یا یہ اُس کی بی بی ہے تو یہ حصہ یعنی نصف و چہارم نہ دیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میت کی اولاد ہو اور اس صورت میں زوج و زوجہ کو حصہ کم ملے گا لہٰذا ایک حد تک قاضی انتظار کرے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک شخص نے مکان کا دعویٰ کیا گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ایک مہینہ ہوا مدعی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر یہ کہیں کہ مدعی کی مِلک میں ہے تو مقبول ہے یا کہہ دیں کہ مدعی سے مدعیٰ علیہ نے چھین لیا جب بھی مقبول۔ [6] (ہدایہ) محصل یہ ہے کہ زمانۂ گذشتہ کی مِلک پر شہادت مقبول ہے اور زمانۂ گذشتہ میں زندہ کا قبضہ ثابت ہونا مِلک کے لیے کافی نہیں ہے اور موت کے وقت قبضہ ہونا دلیلِ مِلک [7] ہے۔

مسئلہ ۲۱: مدعیٰ علیہ نے خود مدعی کے قبضہ کا اقرار کیا یا اُس کا اقرار کرنا گواہوں سے ثابت ہو گیا تو چیز مدعی کو دلادی

---

[1] ......یعنی باپ دادا کا نام وغیرہ۔

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج۷، ص۲۰۰.

[3] ......"الدر المختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۵۳.

و"البحر الرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج۷، ص۲۰۱.

[4] ......یعنی مرحومہ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال سے۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الشهادات، الباب السادس في الشهادة في المواريث، ج۳، ص۴۸۹.

[6] ......"الهداية"، کتاب الشهادات، فصل في الشهادة على الإرث، ج۲، ص۱۲۸.

[7] ......ملکیت کی دلیل

جائے گی۔[1] (ہدایہ) مدعی علیہ[2] نے کہا کہ میں نے یہ چیز مدعی[3] سے چھینی ہے کیونکہ یہ میری مِلک ہے مدعی چھیننے سے انکار کرتا ہے تو اس کو نہیں ملے گی کہ اقرار کو رد کر دیا اور مدعی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کو دلائی جائے گی اور قبضہ مدعی کا مانا جائے گا لہٰذا اُس کے مقابل میں جو شخص ہے وہ گواہ پیش کرے یا اس سے حلف لیا جائے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۲: مدعی علیہ اقرار کرتا ہے کہ چیز مدعی کے ہاتھ میں ناحق طریقہ سے تھی یہ قبضہ مدعی کا اقرار ہو گیا اور جائداد غیر منقولہ میں قبضۂ مدعی کے لیے اقرار مدعیٰ علیہ کافی نہیں بلکہ مدعی گواہوں سے ثابت کرے یا قاضی کو خود علم ہو۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲۳: گواہوں کے بیانات میں اگر تاریخ و وقت کا اختلاف ہو جائے یا جگہ میں اختلاف ہو بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ کر کے گواہی قبول نہیں کرتے اور بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ نہیں کرتے گواہی قبول کرتے ہیں۔ بیع وشرا[6] وطلاق۔ عتق[7]۔ وکالت۔ وصیت۔ دَین۔ براءت[8]۔ کفالہ۔ حوالہ۔ قذف ان سب میں گواہی قبول ہے۔ اور جنایت۔ غصب۔ قتل۔ نکاح۔ رہن۔ ہبہ۔ صدقہ میں اختلاف ہوا تو گواہی مقبول نہیں۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی شہادت دی جاتی ہے وہ قول ہے یا فعل۔ اگر قول ہے جیسے بیع وطلاق وغیرہ ان میں وقت اور جگہ کا اختلاف معتبر نہیں یعنی گواہی مقبول ہے ہوسکتا ہے کہ وہ لفظ بار بار کہے گئے لہٰذا وقت اور جگہ کے بیان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اگر مشہود بہ[9] فعل ہے جیسے غصب و جنایت یا مشہود بہ قول ہے مگر اُس کی صحت کے لیے فعل شرط ہے جیسے نکاح کہ یہ ایجاب وقبول کا نام ہے جو قول ہے مگر گواہوں کا وہاں حاضر ہونا کہ یہ فعل ہے نکاح کے لیے شرط ہے یا وہ ایسا عقد ہو جس کی تمامیت[10] فعل سے ہو جیسے ہبہ ان میں گواہوں کا یہ اختلاف مضر[11] ہے گواہی معتبر نہیں۔[12] (بحر الرائق)

---

[1] ...... "الهداية"، كتاب الشهادات، فصل في الشهادة على الإرث، ج٢، ص١٢٨.

[2] ......جس پر دعوی کیا جائے۔ [3] ......دعوی کرنے والا۔

[4] ...... "البحر الرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص٢٠٢.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......خرید وفروخت۔ [7] ......غلام آزاد کرنا۔

[8] ......کسی کو دَین (قرض) سے بَری کرنا، قرض معاف کرنا۔

[9] ......یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی۔ [10] ......مکمل ہونا۔ [11] ......نقصان دہ۔

[12] ...... "البحر الرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص١٩٠-١٩٢.

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے گواہی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۱۰ ذی الحجہ کو مکہ میں طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اُسی تاریخ میں بی بی کو زید نے کوفہ میں طلاق دی یہ گواہی باطل ہے کہ دونوں میں ایک یقیناً جھوٹا ہے اور اگر دونوں کی ایک تاریخ نہیں بلکہ دو تاریخیں ہیں اور دونوں میں اتنے دن کا فاصلہ ہے کہ زید وہاں پہنچ سکتا ہے تو گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر گواہوں نے دو مختلف بیبیوں کے نام لے کر طلاق دینا بیان کیا اور تاریخ ایک ہے مگر ایک کو مکہ میں طلاق دینا دوسری کو کوفہ میں اُسی تاریخ میں طلاق دینا بیان کیا یہ بھی مقبول نہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۵: ایک زوجہ کے طلاق دینے کے گواہ پیش ہوئے کہ زید نے اپنی اس زوجہ کو مکہ میں فلاں تاریخ کو طلاق دی اور قاضی نے حکم طلاق دے دیا اس کے بعد دو گواہ دوسرے پیش ہوتے ہیں جو اُسی تاریخ میں زید کا دوسری زوجہ کو کوفہ میں طلاق دینا بیان کرتے ہیں ان گواہوں کی طرف قاضی التفات بھی نہ کرے گا۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۶: اولیائے مقتول نے گواہ پیش کیے کہ اُسی زخم سے مرا اور زخمی کرنے والے نے گواہ پیش کیے کہ زخم اچھا ہو گیا تھا یا دس روز کے بعد مرا اولیا کے گواہ کو ترجیح ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۷: وصی نے یتیم کا مال بیچا یتیم نے بالغ ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ غبن (ٹوٹے) کے ساتھ مال بیع کیا گیا اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ واجبی قیمت پر فروخت کیا گیا غبن کے گواہ کو ترجیح ہوگی۔ مرد نے عورت سے خلع کیا اس کے بعد مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ خلع کے وقت میں مجنون تھا اور عورت نے گواہ پیش کیے کہ عاقل تھا عورت کے گواہ مقبول ہیں۔ بائع نے گواہ پیش کیے کہ نابالغی میں اُس نے بیچا تھا اور مشتری نے ثابت کیا کہ وقتِ بیع بالغ تھا مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔ ایک شخص نے وارث کے لیے اقرار کیا مقرلہ[4] یہ کہتا ہے کہ حالتِ صحت میں اقرار کیا تھا دیگر ورثہ[5] کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا گواہ مقرلہ کے معتبر ہیں اور اُس کے پاس گواہ نہ ہوں تو ورثہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ بیع وصلح واقرار میں اکراہ[6] اور غیر اکراہ دونوں قسم کے گواہ پیش ہوئے تو گواہ اکراہ اولیٰ ہیں۔ بائع ومشتری[7] بیع کی صحت وفساد میں مختلف ہیں تو قول اُس کا معتبر ہے

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۲.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الجنایات، ج۱۰، ص۱۷۸.

و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۲.

[4] ......جس کے لیے اقرار کیا تھا۔

[5] ......میت کے دوسرے وارث۔

[6] ......زبردستی کرنا مراد اکراہ شرعی ہے۔

[7] ......بیچنے والا اور خریدار۔

جو مدعی صحت ہے اور گواہ اُس کے معتبر ہیں جو مدعی فساد ہو۔[1] (بحرالرائق، منحۃ الخالق)

مسئلہ ۲۸: دو شخصوں نے شہادت دی کہ اس نے گائے چُرائی ہے مگر ایک نے اُس گائے کا رنگ سیاہ بتایا دوسرے نے سفید اور مدعی نے رنگ کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر مدعی نے کوئی رنگ متعین کر دیا ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر ایک گواہ نے گائے کہا دوسرے نے بیل تو مطلقاً گواہی مردود ہے۔ اور دعویٰ غصب کا ہو اور گواہوں نے رنگ کا اختلاف کیا تو شہادت مردود ہے۔[2] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۹: زندہ آدمی کے دَین کی شہادت دی کہ اُس کے ذمہ اتنا دَین تھا گواہی مقبول ہے ہاں اگر مدعیٰ علیہ نے سوال کیا کہ بتاؤ اب بھی ہے یا نہیں گواہوں نے یہ کہا ہمیں یہ نہیں معلوم تو گواہی مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری مِلک تھی اور گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی مِلک ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر گواہوں نے بھی زمانۂ گذشتہ میں مِلک ہونا بتایا کہ اُس کی مِلک تھی جب بھی معتبر نہیں کہ مدعی کا یہ کہنا میری مِلک تھی بتاتا ہے کہ اب اُس کی مِلک نہیں ہے کیونکہ اگر اس وقت بھی اُس کی مِلک ہوتی تو یہ نہ کہتا کہ مِلک تھی۔ اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا ہے کہ میری مِلک ہے اور گواہوں نے زمانۂ گذشتہ کی طرف نسبت کی تو مقبول ہے کیونکہ پہلے مِلک ہونا معلوم ہے اور اس وقت بھی اُسی کی مِلک ہے یہ گواہوں کو اسی بنا پر معلوم ہوا کہ وہی پہلی مِلک چلی آئی ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان جس کے حدود دستاویز میں مکتوب ہیں[5] میرا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مکان جس کے حدود دستاویز میں لکھے ہیں مدعی کا ہے یہ دعویٰ اور شہادت دونوں صحیح ہیں اگرچہ حدود کو تفصیل کے ساتھ خود نہ بیان کیا ہو۔ یوہیں اگر یہ شہادت دی کہ جو مال اس دستاویز میں لکھا ہے وہ مدعی علیہ کے ذمہ ہے اور تفصیل نہیں بیان کی گواہی مقبول ہے۔ یوہیں مکان متنازع فیہ[6] کے متعلق گواہی دی کہ وہ مدعی کا ہے مگر اُس کے حدود نہیں بیان کیے اگر فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ گواہ کی شہادت متنازع فیہ کے ہی متعلق ہے گواہی مقبول ہے۔[7] (ردالمحتار)

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۹۳.
و"منحۃالخالق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۹۳۔۱۹۴.

[2] ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادۃ، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۲، ص۱۲۷.
و"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۹۵.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۸، ص۲۰۵.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۸، ص۲۰۴.

[5] ......یعنی تحریری ثبوت میں لکھے ہوئے ہیں۔

[6] ......ایسا مکان جس کی ملکیت کے متعلق فریقین میں اختلاف ہو۔

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۸، ص۲۰۶.

شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے کسی وجہ سے اُس کی گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ سخت بیمار ہے کہ کچہری نہیں جاسکتا یا سفر میں گیا ہے ایسی صورتوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ دوسرے کو کردے اور یہ دوسرا جاکر گواہی دے گا اس کو شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں۔[1]

مسئلہ ۱: جملہ حقوق میں شہادۃ علی الشہادۃ جائز ہے مگر حدود وقصاص میں جائز نہیں یعنی اس کے ذریعہ سے ثبوت ہونے پر حد اور قصاص نہیں جاری کریں گے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: جو شخص واقعہ کا گواہ ہے وہ دوسرے کو مطلقاً گواہ بنا سکتا ہے یعنی اُسے عذر ہو یا نہ ہو گواہ بنانے میں مضایقہ نہیں[3] مگر اس کی گواہی قبول اُس وقت کی جائے گی جب اصل گواہ شہادت دینے سے معذور ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔ اصل گواہ مرگیا یا ایسا بیمار ہے کہ کچہری حاضر نہیں ہوسکتا یا سفر میں گیا ہے یا اتنی دور پر ہے کہ مکان سے آئے اور گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو نہ پہنچے، یہ بھی اصلی گواہ کے عذر کے لیے کافی ہے یا وہ پردہ نشین عورت ہے کہ ایسی جگہ جانے کی اُس کی عادت نہیں جہاں اجانب سے اختلاط ہو[4]۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے کبھی کبھی نکلتی ہو یا غسل کے لیے حمام میں جاتی ہو جب بھی پردہ نشین ہی کہلائی گی، الغرض جب اصلی گواہ معذور ہو اُس وقت وہ شخص گواہی دے سکتا ہے جس کو اُس نے اپنا قائم مقام کیا ہے اگرچہ قائم مقام کرنے کے وقت معذور نہ ہو۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: شاہد فرع میں عدد بھی شرط ہے یعنی اصلی گواہ اپنے قائم مقام دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو مقرر کرے بلکہ عورت گواہ ہے اور وہ اپنی جگہ کسی کو گواہ کرنا چاہتی ہے تو اُسے بھی لازم ہے کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اپنی جگہ مقرر کرے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۲، ص۱۲۹.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......حرج نہیں۔

[4] ......غیر محرم لوگوں سے میل ملاپ ہو۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۵۶، وغیرہ.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۵۷.

مسئلہ ۴: ایک شخص کی گواہی کے دو شاہد ہیں[1] مگران میں ایک ایسا ہے جو خود نفس واقعہ کا بھی شاہد ہے یعنی اس نے اپنی طرف سے بھی شہادت ادا کی اور شاہد اصل کی طرف سے بھی یہ گواہی مقبول نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک اصلی گواہ ہے جو واقعہ کا شاہد ہے اور دو شخص دوسرے اصلی گواہ کے قائم مقام ہیں یوں تین شخصوں نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر ایک اصلی گواہ نے دو شخصوں کو اپنی جگہ کیا دوسرے اصلی نے بھی اُنھیں دونوں کو اپنی جگہ پر کیا بلکہ فرض کرو بہت سے لوگ گواہ تھے اور سب نے انھیں دونوں کو اپنے اپنے قائم مقام کیا یہ درست ہے یعنی اِنھیں دونوں کی گواہی سب کی جگہ پر قرار پائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل کسی دوسرے شخص کو جس کو اپنے قائم مقام کرنا چاہتا ہے خطاب کر کے یہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ مثلاً زید کے عمرو کے ذمہ اتنے روپے ہیں۔ یا یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے اور تم میری اس گواہی کے گواہ ہو جاؤ۔ غرض اصلی گواہ اس وقت اُس طرح گواہی دے گا جس طرح قاضی کے سامنے گواہی ہوتی ہے اور فرع کو[4] اس پر گواہ بنائے گا اور فرع اس کو قبول کرے بلکہ فرع نے سکوت کیا جب بھی شاہد کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے گا کہہ دے گا کہ تمھاری جگہ گواہ ہونے کو مَیں قبول نہیں کرتا تو گواہی رد ہو گئی یعنی اب اُس کی جگہ گواہی نہیں دے سکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: شاہد فرع قاضی کے پاس یوں گواہی دے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اپنی فلاں گواہی پر گواہ بنایا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ اور اس سے مختصر عبارت یہ ہے کہ اصل گواہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ اور فرع یہ کہے میں فلاں شخص کی اس شہادت کی شہادت دیتا ہوں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: شاہد فرع کو معلوم ہے کہ اصلی گواہ عادل نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا عادل و غیر عادل ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ پر گواہی نہ دینا چاہیے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۹: دوسرے کو اپنی جگہ گواہ بنانا چاہتا ہو تو یہ کرنا چاہیے کہ طالب و مطلوب[8] دونوں کو سامنے بلا کر شاہد فرع[9]

---

[1] ......دو گواہ ہیں۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، باب الحادی عشرفی الشهادة علی الشهادة، ج۳، ص۵۲٤.

[3] ......المرجع السابق، ص۵۲۳، ۵۲٤.

[4] ......قائم مقام گواہ کو۔

[5] ......"الدر المختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۸، ص۲۵۸.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق، ص۲۵۹.

[8] ......یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔

[9] ......قائم مقام گواہ۔

کے سامنے دونوں کی طرف اشارہ کرکے شہادت دے مثلاً اس شخص نے اس شخص کے لیے اس چیز کا اقرار کیا ہے اور اگر طالب و مطلوب موجود نہ ہوں تو نام و نسب کے ساتھ شہادت دے یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور شاہد فرع جب قاضی کے پاس شہادت دے تو شاہد اصل کا نام اور اُس کے باپ دادا کے نام ضرور ذکر کرے اور ذکر نہ کرے تو گواہی مقبول نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: گواہان فرع اگر اصلی گواہ کی تعدیل کریں[2] یہ درست ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک دوسرے کی تعدیل کرسکتا ہے اور اگر فرع نے تعدیل نہیں کی تو قاضی خود نظر کرے اور دیکھے کہ عادل ہے یا نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: چند امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے فرع کی شہادت باطل ہوجاتی ہے۔

(۱) اصلی گواہ نے گواہی دینے سے منع کردیا۔ (۲) اصلی گواہ خود قابل قبول شہادت نہ رہا مثلاً فاسق ہوگیا گونگا ہوگیا اندھا ہوگیا۔ (۳) اصل گواہ نے شہادت سے انکار کردیا مثلاً ہم واقعہ کے گواہ نہیں یا ہم نے اُن لوگوں کو گواہ نہیں بنایا یا ہم نے گواہ بنایا مگر یہ ہماری غلطی ہے۔ (۴) اگر اصول[4] خود قاضی کے پاس فیصلہ کے قبل حاضر ہوگئے تو فروع کی شہادت پر فیصلہ نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: شاہد اصل نے دوسروں کو اپنے قائم مقام گواہ کردیا اس کے بعد اصل ایسی حالت میں ہوگیا کہ اُس کی گواہی جائز نہیں اس کے بعد پھر ایسے حال میں ہوا کہ اب گواہی جائز ہے مثلاً فاسق ہوگیا تھا پھر تائب ہوگیا اس کے بعد فرع نے شہادت دی یہ گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں فرع نا قابل شہادت ہوگئے پھر قابل شہادت ہوگئے اور اب شہادت دی یہ بھی جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قاضی نے اگر فرع کی شہادت اس وجہ سے رد کی ہے کہ اصل متہم ہے تو نہ اصل کی قبول ہوگی نہ فرع کی اور اگر اس وجہ سے رد کی کہ فرع میں تہمت ہے تو اصل کی شہادت قبول ہوسکتی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: فروع[8] یہ کہتے ہیں اصول نے ہم کو فلاں بن فلاں بن فلاں پر شاہد کیا تھا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں مگر ہم اُس کو پہچانتے نہیں اس صورت میں مدعی کے ذمہ یہ لازم ہے کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ جس کے متعلق شہادت گزری ہے یہ شخص ہے۔[9] (عالمگیری) فرض کرو ایک عورت کے مقابل میں نام و نسب کے ساتھ گواہی گزری مگر گواہوں نے کہہ دیا ہم

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج٣، ص٥٢٤.
2 ......یعنی قائم مقام گواہ اصلی گواہ کا عادل و گواہی کے قابل ہونا بتائیں۔
3 ......"الدر المختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة ج٨، ص٢٥٩.
4 ......یعنی اصلی گواہ۔
5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشرفی الشهادة علی الشهادة، ج٣، ص٥٢٥.
6 ......المرجع السابق.
7 ......المرجع السابق٥٢٥، ٥٢٦.
8 ......قائم مقام گواہ۔
9 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج٣، ص٥٢٦.

اُس کو پہچانتے نہیں اور مدعی ایک عورت کو پیش کرتا ہے کہ یہ وہی عورت ہے بلکہ خود عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ ہاں میں ہی وہ ہوں یہ کافی نہیں بلکہ مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہی وہ عورت ہے بلکہ اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہو کہ یہ نام ونسب دوسرے شخص کے بھی ہیں اُس سے قاضی ثبوت طلب کرے گا اگر ثبوت ہوجائے گا دعویٰ خارج۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: جس نے جھوٹی گواہی دی قاضی اُس کی تشہیر کرے گا یعنی جہاں کا وہ رہنے والا ہے اُس محلّہ میں ایسے وقت آدمی بھیجے گا کہ لوگ کثرت سے مجتمع ہوں وہ شخص قاضی کا یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہم نے اسے جھوٹی گواہی دینے والا پایا تم لوگ اس سے بچو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے پرہیز کرنے کو کہو۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: جھوٹی گواہی کا ثبوت گواہوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ نفی کے متعلق گواہی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا ثبوت صرف گواہ کے اقرار سے ہوسکتا ہے خواہ اُس نے خود قاضی کے یہاں اقرار کیا ہو یا قاضی کے پاس اُس کے اقرار کے متعلق گواہ پیش ہوئے۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر گواہی رد کردی گئی کسی تہمت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ شہادت ودعوے میں مخالفت تھی یا اس وجہ سے کہ دونوں شہادتوں میں باہم مخالفت تھی اس کو جھوٹا گواہ قرار دیکر تعزیر نہیں کریں گے کیا معلوم کہ یہ جھوٹا ہے یا مدعی جھوٹا ہے یا اس کا ساتھی دوسرا گواہ جھوٹا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: اگر فاسق نے جھوٹی گواہی دی اور اُس کا جھوٹ ثابت ہوگیا پھر تائب ہوگیا تو اب اُس کی گواہی مقبول ہے کہ اس کا سبب فسق تھا وہ زائل ہوگیا اور اگر عادل یا مستور الحال نے جھوٹی گواہی دی پھر تائب ہوگیا تو بعد توبہ بھی اُس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے[5] مگر فتویٰ قول امام ابو یوسف پر ہے کہ اگر تائب ہوجائے اور قاضی کے نزدیک اُس کی گواہی قابلِ اطمینان ہوجائے تو اب مقبول ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۸، ص ۲۶۱.

[2] ...... "الهداية"، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۲، ص ۱۳۱.

[3] ...... "الهداية"، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۲، ص ۱۳۱.

و "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۸، ص ۲۶۳.

[4] ...... "البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۷، ص ۲۱۲.

[5] ...... نامقبول ہے۔

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة، ج۸، ص ۲۶۲.

گواھی سے رجوع کرنے کا بیان

گواہی سے رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کہے کہ میں نے اپنی شہادت سے رجوع کیا یا اس کے مثل دوسرے الفاظ کہے اور اگر گواہی سے انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے گواہی دی ہی نہیں تو اس کو رجوع نہیں کہیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱: اگر فیصلہ سے قبل رجوع کیا ہے تو قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ ہی نہیں کرے گا کیونکہ اس کے دونوں قول متناقض ہیں[2] کیا معلوم کونسا قول سچا ہے اور اس صورت میں گواہ پر تاوان واجب نہیں کہ اُس نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے جس کا تاوان دے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: اگر فیصلہ کے بعد رجوع کیا تو جو فیصلہ ہو چکا وہ توڑا نہیں جائے گا بخلاف اُس صورت کے کہ گواہ کا غلام ہونا یا محدود فی القذف ہونا ثابت ہو جائے کہ یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں ہوا اور اس صورت میں مدعی نے جو کچھ لیا ہے واپس کرے اور اس صورت میں گواہوں پر تاوان نہیں کہ یہ غلطی قاضی کی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی شہادت پر فیصلہ کیا جو قابلِ شہادت نہ تھے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳: رجوع کے لیے شرط یہ ہے کہ مجلس قاضی میں رجوع کرے خواہ اُسی قاضی کی کچہری میں رجوع کرے جس کے یہاں شہادت دی ہے یا دوسرے قاضی کے یہاں لہٰذا اگر مدعیٰ علیہ جس کے خلاف اُس نے گواہی دی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ گواہ نے غیر قاضی کے پاس رجوع کیا اور اس پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے یا اُس گواہ رجوع کرنے والے پر حلف دینا چاہتا ہے یہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ اُس کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ ہاں اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے کسی قاضی کے پاس رجوع کیا ہے یا رجوع کا اقرار غیر قاضی کے پاس کیا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے تاوان دلایا جائے کیونکہ اُس کی غلط گواہی سے میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے اور رجوع یا اقرار رجوع پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو گواہ لیے جائیں گے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴: فیصلہ کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے گواہ اُس کو تاوان دیں کہ اُس کا جو کچھ نقصان ہوا ان گواہوں کی بدولت ہوا ہے مدعی سے وہ چیز نہیں لی جاسکتی کہ اُس کے موافق فیصلہ ہو چکا ان کے رجوع کرنے سے اُس پر اثر نہیں پڑتا۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص ۲٦٤.

[2] ......یعنی اس کے دونوں قول ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

[3] ......"الھدایۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج۳، ص ۱۳۲.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص ۲٦٥.

[5] ......المرجع السابق، ص ۲٦٤.

[6] ......"الھدایۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج۲، ص ۱۳۲، وغیرھا.

مسئلہ ۵: تاوان کے بارے میں اعتبار اُس کا ہوگا جو باقی رہ گیا ہو اُس کا اعتبار نہیں جو رجوع کر گیا مثلاً دو گواہ تھے ایک نے رجوع کیا نصف تاوان دے اور تین گواہ تھے ایک نے رجوع کیا کچھ تاوان نہیں کہ اب بھی دو باقی ہیں اور اگر ان میں سے پھر ایک رجوع کر گیا تو نصف تاوان دونوں سے لیا جائے گا اور تیسرا بھی رجوع کر گیا تو تینوں پر ایک ایک تہائی۔ ایک مرد، دوعورتیں گواہ تھیں ایک عورت نے رجوع کیا چوتھائی تاوان اس کے ذمہ ہے اور دونوں نے رجوع کیا تو دونوں پر نصف اور اگر ایک مرد، دس عورتیں گواہ تھیں ان میں آٹھ رجوع کر گئیں تو کچھ تاوان نہیں اور نویں بھی رجوع کر گئی تو اب ان نو پر ایک چوتھائی تاوان ہے اور سب رجوع کر گئے یعنی ایک مرد اور دسوں عورتیں تو چھٹا حصہ مرد اور باقی پانچ حصے دسوں عورتوں پر یعنی بارہ حصے تاوان کے ہوں گے ہر ایک عورت ایک ایک حصہ دے اور مرد، دو حصے۔ دو مرد اور ایک عورت نے گواہی دی تھی اور سب رجوع کر گئے تو عورت پر تاوان نہیں کہ ایک عورت گواہ ہی نہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶: نکاح کی شہادت دی اس کی تین صورتیں ہیں مہر مثل کے ساتھ یا مہر مثل سے زاید یا کم کے ساتھ۔ اور تینوں صورتوں میں مدعی نکاح مرد ہے یا عورت یہ کل چھ صورتیں ہوئیں۔ مرد مدعی ہے جب تو رجوع کرنے کی تینوں صورتوں میں تاوان نہیں۔ اور عورت مدعی ہے اور مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح ہونا گواہوں نے بیان کیا ہے تو جتنا مہر مثل سے زائد ہے وہ تاوان میں واجب ہے باقی دو صورتوں میں کچھ تاوان نہیں۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: گواہوں نے عورت کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے پورے مہر پر یا اُس کے جز پر قبضہ کر لیا پھر رجوع کیا تو تاوان دینا ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: قبل دخول طلاق کی شہادت دی اور قاضی نے طلاق کا حکم دے دیا اس کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان دینا پڑے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: بیع کی گواہی دی پھر رجوع کر گئے اگر واجبی قیمت[5] پر بیع ہونا بتایا تو تاوان کچھ نہیں مدعی بائع ہو یا مشتری

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٢، ١٣٣، وغيرها.

[2] ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٣.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج٨، ص٢٦٨.

[4] ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٣.

[5] ......رائج قیمت، لاگو قیمت۔

اور اصلی قیمت سے زیادہ پر بیع ہونا بتایا اور مدعی بائع ہے تو بقدر زیادتی تاوان واجب ہے اور بائع مدعی نہ ہو تو تاوان نہیں۔ اور واجبی قیمت سے کم کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو واجبی قیمت سے جو کچھ کم ہے اُس کا تاوان دے یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی مشتری ہو اور بائع مدعی ہو تو کچھ نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: بیع کی شہادت دی اور اس کی بھی کہ مشتری نے بائع کو ثمن دے دیا اور رجوع کیا اگر ایک ہی شہادت میں بیع اور ادائے ثمن دونوں کی گواہی دی ہے کہ زید نے عمرو سے فلاں چیز اتنے میں خریدی اور ثمن ادا کر دیا اس صورت میں قیمت کا تاوان ہے یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت[2] جو ہو وہ تاوان ہے اور اگر دونوں باتوں کی گواہی دو شہادتوں میں دی ہے تو ثمن کا تاوان ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بائع کے خلاف یہ گواہی دی کہ اُس نے یہ چیز دو ہزار میں ایک سال کی میعاد پر بیچی ہے اور چیز کی واجبی قیمت ایک ہزار ہے اور گواہوں نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے گواہوں سے اس وقت کی قیمت کا تاوان لے یعنی ایک ہزار یا مشتری سے سال بھر بعد دو ہزار لے ان دونوں صورتوں میں جو صورت اختیار کرے گا دوسرا بری ہو جائے گا مگر گواہوں سے اُس نے ایک ہزار لے لیے تو گواہ مشتری سے ثمن یعنی دو ہزار وصول کریں گے اور اس میں سے ایک ہزار صدقہ کر دیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: بیع بات اور بیع بالخیار دونوں کا ایک حکم ہے یعنی اگر گواہوں نے یہ شہادت دی کہ اس نے یہ چیز واجبی قیمت سے کم پر بیع کی ہے اور اس کو خیار ہے اگرچہ اب بھی مدت خیار باقی ہو اور فرض کرو قاضی نے فیصلہ بیع بالخیار کا کر دیا اور اندرون مدت بائع نے بیع کو فسخ نہیں کیا[5] اور گواہوں نے رجوع کیا تو تاوان واجب ہوگا۔ ہاں اگر اندرون مدت بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو گواہوں سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔[6] (ہدایہ، فتح القدیر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادة ج۸، ص۲۶۸، وغیرہ.

[2] ......بازار میں رائج قیمت۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادة، ج۸، ص۲۶۹.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادة، ج۸، ص۲۶۹.

[5] ......ختم نہیں کیا۔

[6] ......"الھدایة"، کتاب الرجوع عن الشھادة، ج۲، ص۱۳۳.

و"فتح القدیر"، کتاب الرجوع عن الشھادة، ج۶، ۵۴۴، ۵۴۵.

مسئلہ ۱۳: دو گواہوں نے قبل دخول[1] تین طلاق کی شہادت دی اور ایک گواہ نے ایک طلاق قبل دخول کی شہادت دی اور سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جنھوں نے تین طلاق کی گواہی دی ہے اُس پر نہیں ہے جس نے ایک طلاق کی گواہی دی اور اگر وطی یا خلوت کے بعد طلاق کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو کچھ تاوان واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: دو گواہوں نے طلاق قبل الدخول کی شہادت دی اور دو نے دخول کی پھر یہ سب رجوع کر گئے دخول کے گواہوں پر مہر کے تین ربع[3] کا تاوان ہے اور طلاق کے گواہوں پر ایک ربع کا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: اصلی گواہوں نے دوسرے لوگوں کو اپنے قائم مقام کیا تھا فروع نے رجوع کیا تو ان پر تاوان واجب ہے اور اگر فیصلہ کے بعد اصلی گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے فروع کو اپنی گواہی پر شاہد بنایا ہی نہ تھا یا ہم نے غلطی کی کہ ان کو گواہ بنایا تو اس صورت میں تاوان واجب نہیں نہ اصول پر نہ فروع پر۔ یوہیں اگر فروع نے یہ کہا کہ اصول نے جھوٹ کہا یا غلطی کی تو تاوان نہیں۔ اور اگر اصول و فروع سب رجوع کر گئے تو تاوان صرف فروع پر ہے اصول پر نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: تزکیہ کرنے والے[6] جنھوں نے گواہ کی تعدیل کی تھی یہ بتایا تھا کہ یہ قابل شہادت ہے رجوع کر گئے اگر علم تھا کہ یہ قابلِ شہادت نہیں ہے مثلاً غلام ہے اور تزکیہ کر دیا تو تاوان دینا ہوگا اور اگر دانستہ[7] نہیں کیا ہے بلکہ غلطی سے تزکیہ کر دیا تو تاوان نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: دو گواہوں نے تعلیق کی گواہی دی مثلاً شوہر نے یہ کہا ہے اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ کو طلاق ہے یا مولےٰ نے کہا اگر یہ کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے اور دو گواہوں نے یہ شہادت دی کہ شرط پائی گئی لہٰذا بی بی کو طلاق کا اور غلام کو آزاد ہونے کا حکم ہوگیا پھر یہ سب گواہ رجوع کر گئے تو تعلیق کے گواہ کو تاوان دینا ہوگا غلام آزاد ہوا ہے تو اُس کی قیمت اور عورت کو طلاق کا حکم ہوا اور قبل دخول ہے تو نصف مہر تاوان دیں۔[9] (ہدایہ)

---

1 ...... یعنی ہمبستری سے پہلے۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص ۲۷۰.

3 ...... تین چوتھائی۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص ۲۷۰.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص ۲۷۱.

6 ...... گواہوں کے قابل شہادت ہونے کی تحقیق کرنے والے۔

7 ...... قصداً، جان بوجھ کر۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص ۲۷۱.

9 ...... "الهداية"، کتاب الرجوع عن الشهادة، ج۲، ص ۱۳۴۔۱۳۵.

مسئلہ ۱۸: دوگواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کو طلاق سپرد کردی اور دو نے یہ گواہی دی کہ عورت نے اپنے کو طلاق دے دی پھر یہ سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جو طلاق دینے کے گواہ ہیں اُن پر نہیں جو سپرد کرنے کے گواہ ہیں۔ یوہیں شہودِ احصان [1] پر رجوع کرنے سے دیت واجب نہیں کہ رجم کی علت زنا ہے اور احصان محض شرط ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر سے دس روپے ماہوار نفقہ پر میری مصالحت ہوگئی ہے شوہر کہتا ہے پانچ روپے ماہوار پر صلح ہوئی ہے عورت نے گواہوں سے دس روپے ماہوار پر صلح ہونا ثابت کیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا اس کے بعد گواہ رجوع کر گئے اگر عورت ایسی ہے کہ اس جیسی کا نفقہ دس روپے یا زیادہ ہونا چاہیے جب تو کچھ نہیں اور اگر ایسی نہیں ہے تو جو کچھ زیادہ اس گذشتہ زمانہ میں دیا گیا مثلاً پانچ روپے کی حیثیت تھی اور دلائے گئے دس روپے تو ماہوار پانچ روپے زیادہ دیے گئے لہٰذا فیصلہ کے بعد سے اب تک جو کچھ شوہر سے زیادہ لیا گیا ہے اُس کا تاوان گواہوں پر لازم ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: قاضی نے شوہر پر دس روپے ماہوار نفقہ کے مقرر کردیے ایک برس کے بعد عورت نے مطالبہ کیا کہ آج تک مجھ کو میرا نفقہ نہیں وصول ہوا ہے شوہر نے دو گواہ پیش کردیے جنھوں نے شہادت دی کہ شوہر نے برابر ماہ بماہ نفقہ ادا کیا ہے قاضی نے اس گواہی کے موافق فیصلہ کردیا پھر گواہ رجوع کر گئے اُن کو اس پوری مدت کے نفقہ کا تاوان دینا ہوگا۔ اولاد یا کسی محرم [4] کا نفقہ قاضی نے مقرر کردیا اور اُس میں یہی صورت پیش آئی تو اُس کا بھی وہی حکم ہے۔[5] (عالمگیری)

وکالت کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف طبائع عطا کیے ہیں کوئی قوی ہے اور کوئی کمزور بعض کم سمجھ ہیں اور بعض عقلمند ہر شخص میں خود ہی اپنے معاملات کو انجام دینے کی قابلیت نہیں نہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے اپنے سب کام کرنے کے لیے طیار لہٰذا انسانی حاجت کا یہ تقاضا ہوا کہ وہ دوسروں سے اپنا کام کرائے۔ قرآن مجید نے بھی اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قول ذکر فرمایا۔

﴿ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ﴾ [6]

---

[1] ......مرد یا عورت کا شادی ہونے کی گواہی دینے والے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲۸۲.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الرجوع عن الشهادة، الباب الحادى عشر فى المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷.

[4] ......ایسا قریبی رشتہ دار جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الرجوع عن الشهادة، الباب الحادى عشر فى المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷.

[6] ......پ۱۵، الکهف:۱۹.

''اپنے میں سے کسی کو یہ چاندی دے کر شہر میں بھیجو وہاں سے حلال کھانا دیکھ کر تمھارے پاس لائے۔''

خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض امور میں لوگوں کو وکیل بنایا، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی کا جانور خریدنے کے لیے وکیل کیا۔[1] اور بعض صحابہ کو نکاح کا وکیل کیا وغیرہ وغیرہ۔ اور وکالت کے جواز پر اجماع امت بھی منعقد لہٰذا کتاب وسنت واجماع سے اس کا جواز ثابت۔ وکالت کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو تصرف خود کرتا اُس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔[2]

مسئلہ ۱: یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا وکیل کیا یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کر دو یہ سب صورتیں توکیل کی[3] ہیں۔ وکیل کا قبول کرنا صحت وکالت کے لیے ضروری نہیں یعنی اُس نے وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ نہیں کہا یہ بھی نہیں کہ میں نے قبول کیا اور اُس کام کو کر دیا تو مؤکل پر لازم ہوگا۔ ہاں اگر وکیل نے رد کر دیا تو وکالت نہیں ہوئی فرض کرو ایک شخص نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیچ دو اُس نے انکار کر دیا اس کے بعد پھر بیع کر دی تو یہ بیع مؤکل پر لازم نہ ہوئی کہ یہ اُس کا وکیل نہیں بلکہ فضولی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: زید نے عمرو کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لیے وکیل کیا عمرو نے انکار کر دیا اب طلاق نہیں دے سکتا اور اگر خاموش رہا اور اُس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: یہ ضروری ہے کہ وہ تصرف جس میں وکیل بنا تا ہے معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو سب سے کم درجہ کا تصرف یعنی حفاظت کرنا اس کا کام ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: اس کے لیے شرط یہ ہے کہ توکیل اُسی چیز میں ہوسکتی ہے جس کو مؤکل خود کر سکتا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے مؤکل کا تصرف ممتنع ہوگیا اور اصل میں جائز ہو تو کیل درست ہے مثلاً مُحرِم[7] نے شکار بیع کرنے کے لیے غیر محرم کو وکیل کیا۔[8] (درمختار)

---

[1] ......"سنن ابی داود"، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف، الحدیث: ۳۳۸۶، ج۳، ص ۳۵۰.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۷۳۔۲۷۶.

[3] ......وکیل بنانے کی۔

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۰.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......حج وعمرہ کی نیت سے احرام باندھنے والا مُحرِم کہلاتا ہے۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۷۶.

مسئلہ ۵: مجنون یا لایعقل بچہ[1] نے وکیل بنایا یہ توکیل مطلقاً صحیح نہیں اور سمجھ وال بچہ نے وکیل کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اُس چیز کا وکیل کیا جس کو خود نہیں کرسکتا ہے مثلاً زوجہ کو طلاق دینا۔ غلام کو آزاد کرنا۔ ہبہ کرنا۔ صدقہ دینا یعنی ایسے تصرفات جن میں ضرر محض ہے ان میں توکیل صحیح نہیں۔ (۲) اور اگر ایسے تصرفات میں وکیل کیا جو نفع محض ہیں یہ توکیل درست ہے مثلاً ہبہ قبول کرنا۔ صدقہ قبول کرنا۔ (۳) اور ایسے تصرفات میں وکیل کیا جن میں نفع وضرر دونوں ہوں جیسے بیع واجارہ وغیرہما اس میں ولی نے اجازت تجارت دی ہو توکیل صحیح ہے ورنہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے اجازت دے گا صحیح ہوگی ورنہ باطل۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: مرتد نے کسی کو وکیل کیا یہ توکیل موقوف ہے اگر مسلمان ہوگیا نافذ ہے اور اگر قتل کیا گیا یا مرگیا یا دارالحرب میں چلا گیا توکیل باطل ہے اور اگر دارالحرب میں چلا گیا تھا پھر مسلمان ہوکر واپس ہوا اور قاضی نے اسکے دارالحرب چلے جانے کا حکم دے دیا تھا وہ توکیل باطل ہوچکی اور قاضی نے ابھی حکم نہیں دیا ہے کہ مسلمان ہوکر واپس آگیا توکیل باقی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مرتدہ عورت نے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل جائز ہے۔ وکیل بنانے کے بعد معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی یہ توکیل بدستور باقی ہے ہاں اگر مرتدہ عورت اپنے نکاح کا وکیل بنائے یہ توکیل باطل ہے اگر زمانہ ارتداد میں[4] وکیل نے نکاح کر دیا یہ نکاح بھی باطل اور اگر مسلمان ہونے کے بعد وکیل نے اس کا نکاح کیا یہ نکاح صحیح ہے اور اگر وکیل نے اُس وقت نکاح کیا تھا جب وہ مسلمان تھی پھر معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی اب وکیل نے اُس کا نکاح کیا یہ نکاح جائز نہیں ہے کہ توکیل باطل ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کافر کی کافر کے ذمہ شراب باقی ہے اُس نے مسلمان کو تقاضے کے لیے[6] وکیل کیا مسلمان کو ایسی وکالت قبول نہ کرنی چاہیے۔[7] (عالمگیری)

---

[1]...... ناسمجھ بچہ۔

[2]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۱، وغیرہ.

[3]...... المرجع السابق، ص ۵۶۱-۵۶۲.

[4]...... مرتد ہونے کے زمانے میں۔

[5]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۲.

[6]...... مطالبے کے لیے، لینے کے لیے۔

[7]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۲.

مسئلہ۹: باپ نے نابالغ بچہ کے لیے کسی چیز کے خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل کیا یہ توکیل درست ہے باپ کے وصی کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بچے کے لیے چیز خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: توکیل کے لیے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے یعنی مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جو لایعقل ہو وکیل نہیں ہوسکتا بلوغ اور حریت[2] اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ سمجھ وال کو اور غلام مجور[3] کو بھی وکیل بنا سکتے ہیں۔ وکیل نے بھنگ پی لی کہ عقل میں فتور[4] پیدا ہوگیا وہ اپنی وکالت پر نہ رہا یعنی اس حالت میں جو تصرف کرے گا وہ مؤکل پر نافذ نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: وکیل کو علم ہوجانا صحت توکیل کے لیے شرط نہیں فرض کرو اُس نے کسی کو وکیل کردیا ہے اور اُس وقت وکیل کو خبر نہ ہوئی بعد کو وکیل نے معلوم کیا اور تصرف کیا یہ تصرف جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۲: وکیل بنانے کے لیے وکیل کو علم ہوجانا اگرچہ شرط نہیں ہے مگر وہ وکیل اُس وقت ہوگا جب اُسے علم ہوجائے لہٰذا اگر غلام بیچنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا اور وکیل کو ابھی علم نہیں ہوا ہے بطور خود اُس وکیل نے غلام کو بیچ دیا یا اُس کی بی بی کو طلاق دے دی نہ بیع جائز ہوئی نہ طلاق۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۱۳: حقوق دو قسم ہیں حقوق العبد، حقوق اللہ۔

حقوق اللہ دو قسم ہیں۔ اُس میں دعویٰ شرط ہے یا نہیں۔ جن حقوق اللہ میں دعویٰ شرط ہے جیسے حد قذف، حد سرقہ ان کے اثبات کے لیے توکیل صحیح ہے۔ موکل موجود ہو یا غائب وکیل اس کا ثبوت پیش کرسکتا ہے اور ان کا استیفا یعنی قذف میں دُرّے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اس کے لیے موکل کی موجودگی ضروری ہے۔ اور جن حقوق اللہ میں دعوے شرط نہیں جیسے حد زنا، حد شرب خمر[8] ان کے اثبات یا استیفا کسی میں توکیل جائز نہیں۔

حقوق العباد بھی دو قسم ہیں شبہہ سے ساقط ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ساقط ہوجائیں جیسے قصاص اسکے اثبات کی توکیل صحیح

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معناها شرعاً...إلخ، ج۳، ص ٥٦١.

[2] ......آزادی یعنی غلام نہ ہونا۔

[3] ......ایسا غلام جسے آقا نے تجارت کرنے سے روک دیا ہو۔

[4] ......نقص، خرابی، خلل۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معناها شرعاً...إلخ، ج۳، ص ٥٦١.

[6] ......المرجع السابق، ص ٥٦٣.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......شراب پینے کی سزا۔

ہے اوراستیفا کی توکیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یہ اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہوتو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور حقوق العبد جوشبہہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ [1] بنانا درست ہے وہ حق ازقبیل دَین ہو[2] یا عین[3]۔ تعزیر کے اثبات اوراستیفا دونوں کے لیے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مباحات میں وکیل بنانا جائز نہیں جیسے جنگل کی لکڑی کاٹنا، گھاس کاٹنا، دریا یا کوئیں سے پانی بھرنا، جانور کا شکار کرنا، کان سے جواہر نکالنا جو کچھ ان سب میں حاصل ہوگا وہ سب وکیل کا ہے موکل اُس میں سے کسی شے کا حقدار نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: وکیل بالخصومۃ میں خصم[6] کا راضی ہونا شرط ہے یعنی بغیر اُس کی رضامندی کے وکالت لازم نہیں اگر وہ رد کردے گا تو وکالت رد ہوجائے گی خصم یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خود حاضر ہو کر جواب دے۔ خصم مدعی[7] ہو یا مدعی علیہ[8] دونوں کا ایک حکم ہے اوراگر موکل بیمار ہو کہ پیدل کچہری نہ جاسکتا ہو یا سواری پر جانے میں مرض کا اضافہ ہوجاتا ہو یا موکل سفر میں ہو یا سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا عورت پردہ نشین ہو یا عورت حیض ونفاس والی ہواور حاکم مسجد میں اجلاس کرتا ہو یا کسی دوسرے حاکم نے اُسے قید کردیا ہو یا اپنا دعویٰ اچھی طرح بیان نہ کرسکتا ہوان سب نے وکیل کیا تو وکالت بغیر رضامندی خصم لازم ہوگی۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مدعی مدعیٰ علیہ میں سے ایک معزز ہے دوسرا کم درجہ کا ہے وہ معزز مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کرتا ہے یہ عذر نہیں اس کی وجہ سے وکالت لازم نہ ہوگی اُس کا فریق کہہ سکتا ہے کہ وہ خود کچہری میں حاضر ہو کر جواب دہی کرے۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: خصم راضی ہوگیا تھا مگر ابھی دعوے کی سماعت نہیں ہوئی ہے اس رضامندی کو واپس لے سکتا ہے اور دعوے کی سماعت کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔[11] (درمختار)

---

[1] ......مقدمے کا وکیل۔ [2] ......یعنی قرض کی قسم سے ہو۔ [3] ......یعنی کوئی مخصوص چیز۔

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳،ص۵۶۳۔۵۶۴.

[5] ......المرجع السابق،ص۵۶۴.

[6] ......مدمقابل۔ [7] ......دعوی کرنے والا۔

[8] ......جس پردعویٰ کیا جاتا ہے۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸،ص۲۷۸.

[10] ......المرجع السابق،ص۲۷۹. [11] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸: عقد دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی اضافت[1] موکل[2] کی طرف کرنا ضروری نہیں خود اپنی طرف بھی اضافت کرے جب بھی موکل ہی کے لیے ہو جیسے بیع اجارہ اور بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کی طرف کرنا ضروری ہے اگر اپنی طرف اضافت کردے تو موکل کے لیے نہ ہو بلکہ وکیل ہی کے لیے ہو جیسے نکاح کہ اس میں موکل کا نام لینا ضروری ہے اگر یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اسی کا نکاح ہوگا موکل کا نہیں ہوگا۔ قسم اوّل کے حقوق کا تعلق خود وکیل سے ہوگا موکل سے نہیں ہوگا مثلاً بائع کا وکیل ہے تو تسلیم مبیع[3] اور قبض ثمن[4] وکیل کرے گا اور مشتری کا وکیل ہے تو ثمن دینا اور مبیع لینا اسی کا کام ہے مبیع میں استحقاق ہوا[5] تو مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا وہ بائع سے لے گا اور مشتری کے وکیل نے خریدا ہے تو یہ وکیل ہی بائع سے ثمن واپس لے گا یہ کام موکل یعنی مشتری کا نہیں اور مبیع میں عیب ظاہر ہوا تو اس میں جو کچھ کرنا پڑے خصومت وغیرہ[6] وہ سب وکیل ہی کا کام ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: عقد کی اضافت اگر وکیل نے موکل کی طرف کردی مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز تم سے فلاں شخص نے خریدی اس صورت میں عقد کے حقوق موکل سے متعلق ہوں گے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: موکل نے یہ شرط کردی کہ عقد کے حقوق کا تعلق وکیل سے نہ ہوگا بلکہ مجھ سے ہوگا یہ شرط باطل ہے یعنی باوجود اس شرط کے بھی وکیل ہی سے تعلق ہوگا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: اس صورت میں حقوق کا تعلق اگرچہ وکیل سے ہے مگر مِلک ابتدا ہی سے موکل کے لیے ہوتی ہے یہ نہیں کہ پہلے اُس چیز کا وکیل مالک ہو پھر اُس سے موکل کی طرف منتقل ہو لہٰذا غلام خریدنے کا اسے وکیل کیا تھا اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو جو غلام ہے خریدا آزاد نہیں ہوگا یا باندی[10] خریدنے کو کہا تھا اس نے اپنی زوجہ کو جو باندی ہے خریدا نکاح فاسد نہیں کہ وکیل ان کا مالک ہوا ہی نہیں اور موکل کے ذی رحم محرم کو خریدا آزاد ہو جائے گا اور موکل کی زوجہ کو خریدا نکاح فاسد ہو جائے گا۔[11] (درمختار)

---

[1] ...... نسبت یعنی منسوب کرنا۔
[2] ...... وکیل بنانے والا۔
[3] ...... یعنی فروخت شدہ چیز خریدار کو دینا۔
[4] ...... یعنی خریدار سے چیز کی مقرر کردہ قیمت لینا۔
[5] ...... جو چیز بیچی گئی ہے اس میں کسی کا حق ثابت ہوا۔
[6] ...... مقدمہ وغیرہ۔
[7] ...... "الهداية"، كتاب الوكالة، ج۳، ص۱۳۷۔۱۳۸.
[8] ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، ج۸، ص۲۸۱.
[9] ...... المرجع السابق.
[10] ...... لونڈی۔
[11] ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، ج۸، ص۲۸۲.

مسئلہ ۲۲: جس عقد کی موکل کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے نکاح، خلع، دم عمد[1] سے صلح، انکار کے بعد صلح، مال کے بدلے میں آزاد کرنا، کتابت، ہبہ، تصدق[2]، عاریت، امانت رکھنا، رہن[3]، قرض دینا، شرکت، مضاربت کہ اگر ان کو موکل کی طرف نسبت نہ کرے تو موکل کے لیے نہیں ہوں گے ان میں عقد کے حقوق کا تعلق موکل سے ہوگا وکیل سے نہیں ہوگا۔ وکیل ان عقود میں[4] سفیر محض ہوتا ہے قاصد کی طرح کہ پیغام پہنچا دیا اور کسی بات سے کچھ تعلق نہیں لہٰذا نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہیں ہوسکتا عورت کے وکیل سے تسلیم زوجہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: وکیل سے چیز خریدی ہے موکل ثمن کا مطالبہ کرتا ہے مشتری انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں خریدی جس سے خریدی اُس کو دام دوں گا مگر مشتری نے موکل کو دے دیا تو دینا صحیح ہے اگرچہ وکیل نے منع کردیا ہو کہہ دیا ہو کہ مجھی کو دینا موکل کو نہ دینا۔ وکیل کے سامنے موکل کو دے یا اُس کی غیبت[6] میں ثمن ادا ہو جائے گا وکیل دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔[7] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۴: وکیل کے مرجانے کے بعد وصی اس کے قائم مقام ہے موکل قائم مقام نہیں۔[8] (بحر)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص نے خریدنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا خریدنے سے پہلے یا بعد میں وکیل کو زرِ ثمن دے دیا کہ اسے ادا کرکے مبیع لاؤ وکیل نے روپیہ ضائع کردیا اور وکیل خود تنگدست ہے اپنے پاس سے اس وقت روپیہ نہیں دے سکتا اس صورت میں بائع کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک لے اُس پر قبضہ نہ دے جب تک ثمن وصول نہ کرلے مگر مؤکل سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور فرض کرو کہ موکل نہ ثمن دیتا ہے نہ مبیع پر قبضہ لیتا ہے تو قاضی ان دونوں کی رضامندی سے چیز کو بیع کر دے گا۔[9] (بحرالرائق)

---

[1]...... جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنا۔ [2]......صدقہ کرنا۔

[3]...... کسی کے پاس اپنی کوئی چیز گروی رکھنا۔ [4]......ان معاملات میں۔

[5]...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۸۲.

[6]......عدم موجودگی۔

[7]......"الھدایۃ"، کتاب الوکالۃ، ج۳، ص۱۳۸.

و"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، ج۷، ص۲۵۸.

[8]......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، ج۷، ص۲۵۸.

[9]......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۶: وکیلِ بائع سے ایک چیز خریدی اور مشتری کا دَین موکل یا وکیل یا دونوں کے ذمہ ہے چاہتا یہ ہے کہ دام[1] نہ دینا پڑے بقایا میں مجرا کر دیا جائے[2] اگر موکل کے ذمہ دَین ہے تو محض عقد کرنے ہی سے مقاصہ یعنی ادلا بدلا ہوگیا اور اگر وکیل و موکل دونوں کے ذمہ ہے تو موکل کے دَین کے مقابلہ میں مقاصہ ہوگا وکیل کے نہیں اور تنہا وکیل پر دَین ہو تو اس سے بھی مقاصہ ہو جائے گا مگر وکیل پر لازم ہوگا کہ اپنے پاس سے موکل کو ثمن ادا کرے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: وصی نے کسی کو یتیم کی چیز بیچنے کو کہا وکیل نے بیچ کر دام یتیم کو دے دیے یہ دینا جائز نہیں بلکہ وصی کو دے۔ بیع صرف میں وکیل کیا ہے وکیل نے عقد کیا اور موکل نے عوض پر قبضہ کیا یہ درست نہیں عقد صرف باطل ہو جائے گا کہ اس میں مجلس عقد میں عاقد کا قبضہ ضروری ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: کسی کو اس لیے وکیل کیا کہ وہ فلاں شخص سے یا کسی سے قرض لا دے یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر اس لیے وکیل کیا ہے کہ میں نے فلاں سے قرض لیا ہے تو اُس پر قبضہ کر لے یہ توکیل صحیح ہے۔ اور قرض لینے کے لیے قاصد بنانا صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: وکیل کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہاں وکیل اس لیے کیا کہ یہ چیز فلاں کو دے دے وکیل کو دینا لازم ہے مثلاً کسی سے کہا یہ کپڑا فلاں شخص کو دے دینا اُس نے منظور کر لیا وہ شخص چلا گیا اس کو دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنے پر وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا وکیل آزاد کرنے پر مجبور نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ جس کام کے لیے وکیل بنایا گیا ہے دوسرے کو اُس کا وکیل کر دے ہاں اگر موکل نے اُس کو یہ اختیار دیا ہو کہ خود کر دے یا دوسرے سے کرا دے تو وکیل بنا سکتا ہے یا وکیل کے وکیل نے کام کر لیا اُس کو موکل نے جائز کر دیا تو اب درست ہو گیا۔ وکیل سے کہہ دیا جو کچھ تو کرے منظور ہے وکیل نے وکیل کر لیا یہ توکیل درست ہے اور یہ وکیلِ ثانی موکل کا وکیل قرار پائے گا وکیل کا وکیل نہیں یعنی اگر وکیل اوّل مرجائے یا مجنون ہو جائے یا معزول کر دیا جائے تو اس کا اثر وکیل ثانی پر کچھ نہیں اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کو معزول کر دیا معزول ہو جائے گا۔ اگر وکیل اوّل نے دوسرے کو وکیل بناتے

---

[1] ...... قیمت۔
[2] ......کاٹ دیا جائے۔
[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الو کالة، ج۷، ص۲۵۸.
[4] ......"الدر المختار"، کتاب الو کالة، ج۸، ص۲۸۳.
[5] ......المرجع السابق.
[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الو کالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵٦٦.

وقت یہ کہہ دیا کہ تو جو کرے گا جائز ہے اور اس وکیل دوم نے کسی کو وکیل کیا یہ درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: وکالت میں تھوڑی سی جہالت مضر نہیں مثلاً کہہ دیا ململ کا تھان[2] خرید دو۔ شروط فاسدہ سے وکالت فاسد نہیں ہوتی۔ اس میں شرط خیار نہیں ہوسکتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: وکالتِ عقد لازم نہیں وکیل و موکل ہر ایک بغیر دوسرے کی موجودگی کے معزول کرسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ موکل اگر وکیل کو معزول کرے تو جب تک وکیل کو خبر نہ ہو معزول نہیں یعنی اس درمیان میں جو تصرف[4] کرلے گا نافذ ہوگا موکل یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں معزول کرچکا ہوں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطورِ امانت ہے یعنی ضائع ہوجانے سے ضمان واجب نہیں۔[6] (عالمگیری)

خرید و فروخت میں توکیل کا بیان

مسئلہ ۱: موکل نے یہ کہا کہ جو چیز مناسب سمجھو میرے لیے خرید لو یہ خریداری کی وکالت عامہ ہے جو کچھ بھی خریدے گا موکل انکار نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جو کپڑا چاہو خرید لو یہ کپڑے کے متعلق وکالت عامہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی خاص چیز کی خریداری کے لیے وکیل کیا ہو مثلاً یہ گائے یہ بکری یہ گھوڑا خرید دو۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ وہی معین چیز جس کی خریداری کا وکیل کیا ہے خرید سکتا ہے اُس کے سوا دوسری چیز نہیں خرید سکتا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نہ تعمیم ہے نہ تخصیص مثلاً یہ کہہ دیا کہ میرے لیے ایک گائے خرید دو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جہالت تھوڑی سی ہو توکیل درست ہے اور جہالت فاحشہ ہو توکیل باطل[7]۔[8] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیه"، کتاب الو کالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳،ص۵۶٦.

[2] ......ایک قسم کے باریک سوتی کپڑے کا تھان۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الو کالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳،ص۵٦۷.

[4] ......عمل دخل۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الو کالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳،ص۵٦۷، ٦۳۷.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......یعنی وکیل بنانا درست نہیں۔

[8] ......"الدر المختار"، کتاب الو کالة،باب الو کالة بالبیع و الشراء، ج۸،ص۲۸٤،وغیره.

مسئلہ ۲: جب خریدنے کا وکیل کیا جائے تو ضرور ہے کہ اُس چیز کی جنس یا جنس وصفت یا جنس وثمن بیان کر دیا جائے تا کہ جہالت میں کمی پیدا ہو جائے۔ اگر ایسا لفظ ذکر کیا جس کے نیچے کئی جنسیں شامل ہیں مثلاً کہہ دیا چوپایہ خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بیان کر دیا گیا ہو کیونکہ اُس ثمن میں مختلف جنسوں کی اشیاء خرید سکتے ہیں اور اگر وہ لفظ ایسا ہے جس کے نیچے کئی نوعیں ہیں [1] تو نوع بیان کرے یا ثمن بیان کرے اور نوع یا ثمن بیان کرنے کے بعد وصف یعنی اعلیٰ، اوسط، ادنیٰ بیان کرنا ضرور نہیں۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: یہ کہا کہ میرے لیے گھوڑا خرید لاؤ یا تنزیب کا تھان [3] خرید لاؤ یہ توکیل صحیح ہے اگرچہ ثمن نہ ذکر کیا ہو کہ اس میں بہت کم جہالت ہے اور وکیل اس صورت میں ایسا گھوڑا یا ایسا کپڑا خریدے گا جو موکل کے حال سے مناسب ہو۔ غلام یا مکان خریدنے کو کہا تو ثمن ذکر کرنا ضروری ہے یعنی اس قیمت کا خریدنا یا نوع بیان کر دے مثلاً حبشی غلام ورنہ توکیل صحیح نہیں یہ کہا کہ کپڑا خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بھی بتا دیا ہو کہ یہ لفظ بہت جنسوں کو شامل ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: طعام خریدنے کے لیے بھیجا مقدار بیان کر دی یا ثمن دے دیا تو عرف کا لحاظ کرتے ہوئے طیار کھانا لیا جائے گا گوشت روٹی وغیرہ۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ موتی کا ایک دانہ خرید لاؤ یا یاقوت سرخ کا نگینہ خرید لاؤ اور ثمن ذکر کیا توکیل صحیح ہے ورنہ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: گیہوں وغیرہ غلہ خریدنے کو کہا نہ مقدار ذکر کی کہ اتنے سیر یا اتنے مَن اور نہ ثمن ذکر کیا کہ اتنے کا یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر بیان کر دیا ہے تو صحیح ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: گاؤں کے کسی آدمی نے یہ کہا میرے لیے فلاں کپڑا خرید لو اور ثمن نہیں بتایا وکیل وہ کپڑا خریدے جو گاؤں والے استعمال کرتے ہیں اور ایسا کپڑا خریدنا جو گاؤں والوں کے استعمال میں نہیں آتا ہو، ناجائز ہے یعنی موکل اُس کے لینے سے انکار کر سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ...... یعنی کئی قسمیں ہیں۔

[2] ...... "الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع و الشراء، ج٢، ص١٣٩.

[3] ...... باریک اور کلف دار سوتی کپڑے کا تھان۔

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع و الشراء، ج٨، ص٢٨٤، وغيره.

[5] ...... المرجع السابق، ص٢٨٥.

[6] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثاني في التوكيل بالشراء، ج٣، ص٥٧٤.

[7] ...... المرجع السابق. [8] ...... المرجع السابق.

مسئلہ۸: دلال[1] کو روپے دیے کہ اس کی میرے لیے چیز خرید دو اور چیز کا نام نہیں لیا اگر وہ کسی خاص چیز کی دلالی کرتا ہو تو وہی چیز مراد ہے ورنہ توکیل فاسد۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۹: توکیل میں موکل[3] نے کوئی قید ذکر کی ہے اُس کا لحاظ ضروری ہے اُس کے خلاف کرے گا تو خریداری کا تعلق موکل سے نہیں ہوگا ہاں اگر موکل کے خلاف کیا اور اُس سے بہتر کیا جس کو موکل نے بتایا تھا تو یہ خریداری موکل پر نافذ ہوگی وکیل سے کہا خدمت کے لیے یا روٹی پکانے کے لیے لونڈی خرید لاؤ یا فلاں کام کے لیے غلام خرید لاؤ کنیز[4] یا غلام ایسا خریدا جس کی آنکھیں نہیں یا ہاتھ پاؤں نہیں یہ خریداری موکل پر نافذ نہیں ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: موکل نے جو جنس متعین کی تھی وکیل نے دوسری جنس سے بیع کی موکل پر نافذ نہیں اگرچہ وہ چیز اُس کی بہ نسبت زیادہ کام کی ہے جس کو موکل نے کہا ہے مثلاً وکیل سے کہا تھا میرا غلام ہزار روپے کو بیچنا اُس نے ہزار اشرفی کو بیع کر دیا اور اگر وصف یا مقدار کے لحاظ سے مخالفت ہے تو دو صورتیں ہیں اس مخالفت میں موکل کا نفع ہے یا نقصان اگر نفع ہے موکل پر نافذ ہے مثلاً اُس نے ایک ہزار روپے میں بیچنے کو کہا تھا اس نے ڈیڑھ ہزار میں بیع کی اور نقصان ہے تو نافذ نہیں مثلاً نوسو میں بیع کی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: وکیل نے کوئی چیز خریدی اور اُس میں عیب ظاہر ہوا جب تک وہ چیز وکیل کے پاس ہو اُس کے واپس کرنے کا حق وکیل کو ہے اور اگر وکیل مر گیا تو اُس کے وصی یا وارث کا یہ حق ہے اور یہ نہ ہوں تو یہ حق موکل کے لیے ہے اور اگر وکیل نے وہ چیز موکل کو دیدی تو اب بغیر اجازت موکل وکیل کو پھیرنے کا حق نہیں ہے۔ یہی حکم وکیل بالبیع[7] کا ہے کہ جب تک مبیع کی تسلیم نہیں کی واپسی کا حق اس کو ہے۔ وکیل نے عیب پر مطلع ہو کر بیع سے رضامندی ظاہر کر دی تو اب وہ بیع وکیل پر لازم ہوگئی واپسی کا حق جاتا رہا اور موکل کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو قبول کرلے اور انکار کردے گا تو وکیل کی وہ چیز ہو جائے گی موکل سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔[8] (بحر، درمختار)

---

[1] ......سودا طے کرانے والا، آڑھتی۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثانی فی التوکیل بالشراء، ج۳، ص۵۷٤.

[3] ......وکیل بنانے والا۔

[4] ......لونڈی۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثانی فی التوکیل بالشراء، ج۳، ص۵۷٤، ۵۷۵.

[6] ......المرجع السابق، ص۵۷۵.

[7] ......فروخت کرنے کا وکیل۔

[8] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۵.

مسئلہ ۱۲: وکیل بالبیع نے چیز بیع کی مشتری[1] کو مبیع[2] کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مشتری نے ثمن وکیل کو دیا ہے تو وکیل سے واپس لے اور موکل کو دیا ہے تو موکل سے واپس لے اور مشتری نے وکیل کو دیا وکیل نے موکل کو دے دیا اس صورت میں بھی وکیل سے واپس لے گا۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: مشتری نے مبیع میں عیب پایا موکل اُس عیب کا اقرار کرتا ہے مگر وکیل منکر ہے مبیع واپس نہیں ہوسکتی کیونکہ عقد کے حقوق وکیل سے متعلق ہیں موکل اجنبی ہے اس کا اقرار کوئی چیز نہیں اور اگر وکیل اقرار کرتا ہے موکل انکار کرتا ہے وکیل پر واپسی ہوجائے گی پھر اگر وہ عیب اس قسم کا ہے کہ اتنے دنوں میں کہ موکل کے یہاں سے چیز آئی پیدا نہیں ہوسکتا جب تو چیز موکل پر واپس ہوجائے گی اور اگر وہ عیب ایسا ہے کہ اتنے دنوں میں پیدا ہوسکتا ہے تو وکیل کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ عیب موکل کے یہاں تھا اور اگر وکیل کے پاس گواہ نہ ہوں تو موکل پر قسم دے گا اگر قسم سے انکار کرے چیز واپس ہوگی اور قسم کھالے تو وکیل پر لازم ہوگی۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: وکیل نے بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی یا بیچی اگر موکل ثمن دے چکا ہے یا مبیع کی تسلیم کردی ہے اور ثمن وصول کرکے موکل کو دے چکا ہے بہرحال وکیل کو بیع فسخ کردینے کا اختیار[5] ہے اور ثمن موکل سے لیکر بائع کو واپس کردے کہ یہ فسخ بیع حق موکل کی وجہ سے نہیں ہے کہ اُس سے اجازت لے بلکہ حق شرع کی وجہ سے ہے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۵: وکیل کو یہ اختیار ہے کہ جب تک موکل سے ثمن نہ وصول کرلے چیز اپنے قبضہ میں رکھے موکل کو نہ دے خواہ وکیل نے ثمن اپنے پاس سے بائع کو دے دیا ہو یا نہ دیا ہو یہ اُس صورت میں ہے کہ ثمن مؤجل نہ ہو اور اگر ثمن مؤجل ہو یعنی ادا کی کوئی میعاد مقرر ہو تو موکل کے حق میں بھی مؤجل ہوگیا یعنی جب تک میعاد پوری نہ ہو موکل سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر بیع میں ثمن مؤجل نہ تھا بیع کے بعد بائع نے ثمن کے لیے کوئی میعاد مقرر کردی تو موکل پر مؤجل نہ ہوگا یعنی وکیل اسی وقت اُس سے مطالبہ کرسکتا ہے۔[7] (بحرالرائق)

---

[1] ......خریدار۔ [2] ......بیچی ہوئی چیز۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۲.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......سودا ختم کرنے کا اختیار۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: وکیل نے ہزار روپے میں چیز خریدی بائع نے وہ ہزار وکیل کو ہبہ کردیے وکیل موکل سے پورے ہزار کا مطالبہ کرے گا اور اگر بائع نے پانسو ہبہ کردیے تو یہ پانسو موکل سے ساقط ہوگئے بقیہ پانسو کا مطالبہ ہوگا اور اگر پہلے پانسو ہبہ کردیے پھر پانسو ہبہ کیے پہلے پانسو موکل سے ساقط ہوگئے بعد والے پانسو کا وکیل مطالبہ کرسکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۷: وکیل نے ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لیا اس کے بعد مبیع ہلاک ہوگئی تو وکیل کا نقصان ہوا موکل سے کچھ نہیں لے سکتا اور روکی نہیں تھی اور ہلاک ہوگئی تو موکل کا نقصان ہوا موکل کو ثمن دینا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: بیع صرف وسلم میں مجلسِ عقد میں[3] قبضہ ضروری ہے بدونِ قبضہ[4] جدا ہوجانا عقد کو باطل کردیتا ہے اس سے مراد وکیل کی جدائی ہے موکل کے جدا ہونے کا اعتبار نہیں فرض کرو موکل بھی وہاں موجود تھا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے موکل چلا گیا عقد باطل نہ ہوا اور وکیل چلا گیا باطل ہوگیا اگرچہ موکل موجود ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: وکیل بالشرا[6] کو موکل نے روپے دیدیے تھے اُس نے چیز خریدی اور دام نہیں دیے وہ چیز موکل کو دے دی اور موکل کے روپے خرچ کرڈالے اور بائع کو روپے اپنے پاس سے دیدیے یہ خریداری موکل ہی کے حق میں ہوگی اور اگر دوسرے روپے سے چیز خریدی مگر ادا کیے موکل کے روپے، تو خریداری وکیل کے حق میں ہوگی موکل کے لیے ضمان دینا ہوگا۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲۰: وکیل بالشراء نے موکل سے ثمن نہیں لیا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ موکل سے ملے گا تب دوں گا اُسے اپنے پاس سے دینا ہوگا اور وکیل بالبیع نے چیز بیچ ڈالی اور ابھی دام نہیں ملے ہیں تو موکل سے کہہ سکتا ہے کہ مشتری دے گا تو دوں گا اُس کو اِس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے پاس سے دیدے۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: وکیل بالبیع[9] نے موکل سے کہا کہ میں نے تمھارا کپڑا افلاں کے ہاتھ بیچ ڈالا میں اُس کی طرف سے تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا ہوں تو متبرع[10] ہے مشتری سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ میں تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۶.

[3] ......یعنی جہاں خرید وفروخت ہورہی ہے۔ [4] ......قبضہ کے بغیر۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۷.

[6] ......چیز خریدنے کا وکیل۔

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......کسی چیز کو فروخت کرنے کا وکیل۔ [10] ......احسان، بھلائی کرنے والا۔

ہوں مشتری کے ذمہ جو دام ہیں وہ میں لے لوں گا اس طرح دینا جائز نہیں جو کچھ موکل کو دیا اُس سے واپس لے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۲: آڑھتی[2] کے پاس لوگ اپنے مال رکھ دیتے ہیں اور بیچنے کو کہہ دیتے ہیں اُس نے چیز بیع کی اور اپنے پاس سے دام دے دیے کہ مشتری سے ملیں گے تو میں لے لوں گا مشتری مفلس ہوگیا اُس سے ملنے کی اُمید نہیں تو جو کچھ آڑھتی نے مال والوں کو دیا ہے اُن سے واپس لے سکتا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۳: موکل نے وکیل کو ہزار روپے چیز خریدنے کے لیے دیے اُس نے چیز خریدی مگر ابھی بائع کو ثمن ادا نہیں کیا اور وہ روپے ضائع ہوگئے تو موکل کے ضائع ہوئے یعنی اُس کو دوبارہ دینا ہوگا اور اگر مؤکل نے پہلے روپے نہیں دیے ہیں وکیل کے خریدنے کے بعد دیے اور بائع کو ابھی دیے نہیں روپے ضائع ہوگئے تو وکیل کے ہلاک ہوئے اور اگر پہلے دے دیے تھے اور وکیل نے بائع کو نہیں دیے اور ہلاک ہوگئے تو وکیل موکل سے دوبارہ لے گا اور اس مرتبہ بھی ہلاک ہوگئے تو اب موکل سے نہیں لے سکتا اپنے پاس سے دینا ہوگا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۴: غلام خریدنے کے لیے ہزار روپے کسی نے دیے تھے روپے گھر میں رکھ کر بازار گیا اور غلام خرید لایا بائع کو روپیہ دینا چاہتا ہے دیکھتا ہے کہ روپے چوری گئے اور غلام بھی اسی کے گھر مر گیا ایک طرف بائع آیا کہ روپیہ دو، دوسری طرف موکل آتا ہے کہتا ہے غلام لاؤ، اس کا حکم یہ ہے کہ موکل سے ہزار روپے لے کر بائع کو دے اور پہلے کے روپے اور غلام یہ ہلاک ہوئے موکل ان کا کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کہ امانت تھے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص سے کہا کہ ایک روپیہ کا پانچ سیر گوشت لادو، وہ ایک روپیہ کا دس سیر گوشت لایا اور گوشت بھی وہ ہے جو بازار میں روپیہ کا پانچ سیر ملتا ہے موکل کو صرف پانچ سیر آٹھ آنے میں لینا ضروری ہے اور باقی گوشت وکیل کے ذمہ۔ اور اگر پاؤ آدھ سیر زائد لایا ہے مگر اتنے ہی میں جتنے میں موکل نے بتایا تھا تو یہ زیادتی موکل کے ذمہ لازم ہے اس کے لینے سے انکار نہیں کرسکتا اور اگر گوشت روپیہ کا پانچ سیر والا نہیں ہے بلکہ یہ گوشت روپیہ کا دس سیر بکتا ہے تو اس میں سے موکل کو کچھ لینا ضرور نہیں۔ یہی حکم ہر وزنی چیز کا ہے۔ اور اگر قیمی چیز ہو مثلاً یہ کہا کہ پانچ روپے کا ململ[6] کا تھان لاؤ وکیل پانچ روپے میں دو

---

[1] ...... "البحر الرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦٤.

[2] ...... دلال یعنی وہ شخص جو کمیشن لیکر لوگوں کا مال بیچتا ہے۔

[3] ...... "البحر الرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦٤.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوکالۃ، فصل فی التوکیل بالبیع والشراء، ج۲، ص۱٥۸.

[6] ...... ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔

تھان لایا مگر تھان وہی ہے جو بازار میں پانچ کا آتا ہے تو موکل کو لینا لازم نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک چیز معین کرکے کہا کہ یہ چیز میرے لیے خرید لاؤ مثلاً یہ بکری یہ گائے یہ بھینس تو وکیل کو وہ چیز اپنے لیے یا موکل کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے خریدنا جائز نہیں اگر وکیل کی نیت اپنے لیے خریدنے کی ہے یا مونھ سے کہہ دیا کہ اس کو اپنے لیے یا فلاں کے لیے خریدتا ہوں جب بھی وہ چیز موکل ہی کے لیے ہے۔[2] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۷: وکیل مذکور نے موکل کی موجودگی میں چیز اپنے لیے خریدی یعنی صاف طور پر کہہ دیا کہ اپنے لیے خریدتا ہوں یا ثمن جو کچھ اُس نے بتایا تھا اُس کے خلاف دوسری جنس کو ثمن کیا اُس نے روپیہ کہا تھا اس نے اشرفی[3] یا نوٹ سے وہ چیز خریدی یا موکل نے ثمن کی جنس کو معین نہیں کیا تھا اس نے نقود کے علاوہ دوسری چیز کے عوض میں خریدی یا اس نے خود نہیں خریدی بلکہ دوسرے کو خریدنے کے لیے وکیل کیا اور اُس نے اس کی عدم موجودگی میں خریدی ان سب صورتوں میں وکیل کی مِلک ہوگی موکل کی نہیں ہوگی اور اگر وکیل کے وکیل نے وکیل کی موجودگی میں خریدی تو موکل کی ہوگی۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: غیر معین چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا تو جو کچھ خریدے گا وہ خود وکیل کے لیے ہے مگر دو صورتوں میں موکل کے لیے ہے ایک یہ کہ خریداری کے وقت اُس نے موکل کے لیے خریدنے کی نیت کی دوسری یہ کہ موکل کے مال سے خریدی یعنی عقد کو وکیل نے مال موکل کی طرف نسبت کیا مثلاً یہ چیز فلاں کے روپے سے خریدتا ہوں۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۹: عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو اسی کے لیے ہے اور اگر عقد کو مطلق روپے سے کیا نہ یہ کہا کہ موکل کے روپے سے نہ یہ کہ اپنے روپے سے تو جو نیت ہو۔ اپنے لیے نیت کی تو اپنے لیے موکل کے لیے نیت کی تو موکل کے لئے۔ اور اگر نیتوں میں اختلاف ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کے روپے اُس نے دیے اپنے دیے تو اپنے لیے خریدی ہے موکل کے دیے تو اُس کے لیے خریدی ہے۔[6] (بحر)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۷.

[2] ......"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج ۲، ص ۱٤۱.

و"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۷، ص۲٦۸.

[3] ......سونے کا سکہ۔

[4] ......"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۲، ص۱٤۱.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۸.

و"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۲، ص۱٤۲.

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۷، ص ۲۷۰-۲۷۱.

مسئلہ ۳۰: وکیل وموکل میں اختلاف ہے وکیل کہتا ہے میں نے تمھارے (موکل کے) لیے خریدی ہے موکل کہتا ہے تم نے اپنے لیے خریدی ہے اس صورت میں موکل کا قول معتبر ہے جبکہ موکل نے روپیہ نہ دیا ہو اور اگر موکل نے روپیہ دے دیا ہو تو وکیل کا قول معتبر ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱: معین غلام کی خریداری کا وکیل تھا پھر وکیل وموکل میں اختلاف ہوا اگر غلام زندہ ہے وکیل کا قول معتبر ہے موکل نے دام[2] دیے ہوں یا نہ دیے ہوں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: خریدار نے کہا یہ چیز میرے ہاتھ زید کے لیے بیچو اُس نے بیچی اس کے بعد خریدار یہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے خریدنے کا حکم نہیں کیا تھا مقصود یہ ہے کہ اس کو میں خود لوں زید کو نہ دوں اگر زید لینا چاہتا ہے تو چیز لے لیگا اور خریدار کا انکار لغو و بیکار ہے۔ ہاں اگر زید بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اُسے حکم نہیں دیا تھا تو خریدار لے گا زید کو نہیں ملے گی مگر جب کہ باوجود اس کے کہ زید نے کہہ دیا ہے کہ میں نے اُس سے لینے کو نہیں کہا ہے خریدار نے وہ چیز زید کو دے دی اور زید نے لے لی تو اب زید کی ہوگئی اور یہ تعاطی کے طور پر[4] زید سے بیع ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: دو چیزیں خریدنے کے لیے حکم دیا خواہ دونوں معین ہوں یا غیر معین اور ثمن معین نہیں کیا ہے کہ اتنے میں خریدی جائیں وکیل نے ایک خریدی اگر یہ واجبی قیمت[6] میں خریدی ہے یا خفیف سی زیادتی کے ساتھ خریدی کہ اتنی زیادتی کے ساتھ لوگ خرید لیتے ہوں تو یہ بیع موکل کے لیے ہوگی اور اگر بہت زیادہ داموں کے ساتھ خریدی تو موکل کے لیے لینا ضرور نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: دو چیزیں خریدنے کے لیے وکیل کیا اور ثمن معین کر دیا ہے مثلاً ہزار روپے میں دونوں خریدو اور فرض کرو کہ دونوں قیمت میں یکساں ہیں وکیل نے ایک کو پانسو یا کم میں خریدا تو موکل پر نافذ ہے اور پانسو سے زیادہ میں خریدی اگرچہ تھوڑی ہی زیادتی ہو تو موکل پر نافذ نہیں مگر جب کہ دوسری باقی روپے میں موکل کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے خرید لے مثلاً پہلی ساڑھے

1...."الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٢، ص١٤١-١٤٢.

2....روپے۔

3...."الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٨، ص٢٨٩.

4....ایجاب وقبول کے بغیر صرف لین دین سے۔

5...."الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٨، ص٢٨٩-٢٩٠.

6....بازار میں کسی چیز کی معین قیمت جس میں کمی بیشی نہیں کی جاتی۔

7...."الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٨، ص٢٩٠.

پانسو میں خریدی اور دوسری ساڑھے چار سو میں کہ دونوں ایک ہزار میں ہوگئیں اب دونوں موکل پر لازم ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: زید کا عمرو پر دَین[2] ہے زید نے عمرو سے کہا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے ہیں اُن کے بدلے فلاں چیز معین میرے لیے خرید لو یا فلاں سے فلاں چیز خرید لو یعنی چیز معین کردی ہو یا بائع کو معین کردیا ہو یہ توکیل صحیح ہے عمرو خرید کر جب وہ روپیہ بائع کو دیدے گا زید کے دَین سے بری الذمہ ہو جائے گا زید نہ تو چیز کے لینے سے انکار کرسکتا ہے نہ اب دَین کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر نہ چیز کو معین کیا نہ بائع کو معین کیا اور مدیون[3] نے چیز خرید لی اور روپیہ ادا کردیا تو بریٔ الذمہ نہیں ہوا زید اس سے دَین کا مطالبہ کرسکتا ہے اور وہ چیز جو خریدی ہے مدیون کی ہے زید اُس کے لینے سے انکار کرسکتا ہے اور فرض کرو ہلاک ہوگئی تو مدیون کی ہلاک ہوئی زید سے تعلق نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: دائن[5] نے مدیون سے کہہ دیا کہ میرا روپیہ جو تمھارے ذمہ ہے اُسے خیرات کردو یہ کہنا صحیح ہے خیرات کردے گا تو دائن کی طرف سے ہوگا اب دَین کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں مالک مکان نے کرایہ دار سے یہ کہا کہ کرایہ جو تمھارے ذمہ ہے اُس سے مکان کی مرمت کرادو اُس نے کرادی درست ہے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: ایک چیز ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا اور روپے بھی دے دیے اُس نے خرید لی اور چیز بھی ایسی ہے جس کی واجبی قیمت ہزار روپے ہے وہ شخص کہتا ہے یہ پانسو میں تم نے خریدی ہے اور وکیل کہتا ہے نہیں میں نے ہزار میں خریدی ہے اس میں وکیل کا قول معتبر ہوگا اور اگر واجبی قیمت اُس کی پانسو ہی ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اور اگر روپے نہیں دیے ہیں اور واجبی قیمت پانسو ہے جب بھی موکل کا قول معتبر ہے اور اگر واجبی قیمت ہزار ہے تو دونوں پر حلف دیا جائے گا اگر دونوں قسم کھا جائیں تو عقد فسخ ہوجائے گا[7] اور وہ چیز وکیل کے ذمہ لازم ہوجائے گی۔[8] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۳۸: موکل نے چیز کو معین کردیا ہے مگر ثمن نہیں معین کیا کہ کتنے میں خریدنا اور یہی اختلاف ہوا یعنی وکیل کہتا

---

[1]......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص ۲۹۰.

[2]......قرض۔ [3]......مقروض۔

[4]......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص ۲۹۰.

[5]......قرض دینے والا۔

[6]......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص ۲۹۰.

[7]......یعنی وکیل ومؤکل کے درمیان یہ معاملہ ختم ہوجائے گا۔

[8]......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص ۲۹۱.

و"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷،ص ۲۷۷-۲۷۸.

ہے میں نے ہزار میں خریدی ہے موکل کہتا ہے پانسو میں خریدی ہے یہاں بھی دونوں پر حلف ہے [1] اگرچہ بائع وکیل کی تصدیق کرتا ہو کہ اس کی تصدیق کا کچھ لحاظ نہیں کیونکہ یہ اس معاملہ میں اجنبی ہے اور بعد حلف وہ چیز وکیل پر لازم ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: موکل یہ کہتا ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ پانسو میں خریدنا اور وکیل کہتا ہے تم نے ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا یہاں موکل کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو وکیل کے گواہ معتبر ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص سے کہا تھا کہ میری یہ چیز اتنے میں بیع کردو اور اُس وقت اُس چیز کی اُتنی ہی قیمت تھی مگر بعد میں قیمت زیادہ ہوگئی تو وکیل کو اُتنے میں بیچنا اب درست نہیں یعنی نہیں بیچ سکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: خرید وفروخت واجارہ وبیع سلم وبیع صرف کا وکیل اُن لوگوں کے ساتھ عقد نہیں کرسکتا جن کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ واجبی قیمت کے ساتھ عقد کیا ہو ہاں اگر موکل نے اس کی اجازت دے دی ہو کہہ دیا ہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو عقد کرو تو ان لوگوں سے واجبی قیمت پر عقد کرسکتا ہے اور اگر موکل نے عام اجازت نہیں دی ہے اور واجبی قیمت سے زیادہ پر ان لوگوں کے ہاتھ چیز بیع کی تو جائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: وکیل کو یہ جائز نہیں کہ اُس چیز کو خود خریدلے جس کی بیع کے لیے اس کو وکیل کیا ہے یعنی یہ بیع ہی نہیں ہوسکتی کہ خود ہی بائع ہو اور خود مشتری۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: موکل نے اُن لوگوں سے بیع کی صریح لفظوں میں اجازت دے دی ہو جب بھی اپنی ذات یا نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ جس پر دَین نہ ہو بیع کرنا جائز نہیں۔[7] (بحرالرائق)

---

[1]...... قسم ہے۔

[2]...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۲.

[3]...... المرجع السابق.

[4]...... "ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۳.

[5]...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء... إلخ، ج۸، ص۲۹۳.

[6]...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۸.

[7]...... "البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۴.

مسئلہ ۴۴: وکیل کم یا زیادہ جتنی قیمت پر چاہے خرید وفروخت کرسکتا ہے جب کہ تہمت کی جگہ نہ ہو اور موکل نے دام بتائے نہ ہوں [1] مگر بیع صرف میں غبن فاحش کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں اور وکیل یہ بھی کرسکتا ہے کہ چیز کو غیر نقود کے بدلے میں بیع کرے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵: بیع کا وکیل چیز اُدھار بھی بیع کرسکتا ہے جب کہ موکل بطور تجارت چیز بیچنا چاہتا ہو اور اگر ضرورت و حاجت کے لیے بیع کرتا ہے مثلاً خانہ داری کی چیزیں ضرورت کے وقت بیچ ڈالتے ہیں اس صورت میں وکیل کو اُدھار بیچنا جائز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: عورت نے سوت کات کر کسی کو بیچنے کے لیے دیا اُدھار بیچنا جائز نہیں غرض اگر قرینہ سے یہ ثابت ہو کہ موکل کی مراد نقد بیچنا ہے تو اُدھار بیچنا درست نہیں اور جہاں اُدھار بیچنا درست ہے اُس سے مراد اُتنے زمانہ کے لیے اُدھار بیچنا ہے جس کا رواج ہو اور اگر زمانہ طویل کردیا مثلاً عام طور پر لوگ ایک مہینے کی مدت دیتے تھے اس نے زیادہ کردی یہ جائز نہیں۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۷: موکل نے کہا اس چیز کو سو روپے میں اُدھار بیچ دینا اُس نے سو روپے نقد میں بیچ دی یہ جائز ہے اور اگر موکل نے دام نہ بتائے ہوں یہ کہا کہ اس کو اُدھار بیچنا وکیل نے نقد بیچ دی یہ جائز نہیں۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۸: وکالت کو زمانہ یا مکان کے ساتھ مقید کرنا درست ہے یعنی موکل نے کہہ دیا کہ اسکو کل بیچنا یا خریدنا یا فلاں جگہ خریدنا یا بیچنا وکیل آج عقد نہیں کرسکتا نہ اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ کرسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: وکیل سے کہا جاؤ بازار سے فلاں چیز فلاں شخص کی معرفت خرید لاؤ وکیل نے بغیر اُس کی معرفت کے خریدی یہ درست ہے یعنی اگر وہ چیز ضائع ہوگئی تو وکیل ضامن نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ بغیر اُس کی معرفت کے مت خریدنا وکیل نے بغیر معرفت خرید لی یہ جائز نہیں ہلاک ہوجائے تو وکیل کا نقصان ہے موکل سے تعلق نہیں۔[7] (درمختار)

---

1 ...... قیمت نہ بتائی ہو۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۴، وغیرہ.

3 ......المرجع السابق، ص۲۹۵.

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۴.

و"الدرالمختار" کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۵.

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۸۴.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۶.

7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۰: ایسی چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا ہے جس میں بار برداری صَرف ہوگی [1] اور وکیل وموکل دونوں ایک ہی شہر میں ہیں تو اُس سے مراد اُسی شہر میں بیچنا ہے دوسرے شہر میں لے جانا جائز نہیں فرض کرو دوسری جگہ بار کرا کے لے گیا اور چوری گئی یا ضائع ہوگئی وکیل کو تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر بار برداری کا صرفہ نہ ہوتا ہو اور موکل نے جگہ کی تعیین نہیں کی ہے تو اس شہر کی خصوصیت نہیں وکیل کو اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: موکل نے وکیل پر کوئی شرط کردی ہے جو پوری طور پر مفید ہے وکیل کو اُس شرط کی رعایت واجب ہے مثلاً کہا تھا اس کو خیار کے ساتھ بیع کرنا وکیل نے بلا خیار بیع کردی یہ جائز نہیں۔ موکل نے کہا تھا کہ میرے لیے اس میں خیار رکھنا اور خیار کی شرط نہیں کی جب تو بیع ہی جائز نہیں اور اگر موکل کے لیے خیار شرط کیا تو وکیل وموکل دونوں کے لیے ہوگا۔ موکل نے مطلق بیع کی اجازت دی وکیل نے موکل یا اجنبی کے لیے خیار شرط کیا یہ بیع صحیح ہے۔ موکل نے ایسی شرط لگائی جس کا کوئی فائدہ نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: وکیل نے اُدھار بیچی تو ثمن کے لیے مشتری سے کفیل [4] لے سکتا ہے یا ثمن کے مقابل [5] میں کوئی چیز رہن [6] رکھ سکتا ہے لہٰذا اس صورت میں وکیل کے پاس سے رہن کی چیز ہلاک ہوگئی یا کفیل سے وصولی کی کوئی صورت ہی نہ رہی تو وکیل ضامن نہیں۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: موکل نے کہہ دیا ہے کہ جس کے ہاتھ بیع کرو اُس سے کفیل لینا یا کوئی چیز رہن رکھ لینا وکیل نے بغیر رہن وکفالت [8] بیع کردی یہ جائز نہیں۔ وکیل وموکل میں اختلاف ہوا موکل کہتا ہے میں نے رہن یا کفالت کے لیے کہا تھا وکیل کہتا ہے نہیں کہا تھا اس میں موکل کا قول معتبر ہے۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: وکیل نے بیع کی اور مشتری کی طرف سے ثمن کی خود ہی کفالت کی یہ کفالت جائز نہیں اور اگر وہ بیع کا وکیل

---

[1] ......یعنی مزدوری دینی پڑے گی۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوكالة، الباب الثالث فی الوكالة بالبيع، ج۳، ص۵۸۹.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......ضامن، ذمہ دار۔ [5] ......یعنی قیمت کے بدلے۔ [6] ......گروی۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوكالة، فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹٦.

[8] ......رہن رکھے بغیر یا کفیل لیے بغیر۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوكالة، الباب الثالث فی الوكالة بالبيع...إلخ، ج۳، ص۵۹۰.

نہیں ہے بلکہ مشتری سے ثمن وصول کرنے کے لیے وکیل ہے یہ مشتری کی طرف سے ثمن کی کفالت کرتا ہے جائز ہے اور مشتری سے ثمن معاف کردے تو معاف نہ ہوگا۔ [1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۵: وکیل نے مشتری سے ثمن وصول کرنے میں تاخیر کردی یعنی بیع کے بعد اُس کے لیے میعاد مقرر کردی یا ثمن معاف کردیا یا مشتری نے حوالہ کردیا اس نے قبول کرلیا یا اُس نے کھوٹے روپے دے دیے اس نے لے لیے یہ سب درست ہے یعنی جو کچھ کرچکا ہے مشتری سے اُس کے خلاف نہیں کرسکتا مگر مؤکل کے لیے تاوان دینا ہوگا۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: جو شخص خریدنے کا وکیل ہوا اُس کی خریداری کے لیے موکل نے ثمن کی تعیین نہ کی ہو تو اُتنے ہی دام کے ساتھ خرید سکتا ہے جو چیز کی اصلی قیمت ہے یا کچھ زیادہ کے ساتھ خرید سکتا ہے کہ عام طور پر لوگوں کے خریدنے میں یہ دام ہوتے ہوں۔ یہ اُن چیزوں میں ہے جن کا ثمن معروف و مشہور نہ ہو اور اگر ثمن معروف ہے جیسے روٹی۔ گوشت۔ ڈبل روٹی۔ بسکٹ اور انکے علاوہ بہت سی چیزیں ان کو وکیل نے زیادہ ثمن سے خریدا اگرچہ بہت تھوڑی زیادتی ہے مثلاً چار پیسے میں چار روٹیاں آتی ہیں اس نے پانچ کی چار خریدیں یہ بیع موکل پر نافذ نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اُس میں سے آدھی بیچ دی اور چیز ایسی ہے جس میں تقسیم نہ ہوسکے جیسے لونڈی، غلام، گائے، بکری کہ ان میں تقسیم نہیں ہوسکتی اگر موکل کے دعویٰ کرنے سے پہلے وکیل نے دوسرا نصف بھی بیچ دیا جب تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر چیز ایسی ہے جس کے حصہ کرنے میں نقصان نہ ہو جیسے جَو، گیہوں [4] تو نصف کی بیع صحیح ہے چاہے باقی کو بیع کرے یا نہ کرے اور اگر خریدنے کا وکیل ہے اور آدھی چیز خریدی تو جب تک باقی کو خرید نہ لے موکل پر نافذ نہ ہو گی اُس چیز کے حصے ہوسکتے ہوں یا نہ ہوسکیں دونوں کا ایک حکم ہے۔ [5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۸: مشتری نے مبیع میں عیب پایا اور وکیل پر اس کو رد کردیا اس کی چند صورتیں ہیں مشتری نے گواہوں سے عیب ثابت کیا ہے یا وکیل پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کیا یا خود وکیل نے عیب کا اقرار کیا بشرطیکہ اس تیسری صورت میں

......

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الثالث فی الوکالۃ بالبیع، ج۳، ص۵۹۶.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۷.

[3] ......گندم۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۸۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۷.

وہ عیب ایسا ہو کہ اس مدت میں پیدا نہیں ہوسکتا ان تینوں صورتوں میں وکیل پر رد موکل پر رد ہے اور اگر عیب ایسا ہے جس کا مثل اس مدت میں پیدا ہوسکتا ہے اور وکیل نے اس کا اقرار کرلیا تو وکیل پر رد موکل پر رد نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: مبیع ایسے عیب کی وجہ سے جس کا مثل حادث ہوسکتا ہے وکیل پر بوجہ اقرار کے رد کی گئی اس صورت میں وکیل کو موکل پر دعویٰ کرنے کا حق ہے گواہوں سے اگر موکل کے یہاں عیب ہونا ثابت کردے گا یا بصورت گواہ نہ ہونے کے موکل پر حلف دیا جائے گا اگر حلف سے انکار کردے گا تو موکل پر رد کردی جائے گی اور اگر وکیل پر رد کیا جانا قاضی کے حکم سے نہ ہو بلکہ خود وکیل نے اپنی رضامندی سے چیز واپس لی تو اب موکل پر دعویٰ کرنے کا بھی حق نہیں ہے کہ اس طرح واپسی حق ثالث میں بیع جدید[2] ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۰: وکالت میں اصل خصوص ہے کیونکہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ وکیل کے لیے معین کرکے کام بتایا جاتا ہے عموم بہت کم ہوتا ہے اور مضاربت میں عموم اصل ہے یعنی عام طور پر مضارب کو امور تجارت میں وسیع اختیارات دیے جاتے ہیں کیونکہ مضارب کے لیے پابندی اکثر موقع پر اصل مقصود کے منافی ہوتی ہے اس قاعدۂ کلیہ کی تفریع یہ ہے کہ وکیل نے اُدھار بیچا موکل نے کہا میں نے تم سے نقد بیچنے کو کہا تھا وکیل کہتا ہے تم نے مطلق رکھا تھا نقد یا اُدھار کسی کی تخصیص نہیں تھی موکل کی بات مانی جائے گی اور یہی صورت مضاربت میں ہو کہ رب المال[4] کہتا ہے میں نے نقد بیچنے کو کہا تھا اور مضارب[5] کہتا ہے نقد یا اُدھار کسی کی تعیین نہ تھی تو مضارب کی بات مانی جائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: وکیل مدعی ہے کہ میں نے چیز بیچ دی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر ثمن ہلاک ہوگیا اور مشتری بھی وکیل کی تصدیق کرتا ہے موکل کہتا ہے دونوں جھوٹے ہیں وکیل کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۲: مؤکل کہتا ہے میں نے تجھ کو وکالت سے جدا کردیا وکیل کہتا ہے وہ چیز تو میں نے کل ہی بیچ ڈالی وکیل کی بات نہیں مانی جائے گی۔[8] (بحر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلٌ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۲۹۸.

[2] ......تیسرے شخص کے حق میں نیا سودا۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲۸۹.

[4] ......مال کا مالک۔

[5] ......دوسرے کے مال سے مشترک نفع پر تجارت کرنے والا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلٌ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۲۹۹.

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲۹۱.

[8] ......المرجع السابق.

(دو شخصوں کے وکیل کرنے کے احکام)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دو شخصوں کو وکیل کیا تو ان میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کرسکتا[1] اگر کرے گا موکل پر نافذ نہیں ہوگا دوسرا مجنوں ہوگیا یا مرگیا جب بھی اُس ایک کو تصرف کرنا جائز نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ اُس کام میں دونوں کی رائے اور مشورہ کی ضرورت ہو مثلاً بیع اگرچہ ثمن بھی بتا دیا ہو اور یہ حکم وہاں ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ وکیل بنایا یعنی یہ کہا میں نے دونوں کو وکیل کیا یا زید وعمرو کو وکیل کیا اور اگر دونوں کو ایک کلام میں وکیل نہ بنایا ہو آگے پیچھے وکیل کیا ہو تو ہر ایک بغیر دوسرے کی رائے کے تصرف کرسکتا ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۶۴: دو شخصوں کو مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کیا تو بوقت پیروی دونوں کا مجتمع ہونا[3] ضروری نہیں تنہا ایک بھی پیروی کرسکتا ہے بشرطیکہ امور مقدمہ[4] میں دونوں کی رائے مجتمع ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: زوجہ کو بغیر مال کے طلاق دینے کے لیے یا غلام کو بغیر مال آزاد کرنے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا ان میں تنہا ایک شخص طلاق دے سکتا ہے آزاد کرسکتا ہے یہاں تک کہ ایک نے طلاق دے دی اور دوسرا انکار کرتا ہے جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں کسی کی امانت واپس کرنے کے لیے یا عاریت پھیرنے کے لیے[6] یا غصب کی ہوئی چیز[7] دینے کے لیے یا بیع فاسد میں رد کرنے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک شخص بغیر مشارکت دوسرے کے یہ سب کام کرسکتا ہے۔ زوجہ کو طلاق دینے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا اور یہ کہہ دیا کہ تنہا ایک شخص طلاق نہ دے بلکہ دونوں جمع ہو کر متفق ہو کر طلاق دیں اور ایک نے طلاق دے دی دوسرے نے نہیں دی یا ایک نے طلاق دی دوسرے نے اسے جائز کیا طلاق نہ ہوئی اور اگر یہ کہا کہ تم دونوں مجتمع ہو کر اُسے تین طلاقیں دے دینا ایک نے ایک طلاق دی دوسرے نے دو طلاقیں دیں ایک بھی نہیں ہوئی جب تک مجتمع ہو کر دونوں تین طلاقیں نہ دیں۔ یوہیں دو شخصوں سے کہا کہ میری عورتوں میں سے ایک کو تم دونوں طلاق دے دو اور عورت کو معین نہ کیا تو تنہا ایک شخص طلاق نہیں دے سکتا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی معاملہ طے نہیں کرسکتا۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۴.

[3] ......یعنی حاضر ہونا۔

[4] ......مقدمہ کے معاملات۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۹.

[6] ......عارضی طور پر لی ہوئی چیز واپس کرنے کے لیے۔

[7] ......ناجائز قبضہ کی ہوئی چیز۔

[8] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۴.

مسئلہ ۶۶: دو شخصوں کو کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل کیا یا عورت نے دو شخصوں کو نکاح کا وکیل کیا تنہا ایک وکیل نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ مؤکل نے مہر کا تعین بھی کر دیا ہو۔ خلع کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تنہا ایک شخص خلع نہیں کرسکتا اگرچہ بدلِ خلع بھی ذکر کر دیا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: امانت یا عاریت یا مغصوب شے کو واپس لینے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کا ساتھی بھی شریک نہ ہو فرض کرو اگر تنہا ایک نے واپس لی اور ضائع ہوئی تو اُسے پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۸: دَین[3] ادا کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو ایک تنہا بھی ادا کرسکتا ہے دوسرے کی شرکت ضروری نہیں اور دَین وصول کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو تنہا ایک وصول نہیں کرسکتا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۶۹: دَین وصول کرنے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا اور مؤکل غائب ہوگیا اور ایک وکیل بھی غائب ہوگیا جو وکیل موجود تھا اُس نے دَین کا مطالبہ کیا مدیون دَین کا اقرار کرتا ہے مگر وکالت سے انکار کرتا ہے وکیل نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے دَین وصول کرنے کا مجھے اور فلاں شخص کو وکیل کیا ہے اس صورت میں قاضی دونوں کی وکالت کا حکم دے گا دوسرا وکیل جو غائب ہے جب آجائے گا اُسے گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ دونوں مل کر دَین وصول کرلیں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: واہب نے[6] دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز فلاں موہوب لہ[7] کو تسلیم کردو[8] ان میں کا ایک شخص تسلیم کرسکتا ہے اور اگر موہوب لہ نے قبضہ کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص قبضہ نہیں کرسکتا اور اگر دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز کسی کو ہبہ کردو اور موہوب لہ کو معین نہیں کیا تو ایک شخص کسی کو ہبہ نہیں کرسکتا اور اگر موہوب لہ کو معین کر دیا ہے تو ایک شخص ہبہ کرسکتا ہے۔[9] (بحرالرائق)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۴.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۶.

[3] ......قرض۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۷.

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۴.

[6] ......ہبہ کرنے والے نے۔ [7] ......جس کے لیے ہبہ کیا۔ [8] ......یعنی سپرد کردو، دے دو۔

[9] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۷.

مسئلہ ۷۱: رہن ایک شخص تنہا نہیں رکھ سکتا مکان یا زمین کرایہ پر لینے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک نے کرایہ پر لیا تو وکیل کے اجارہ میں ہوا پھر اگر وکیل نے موکل[1] کو دے دیا تو یہ وکیل و موکل کے مابین ایک جدید اجارہ بطور تعاطی منعقد ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: یہ کہا کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کو فلاں چیز کے خریدنے کا وکیل کیا دونوں نے خرید لی اگر آگے پیچھے خریدی ہے تو پہلے کی چیز موکل کی ہوگی اور دوسرے نے جو خریدی ہے وہ خود اُس وکیل کی ہوگی اور اگر دونوں نے بیک وقت خریدی تو دونوں چیزیں موکل کی ہوں گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: ایک شخص سے کہا میری یہ چیز بیچ دو پھر دوسرے سے بھی اُسی چیز کے بیچنے کو کہا اور دونوں نے دو شخصوں کے ہاتھ بیع کردی اگر معلوم ہے کہ کس نے پہلے بیع کی تو جس نے پہلے خریدی ہے چیز اُسی کی ہے اور معلوم نہ ہو تو دونوں مشتری اُس میں نصف نصف کے شریک ہیں اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ نصف ثمن کے ساتھ لے یا نہ لے اور اگر دونوں نے ایک ہی شخص کے ہاتھ بیع کی اور دوسرے نے زیادہ داموں میں[4] بیچی دوسری بیع جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

(وکیل کام کرنے پر کہاں مجبور ہے کہاں نہیں)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص کو وکیل کیا ہے کہ وہ اپنے مال سے یا موکل کے مال سے دَین ادا کردے اس کو دَین ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا مگر جب کہ وکیل کے ذمہ خود موکل کا دَین ہے اور موکل نے اُس سے دوسرے کا دَین جو موکل پر ہے ادا کرنے کو کہا۔ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی جگہ بھی وکیل اُس کام پر مجبور نہیں کیا جاسکتا جس کے لیے وکیل ہوا ہے مثلاً یہ کہا کہ میری یہ چیز بیچ کر فلاں کا دَین ادا کردو وکیل اُس کے بیچنے پر مجبور نہیں یا یہ کہہ دیا ہو کہ میری عورت کو طلاق دے دو، وکیل طلاق دینے پر مجبور نہیں اگرچہ عورت طلاق مانگتی ہو یا غلام آزاد کردو یا فلاں شخص کو یہ چیز ہبہ کردو یا فلاں کے ہاتھ یہ چیز بیع کردو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......وکیل کرنے والا۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۵.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......زیادہ قیمت پر۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۵.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۰.

مسئلہ ۷۵: بعض باتوں میں وکیل اُس کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے گا انکار نہیں کرسکتا۔ ایک چیز معین شخص کو دینے کے لیے وکیل کیا تھا کہ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اور موکل غائب ہوگیا وکیل کو اُسے دینا لازم ہے۔ مدعی [1] کی طلب پر مدعی علیہ [2] نے وکیل کیا اور مدعی علیہ غائب ہوگیا وکیل کو پیروی کرنی لازم ہے ایک چیز رہن رکھی ہے اور عقد رہن کے اندر یا بعد میں راہن [3] نے توکیل بالبیع شرط کردی اس صورت میں وکیل کو بیع کر کے مرتہن [4] کا دَین ادا کرنا ضروری ہے جو وکیل اجرت پر کام کرتے ہوں جیسے دلال آڑھتی [5] وہ کام کرنے پر مجبور ہیں انکار نہیں کرسکتے۔ [6] (درمختار)

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے یا نہیں

مسئلہ ۷۶: وکیل جس چیز کے بارے میں وکیل ہے بغیر اجازت موکل اُس میں دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا مثلاً زید نے عمرو سے ایک چیز خریدنے کو کہا عمرو بکر سے کہہ دے کہ تُو خرید کر لا یہ نہیں ہوسکتا یعنی وکیل الوکیل جو کچھ کرے گا وہ موکل پر نافذ نہیں ہوگا۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۷۷: وکیل کو موکل نے اس کی اجازت دے دی ہے کہ وہ خود کردے یا دوسرے سے کرادے تو وکیل بنانا جائز ہے یا اُس کام کے لیے اُس نے اختیارِ تام [8] دے دیا ہے مثلاً کہہ دیا ہے کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اس صورت میں بھی وکیل بنانا جائز ہے۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۷۸: ایک شخص کو زکوۃ کے روپے دے کر کہا کہ فقیروں کو دے دو اس نے دوسرے کو کہا اُس نے تیسرے کو کہا غرض یہ کہ جو بھی فقیروں کو دے دے گا زکوۃ ادا ہو جائے گی موکل کو اجازت دینے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے ایک کو کہا اُس نے دوسرے سے کہہ دیا دوسرے نے تیسرے سے کہا غرض آخر والے نے خریدا تو اوّل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر جائز کرے گا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ [10] (درمختار)

---

[1] ......دعویٰ کرنے والا۔
[2] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔
[3] ......گروی رکھنے والا۔
[4] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے۔
[5] ......کمیشن لیکر چیز فروخت کرنے والا۔
[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۱.
[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۲.
[8] ......مکمل اختیار۔
[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۳.
[10] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۷۹: اذن یا تفویض (کام اس کی رائے پر سپرد کرنے) کی وجہ سے وکیل نے دوسرے کو وکیل بنایا تو یہ وکیل ثانی [1] وکیل کا وکیل نہیں ہے بلکہ موکل کا وکیل ہے اگر وکیل اوّل اسے معزول [2] کرنا چاہے معزول نہیں کرسکتا نہ اُس کے مرنے سے یہ معزول ہوسکتا ہے موکل کے مرنے سے دونوں معزول ہو جائیں گے۔ [3] (بحر)

مسئلہ ۸۰: وکیل نے وہ کام کیا جس کے لیے وکیل تھا اور حقوق میں اُس نے دوسرے کو وکیل بنایا یہ جائز ہے اس کے لیے نہ اذن کی ضرورت ہے نہ تفویض کی مثلاً خریدنے کا وکیل تھا اس نے خریدا اور مبیع پر قبضہ کے لیے یا عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے لیے یا اُس کے متعلق دعویٰ کرنا پڑے اس کے لیے بغیر اذن وتفویض بھی وکیل کرسکتا ہے کہ ان سب کاموں میں وکیل اصیل ہے۔ [4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸۱: وکیل نے بغیر اذن وتفویض دوسرے کو وکیل کر دیا دوسرے نے پہلے کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کام کیا اور اوّل نے اُسے جائز کر دیا تو جائز ہوگیا بلکہ کسی اجنبی نے کر دیا اُس نے جائز کر دیا جب بھی جائز ہوگیا اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کے لیے ثمن مقرر کر دیا ہے کہ چیز اتنے میں بیچنا اور ثانی نے اوّل کی غیبت میں بیچ دی تو جائز ہے یعنی اوّل کی رائے سے کام ہوا اور یہ بیع موکل پر نافذ ہوگی کیونکہ اُس کی رائے اس صورت میں یہی ہے کہ ثمن کی مقدار متعین کر دے اور یہ کام اُس نے کر دیا۔ خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اجنبی نے خریدی اور وکیل نے جائز کر دی جب بھی اُسی اجنبی کے لیے ہے۔ [5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۸۲: ایسی چیزیں جو عقد نہیں ہیں جیسے طلاق، عتاق ان میں کسی کو وکیل کیا وکیل نے دوسرے کو وکیل کر دیا ثانی نے اوّل کی موجودگی میں طلاق دی یا اجنبی نے طلاق دی وکیل نے جائز کر دی طلاق نہیں ہوگی۔ [6] (درمختار)

(وکالت عامہ وخاصہ)

مسئلہ ۸۳: وکالت کبھی خاص ہوتی ہے کہ ایک مخصوص کام مثلاً خریدنے یا بیچنے یا نکاح یا طلاق کے لیے وکیل کیا اور کبھی عام ہوتی ہے کہ ہر قسم کے کام وکیل کو سپرد کر دیتے ہیں جس کو مختارِ عام کہتے ہیں مثلاً کہہ دیا کہ میں نے تجھے ہر کام میں وکیل کیا اس

---

[1] ......دوسرا وکیل۔ [2] ......برطرف۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۷.

[4] ......المرجع السابق، ص۲۹۸.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰٤.
و"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۸.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰٤.

صورت میں وکیل کو تمام معاوضات خریدنا بیچنا اجارہ دینا لینا سب کام کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے مگر بی بی کو طلاق دینا غلام کو آزاد کرنا یادوسرے تبرعات مثلاً کسی کو اسکی چیز ہبہ کردینا اس کی جائداد کو وقف کردینا اس قسم کے کاموں کا وکیل اختیار نہیں رکھتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۴: کسی سے کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ تمھیں سپرد کردیا یہ طلاق کا وکیل ہے مگر مجلس تک اختیار رکھتا ہے بعد میں نہیں اور اگر یہ کہا کہ عورت کے معاملہ میں، مَیں نے تم کو وکیل کیا تو مجلس تک مقتصر نہیں[2]۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۵: جس شخص کو دوسرے پر ولایت[4] نہ ہو اُس کے حق میں اگر تصرف کرے گا جائز نہیں ہوگا مثلاً غلام یا کافر نے اپنے نابالغ بچہ حر[5] مسلمان کا مال بیچ دیا یا اُس کے بدلے میں کوئی چیز خریدی یا اپنی نابالغہ لڑکی حرہ مسلمہ[6] کا نکاح کیا یہ جائز نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: نابالغ کے مال کی ولایت اُس کے باپ کو ہے پھر اُس کے وصی کو ہے یہ نہ ہو تو اس کے وصی کو ہے یعنی باپ کا وصی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے اس کے بعد دادا کو پھر دادا کے وصی کو پھر اس وصی کے وصی کو یہ بھی نہ ہو تو قاضی کو اس کے بعد وہ جس کو قاضی نے مقرر کیا ہو اس کو وصی قاضی کہتے ہیں پھر اُس کو جس کو اس وصی نے وصی کیا ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: ماں مرگئی یا بھائی مرا اور انھوں نے ترکہ چھوڑا اور اس مال کا کسی کو وصی کیا تو باپ یا اسکے وصی یا وصی وصی یا دادا یا اسکے وصی یا وصی وصی کے ہوتے ہوئے ماں یا بھائی کے وصی کو کچھ اختیار نہیں اور اگر ان مذکورین میں کوئی نہیں ہے تو ماں یا بھائی کے وصی کے متعلق اُس ترکہ کی حفاظت ہے اور اُس ترکہ میں سے صرف منقول چیزیں[9] بیع کرسکتا ہے غیر منقول کی بیع نہیں کرسکتا اور کھانے اور لباس کی چیزیں خرید سکتا ہے وبس۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۸۸: وصی قاضی بھی وہ تمام اختیارات رکھتا ہے جو باپ کا وصی رکھتا ہے ہاں اگر قاضی نے اُسے کسی خاص بات کا پابند کردیا ہے تو پابند ہوگا۔[11] (درمختار)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.
2. ......یعنی مجلس تک محدود نہیں بعد میں بھی اُس کو اختیار ہے۔
3. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.
4. ......سرپرستی، تصرف کا اختیار۔
5. ......آزاد جو غلام نہ ہو۔
6. ......آزاد مسلمان لڑکی جو لونڈی نہ ہو۔
7. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.
8. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.
9. ......وہ چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔
10. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۶.
11. ......المرجع السابق.

وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کا بیان

مسئلہ ۱: جس شخص کو خصومت یعنی مقدمہ میں پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے وہ قبضہ کا اختیار نہیں رکھتا یعنی اس کے موافق فیصلہ ہوا اور چیز دلادی گئی تو اُس پر قبضہ کرنا اس وکیل کا کام نہیں۔ یوہیں تقاضا کرنے کا[1] جس کو وکیل کیا ہے وہ بھی قبضہ نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار) مگر جہاں عرف اس قسم کا ہو کہ جو تقاضے کو جاتا ہے وہی دَین وصول بھی کرتا ہے جیسا کہ ہندوستان کا عموماً یہی عرف ہے کہ تجار کے یہاں سے جو تقاضے کو بھیجے جاتے ہیں وہی بقایا وصول کر کے لاتے بھی ہیں یہ نہیں ہے کہ تقاضا ایک کا کام ہو اور وصول کرنا دوسرے کا لہٰذا یہاں کے عرف کا لحاظ کرتے ہوئے تقاضا کرنے والا قبضہ کا اختیار رکھتا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲: خصومت[4] یا تقاضے کے لیے جس کو وکیل کیا ہے یہ مصالحت نہیں کرسکتے کہ ان کا یہ کام نہیں۔ تقاضے کے لیے جس کو قاصد بنایا ہے جس سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ہمارا یہ پیغام پہنچادینا وہ قبضہ کرسکتا ہے اُس مدیون[5] پر دعویٰ نہیں کرسکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳: جس کو صلح کے لیے وکیل بنایا ہے وہ دعویٰ نہیں کرسکتا اور دَین پر قبضہ کے لیے جسے وکیل کیا ہے وہ دعویٰ کرسکتا ہے۔ وکیل قسمۃ، وکیل شفعہ[7]، ہبہ میں رجوع کا وکیل۔ عیب کی وجہ سے رد کا وکیل[8] ان سب کو دعویٰ کرنے کا حق حاصل ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے ذمہ میرا دَین ہے تم اُس پر قبضہ کرو اور سب ہی پر قبضہ کرنا، وکیل نے تمام دَین پر قبضہ کیا صرف ایک روپیہ باقی رہ گیا یہ قبضہ صحیح نہیں ہوا کہ موکل کی اس نے مخالفت کی یعنی اگر وہ دَین جس پر قبضہ کیا ہے ہلاک ہو جائے تو موکل ذمہ دار نہیں موکل اُس مدیون سے اپنا پورا دَین وصول کرے گا۔[10] (درمختار)

---

[1] ...... یعنی قرضہ وصول کرنے کا۔

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۶.

[3] ...... "البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ، ج۷، ص۳۰۲.

[4] ...... مقدمہ لڑنے۔ [5] ...... مقروض۔

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷.

[7] ...... شفعہ کا وکیل۔ [8] ...... خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنے کا وکیل۔

[9] ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷.

[10] ...... المرجع السابق، ص۳۰۸.

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ میں نے اپنے ہر دَین کے تقاضا کا تجھے وکیل کیا یا میرے جتنے حقوق لوگوں پر ہیں اُن کے لیے وکیل کیا یہ توکیل اُن حقوق کے متعلق بھی ہے جو اس وقت موجود ہیں اور اُن کے متعلق بھی جواب ہوں گے اور اگر یہ کہا ہے کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دَین ہے اُس کے قبض کا وکیل کیا تو صرف وہی دَین مراد ہے جو اس وقت ہے جو بعد میں ہوں گے اُن کے متعلق وکیل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو شخص قبض دَین کا وکیل[2] ہے وہ نہ تو حوالہ قبول کرسکتا ہے نہ مدیون کو دَین ہبہ کرسکتا ہے نہ دَین معاف کر سکتا ہے نہ دَین کو مؤخر کرسکتا ہے یعنی میعاد نہیں مقرر کرسکتا نہ دَین کے مقابلے میں کوئی شے رہن[3] رکھ سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے اُسے وصول کر کے فلاں شخص کو ہبہ کر دے یہ جائز ہے اگر مدیون[5] یہ کہتا ہے میں نے دَین دے دیا اور موہوب لہ[6] بھی تصدیق کرتا ہے تو ٹھیک ہے اور موہوب لہ انکار کرتا ہے تو مدیون کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دَین وصول کرنے کا وکیل آیا اُس نے وصول کیا پھر دوسرا وکیل آیا کہ یہ بھی دَین وصول کرنے کا وکیل ہے یہ چاہتا ہے کہ وکیل اوّل نے جو کچھ وصول کیا ہے اُسے میں اپنے قبضہ میں رکھوں اُسے اس کا اختیار نہیں ہاں اگر وکیل دوم کو موکل نے یہ اختیارات دیے ہیں کہ جو کچھ موکل کی چیز کسی کے پاس ہو اُس پر قبضہ کرے تو وکیل اوّل سے لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: محتال لہ نے[9] محیل[10] کو وکیل کر دیا کہ محتال علیہ[11] سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔ یوہیں دائن نے[12] مدیون کو وکیل بنایا کہ وہ خود اپنے نفس سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔[13] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کفیل بالمال کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا اُس کو وکیل بنانا ویسا ہی ہے جیسے خود مدیون کو وکیل کیا جائے ہاں اگر

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الو کالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۰.

2 ......قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل۔ 3 ......گروی۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الو کالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۱.

5 ......مقروض۔ 6 ......جس کے لیے ہبہ کیا۔

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الو کالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۱.

8 ......المرجع السابق.

9 ......قرض دینے والے نے۔ 10 ......اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی قرض دار۔

11 ......وہ شخص کہ قرض دار نے اپنے قرض کی ادائیگی اس کے سپرد کر دی۔ 12 ......قرض دینے والے نے۔

13 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الو کالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۲.

مدیون کو وکیل کیا کہ تم اپنے سے دَین معاف کردو یہ توکیل صحیح ہے اور معاف کرنے سے پہلے موکل نے معزول کردیا یہ عزل[1] بھی صحیح ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: زید کے دو شخصوں کے ذمہ ہزار روپے ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ ان میں سے فلاں سے دَین وصول کرے عمرو نے بجائے اُس کے دوسرے سے وصول کیا یہ اُس کا قبضہ کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص پر ہزار روپے دَین ہے اور دوسرا اس کا کفیل ہے دائن نے وکیل کیا تھا مدیون سے وصول کرنے کے لیے، اُس نے کفیل سے وصول کرلیا یہ بھی صحیح ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے مدیون سے بجائے روپیہ کے سامان لیا اس چیز کو موکل[4] پسند نہیں کرتا ہے وکیل یہ سامان پھیر دے[5] اور دَین کا مطالبہ کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مدیون نے دائن کو کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر اُس میں سے اپنا حق لے لو اُس نے بیع کی اور ثمن پر قبضہ کرلیا پھر یہ ثمن ہلاک ہوگیا تو مدیون کا نقصان ہوا جب تک دائن نے ثمن پر جدید قبضہ نہ کیا ہو اور اگر مدیون نے چیز دیتے وقت یہ کہا اسے اپنے حق کے بدلے میں بیع کرلو تو ثمن پر قبضہ ہوتے ہی دَین وصول ہوگیا اگر ہلاک ہوگا دائن کا ہلاک ہوگا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے یہ کہا کہ فلاں کا تمھارے ذمہ دَین ہے اُس نے مجھے دَین لینے کے لیے[8] وکیل کیا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ مدیون اس کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے یا سکوت کرتا ہے[9]، اگر تصدیق کرتا ہے دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا پھر واپس لینے کا اس کو اختیار نہیں۔ باقی دو صورتوں میں مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس نے دے دیا تو واپس لینے کا اختیار نہیں۔ پھر موکل آیا اس نے وکالت کا اقرار کرلیا تو معاملہ ختم ہے اور اگر وکالت سے انکار

---

[1] ...... برطرف کرنا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۲۱۰.

[3] ......"الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

[4] ......وکیل کرنے والا۔

[5] ......سامان واپس کردے۔

[6] ......"الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

[7] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوکالۃ، فصل فیما یکون وکیلاً وما لا یکون، ج۲، ص۱۴۷-۱۴۸.

[8] ......قرض وصول کرنے کے لیے۔

[9] ...... خاموشی اختیار کرتا ہے۔

کرتا ہے اور مدیون[1] سے دَین[2] لینا چاہتا ہے اگر مدیون نے دعویٰ کیا کہ تم نے فلاں کو وکیل کیا تھا میں نے اُسے دے دیا اور اُس کی توکیل کو گواہوں سے ثابت کر دیا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں دائن[3] پر حلف[4] دیا گیا اس نے حلف سے انکار کر دیا مدیون بری ہو گیا اور اگر اس نے حلف کر لیا کہ میں نے اُسے وکیل نہیں کیا تھا تو مدیون سے اپنا دَین وصول کرے گا۔ پھر اُس وکیل کے پاس اگر وہ چیز موجود ہے تو مدیون اُس سے وصول کرے اور ہلاک کر دی ہے تو تاوان لے سکتا ہے اور اگر ہلاک ہو گئی ہو اور مدیون نے اس کی تصدیق کی تھی تو کچھ نہیں لے سکتا اور تکذیب کی تھی یا سکوت کیا تھا یا تصدیق کی تھی مگر ضمان کی شرط کر لی تھی تو جو کچھ دائن کو دیا ہے اس وکیل سے واپس لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے کہا فلاں شخص کی امانت تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل بالقبض کیا ہے امین اگرچہ اس کی تصدیق کرتا ہو امانت دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر امین نے دے دی تو اب واپس لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر امین سے کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت والی چیز خرید لی ہے اُس کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اگرچہ امین اُس کی تصدیق کرتا ہو اور اگر امین سے یہ کہتا ہے کہ جس نے امانت رکھی تھی اُس کا انتقال ہو گیا اور یہ چیز بطور وصیت یا وراثت مجھے ملی ہے اگر امین اس کی بات کو سچ مانتا ہے حکم دیا جائے گا کہ اس کو دے دے بشرطیکہ میت پر دَین مستغرق نہ ہو[6] اور اگر امین اُس کی بات سے منکر ہے[7] یا کہتا ہے مجھے نہیں معلوم تو اس صورت میں جب تک ثابت نہ کر دے، دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔[8] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۶: دائن نے مدیون سے کہا تم فلاں شخص کو دے دینا پھر دوسرے موقع پر کہا اُس کو مت دینا مدیون نے کہا میں تو اُسے دے چکا اور وہ شخص بھی اقرار کرتا ہے کہ مجھے دیا ہے مدیون دَین سے بری ہو گیا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دائن نے مدیون کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا روپیہ بھیج دو مدیون نے اسی کے ہاتھ بھیج دیا تو دائن کا ہو گیا اگر ہلاک ہو گا دائن کا ہو گا اور اگر دائن نے مدیون سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ بھیج دینا یا میرے بیٹے کے ہاتھ یا اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیج دینا مدیون نے بھیج دیا اور ضائع ہوا تو مدیون کا ضائع ہوا اور اگر دائن نے یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے کو یا اپنے بیٹے کو دے دینا وہ مجھے

---

[1] ......مقروض۔ [2] ......قرض۔ [3] ......قرض دینے والا۔ [4] ......قسم۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة،الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحكام التوكيل...إلخ، ج٣،ص٦٢٣.

[6] ......یعنی اتنا قرض نہ ہو جو اس کے چھوڑے ہوئے مال سے زیادہ ہو۔ [7] ......یعنی انکار کرتا ہے۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج٨،ص٣١٣.

و"الهداية"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج٢،ص١٥١.

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة،الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحكام التوكيل...إلخ، ج٣،ص٦٢٥.

لاکے دے دیگا یہ توکیل ہے اگر ضائع ہوگا دائن کا نقصان ہوگا۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مدیون نے کسی کو اپنا دَین ادا کرنے کا وکیل کیا اُس نے ادا کردیا تو جو کچھ دیا ہے مدیون سے لے گا اور اگر یہ کہا ہے کہ میری زکوٰۃ ادا کردینا یا میری قسم کے کفارہ میں کھانا کھلا دینا اور اس نے کردیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ضامن ہوں تو وصول کرسکتا ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ فلاں کو اتنے روپے ادا کردینا، یہ نہیں کہا کہ میری طرف سے، نہ یہ کہ میں ضامن ہوں، نہ یہ کہ وہ میرے ذمہ ہوں گے، اس نے دے دیے، اگر یہ اُس کا شریک یا خلیط یا اُس کی عیال میں ہے یا اس پر اُسے اعتماد ہے تو رجوع کرے گا ورنہ نہیں خلیط کے معنی یہ ہیں کہ دونوں میں لین دین ہے یا آپس میں دونوں کے یہ طے ہے کہ اگر ایک کا دوسرے کے پاس قاصد یا وکیل آئے گا تو اُس کے ہاتھ بیع کرے گا اُسے قرض دیدیگا۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک ہی شخص دائن و مدیون دونوں کا وکیل ہو کہ ایک کی طرف سے خود ادا کرے اور دوسرے کی طرف سے خود ہی وصول کرے یہ نہیں ہوسکتا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مدیون نے ایک شخص کو روپے دیے کہ میرے ذمہ فلاں کے اتنے روپے باقی ہیں یہ دے دینا اور رسید لکھوا لینا روپے اُس نے دے دیے مگر رسید نہیں لکھوائی اُس پر ضمان نہیں یعنی اگر دائن انکار کرے تو تاوان لازم نہ ہوگا اور اگر مدیون نے یہ کہا تھا کہ جب تک رسید نہ لے لینا دینا مت اور اُس نے بغیر رسید لیے دے دیے تو ضامن ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: جس کو دَین ادا کرنے کو کہا ہے اُس نے اُس سے بہتر ادا کیا جو کہا تھا تو ویسا رجوع کرے گا جیسا ادا کرنے کو کہا تھا اور اُس سے خراب ادا کیا تو جیسا دیا ہے ویسا ہی لے گا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کو اپنے حقوق وصول کرنے اور مقدمات کی پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ موکل پر (یعنی مجھ پر) جو دعوی ہو اُس میں تو وکیل نہیں یہ صورت توکیل کی جائز ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وکیل نے ایک شخص پر مال کا

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة،الباب السابع فی التوکیل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳،ص۶۲٦.

[2] ......المرجع السابق .

[3] ......المرجع السابق، فصل اذا وکل انساناً...إلخ،ص ٦٢٦-٦٢٧.

[4] ......المرجع السابق،ص ٦٢٧.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق ٦٢٨.

دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا مدعیٰ علیہ اپنے اوپر سے اس کو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے ادا کردیا ہے یا دائن نے معاف کردیا ہے یہ جوابدہی وکیل کے مقابل میں مسموع نہیں کہ وہ اس بات میں وکیل ہی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: وکیل بالخصومۃ[2] کو اختیار ہے کہ خصم[3] کے حق سے انکار کردے یا اُس کے حق کا اقرار کرلے مگر قاضی کے پاس اقرار کرسکتا ہے غیر قاضی کے پاس نہیں یعنی مجلس قضا[4] کے علاوہ دوسری جگہ اُس نے اقرار کیا اس کو اگر قاضی کے پاس خصم نے گواہوں سے ثابت کیا تو وکیل کا اقرار نہیں قرار پائے گا یہ البتہ ہوگا کہ گواہوں سے غیر مجلس قضا میں اقرار ثابت ہونے پر یہ وکیل ہی وکالت سے معزول[5] ہوجائے گا اور اس کو مال نہیں دیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: وکیل بالخصومۃ اقرار اُس وقت کرسکتا ہے جب اُس کی توکیل مطلق ہو اقرار کی موکل نے ممانعت نہ کی ہو اور اگر موکل نے اُس کو غیر جائز الاقرار قرار دیا ہے تو وکیل ہے مگر اقرار نہیں کرسکتا اگر قاضی کے پاس یہ اقرار کرے گا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور وکالت سے خارج ہوجائے گا اور اگر وکیل کیا ہے مگر انکار کی اجازت نہیں دی ہے تو انکار نہیں کرسکتا۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: توکیل بالاقرار صحیح ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقرار کا وکیل ہے یا یہ کہ کچہری میں جاتے ہی اقرار کرلے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وکیل سے کہہ دیا ہے کہ اولاً تم جھگڑا کرنا جو کچھ فریق کہے اُس سے انکار کرنا مگر جب دیکھنا کہ کام نہیں چلتا اور انکار میں میری بدنامی ہوتی ہے تو اقرار کرلینا اس وکیل کا اقرار صحیح ہے وہ موکل پر اقرار ہے۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: جو شخص دائن کا وکیل ہے مدیون نے بھی اُسی کو قبضہ کا وکیل کردیا یہ توکیل درست نہیں مثلاً وہ مدیون کے پاس آکر مطالبہ کرتا ہے مدیون نے اُسے کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر ثمن سے دَین ادا کردینا اگر فرض کرو اُس نے بیچی مگر ثمن

---

[1] "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.

[2] مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

[3] مدمقابل۔

[4] عدالت جہاں قاضی فیصلہ کرتا ہے۔

[5] برطرف۔

[6] "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.

[7] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، ج۳، ص۶۱۷.
و"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۰.

[8] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، ج۳، ص۶۱۷.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۰.

ہلاک ہوگیا تو مدیون کا ہلاک ہوا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کفیل بالنفس[2] قبض دَین کا وکیل[3] ہوسکتا ہے۔ یوہیں قاصد اور وکیل بالنکاح ان کو وکیل بالقبض کیا جاسکتا ہے وکیل بالنکاح مہر کا ضامن ہوسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: دَین قبضہ کرنے کا وکیل تھا اس نے کفالت کرلی یہ صحیح ہے مگر وکالت باطل ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: وکیل بیع نے[6] مشتری کی طرف سے بائع کے لیے ثمن[7] کی ضمانت کرلی یہ جائز نہیں پھر اگر اس ضمانت باطلہ کی بنا پر وکیل نے بائع کو ثمن اپنے پاس سے دے دیا تو بائع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر ادا کیا مگر ضمانت کی وجہ سے نہیں تو واپس نہیں لے سکتا کہ متبرع[8] ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: وکیل بالقبض نے مال طلب کیا مدیون نے جواب میں یہ کہا کہ موکل کو دے چکا ہوں یا اُس نے معاف کردیا ہے یا تمھارے موکل نے خود میری مِلک کا اقرار کیا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اس نے مِلک موکل کا اقرار کرلیا اور اس کی وکالت کو بھی تسلیم کیا مگر ایک عذر ایسا پیش کرتا ہے جس سے مطالبہ ساقط ہوجائے اور اس پر گواہ پیش نہیں کیے اب دوسری صورت منکر پر حلف کی ہے مگر حلف اگر ہوگا تو موکل پر نہ کہ وکیل پر لہٰذا اس صورت میں اُس شخص کو مال دینا ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: مشتری[11] نے عیب کی وجہ سے مبیع[12] کو واپس کرنے کے لیے کسی کو وکیل کیا وکیل جب بائع کے پاس[13] جاتا ہے بائع یہ کہتا ہے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہوگیا تھا لہٰذا واپسی نہیں ہوسکتی اس صورت میں جب تک مشتری حلف[14] نہ اُٹھائے بائع پر رد نہیں کرسکتا اور اگر وکیل نے بائع پر رد کردی پھر موکل آیا اس نے بائع کی تصدیق کی تو چیز اسی کی

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص ۳۱۱.

[2] ......شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

[3] ......قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالخصومۃ و القبض، ج۸،ص ۳۱۱.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......کسی چیز کے بیچنے کے وکیل نے۔ [7] ......بائع اور مشتری کی مقرر کردہ قیمت۔ [8] ......احسان کرنے والا۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص ۳۱۱.

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص ۳۱۳.

[11] ......خریدار۔ [12] ......جو چیز بیچی گئی، فروخت شدہ چیز۔ [13] ......بیچنے والے کے پاس۔ [14] ......قسم۔

ہوگی بائع کی نہ ہوگی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۳: زید نے عمرو کو دس روپے دیے کہ یہ میرے بال بچوں پر خرچ کرنا عمرو نے دس روپے اپنے پاس کے خرچ کیے وہ روپے جو دیے گئے تھے رکھ لیے تو یہ دس اُن دس کے بدلے میں ہوگئے اسی طرح اگر دَین ادا کرنے کے لیے روپے دیے تھے یا صدقہ کرنے کے لیے دیے تھے اس نے یہ روپے رکھ لیے اور اپنے پاس سے دَین ادا کر دیا یا صدقہ کر دیا تو ان صورتوں میں بھی ادلا بدلا ہوگیا۔ جو روپے زید نے دیے ہیں اُن کے رہتے ہوئے یہ حکم ہے اور اگر عمرو نے زید کے روپے خرچ کرڈالے اس کے بعد بال بچوں کے لیے چیزیں خریدیں وہ سب عمرو کی مِلک ہیں اور بچوں پر خرچ کرنا تبرع ہے[2] اور زید کے روپے جو خرچ کیے ہیں اُن کا تاوان دینا ہوگا اور یہ بھی ضرور ہے کہ خرچ کے لیے عمرو جو چیزیں خریدلایا اُن کی بیع کو زید کے روپے کی طرف نسبت کرے یا عقد کو مطلق رکھے اور اگر عمرو نے عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو یہ چیزیں عمرو کی ہوں گی اور زید کے بال بچوں پر خرچ کرنے میں متبرع ہوگا اور زید کے روپے اس کے ذمہ باقی رہیں گے یہی حکم دَین[3] ادا کرنے اور صدقہ کرنے کا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۴: زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے باقی ہیں اُن کو وصول کر کے خیرات کردو، عمرو نے اپنے پاس سے یہ نیت کرتے ہوئے خرچ کر دیے کہ جب مدیون[5] سے وصول ہوں گے تو اُنھیں رکھ لوں گا یہ جائز ہے یعنی عمرو پر تاوان نہیں اور اگر زید نے روپے دے دیے تھے اس نے وہ روپے رکھ لیے[6] اور اپنے پاس کے خیرات کر دیے تو تاوان نہیں۔[7] (بحر)

مسئلہ ۳۵: وصی یا باپ نے بچہ پر اپنا مال خرچ کیا کیونکہ اُس کا مال ابھی آیا نہیں ہے تو اس کا معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر اُس نے اس پر گواہ بنالیے ہیں کہ یہ قرض دیتا ہوں یا میں خرچ کرتا ہوں اس کا معاوضہ لوں گا تو بدلا لے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

---

[1] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج۷، ص ۳۱۶.

[2] ......احسان، بھلائی ہے۔ [3] ......قرض۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج۷، ص۳۱۶-۳۱۷.

[5] ......مقروض۔

[6] ......لیکن اگر زید نے روپے دے دیے تھے اور اس نے وہ روپے خرچ کرڈالے اور اپنے پاس کے روپے خیرات کر دیے تو اس صورت میں عمرو پر تاوان ہے، كذا في البحر الرائق۔...علمیه

[7] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج۷، ص۳۱۷.

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب عزل الوكيل، ج۸، ص۳۱۵.

(وکیل بقبضِ العین)

مسئلہ ۳۶: جو شخص قبض عین (شے معین) کا وکیل ہو وہ وکیل بالخصومۃ[1] نہیں ہے مثلاً کسی نے یہ کہہ دیا کہ میری فلاں چیز فلاں شخص سے وصول کرو جس کے ہاتھ میں چیز ہے اُس نے کہا کہ موکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا معاملہ ملتوی ہو جائے گا جب موکل آجائے گا اُس کی موجودگی میں بیع کے گواہ پھر پیش کیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک شخص نے کسی کو بھیجا کہ میری زوجہ کو رخصت کرالاؤ عورت نے کہا شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور گواہوں سے طلاق ثابت کر دی اس کا اثر صرف اتنا ہوگا کہ رخصت کو ملتوی کر دیا جائے گا طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا جب شوہر آئے گا اُس کی موجودگی میں عورت کو طلاق کے گواہ پھر پیش کرنے ہوں گے۔[2] (عالمگیری، ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: ایک شخص قبض عین کا وکیل تھا اس کے قبضہ سے پہلے کسی نے وہ چیز ہلاک کر دی یہ اُس پر تاوان کا دعوی نہیں کر سکتا اور قبضہ کے بعد ہلاک کی ہے تو دعوی کر سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: کسی سے کہا میری بکری فلاں کے یہاں ہے اُس پر قبضہ کرو اس کہنے کے بعد بکری کے بچہ پیدا ہوا تو وکیل بکری اور بچہ دونوں پر قبضہ کرے گا اور اگر وکیل کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو چکا ہے تو بچہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ باغ کے پھل کا وہی حکم ہے جو بچہ کا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: وکیل کیا کہ میری امانت فلاں کے پاس ہے اُس پر قبضہ کرو اور وکیل کے قبضہ سے پہلے خود موکل نے قبضہ کر لیا اور پھر دوبارہ اُس کو امانت رکھ دیا اب وکیل نہ رہا یعنی قبضہ نہیں کر سکتا موکل کے قبضہ کرنے کا چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مالک نے حکم دیا تھا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے اُس پر آج قبضہ کرو تو اُسی دن قبضہ کرنا ضرور نہیں دوسرے دن بھی قبضہ کر سکتا ہے اور اگر کہا تھا کہ کل قبضہ کرنا تو آج نہیں قبضہ کر سکتا اور اگر کہا تھا کہ فلاں کی موجودگی میں قبضہ کرنا تو بغیر اُس کی موجودگی کے قبضہ کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر کہا تھا کہ گواہوں کے سامنے قبضہ کرنا تو بغیر گواہوں کے قبضہ کر سکتا ہے اور اگر

---

[1]...... مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

[2]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ، فصل فی الوكيل...إلخ، ج۳، ص۶۲۹.
و"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج۲، ص۱۴۹-۱۵۰.

[3]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ، فصل فی الوكيل...إلخ، ج۳، ص۶۲۹.

[4]...... المرجع السابق.

[5]...... المرجع السابق، ص۶۳۰.

کہا بغیر فلاں کی موجودگی کے قبضہ نہ کرنا تو غیبت میں [1] قبضہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ایک شخص نے گھوڑا عاریت لیا اور کسی کو بھیجا کہ اُسے لاؤ یہ اُس پر سوار ہو کر لے گیا اگر گھوڑا ایسا ہے کہ بغیر سوار ہوئے قابو میں آسکتا ہے تو یہ ضامن ہے اور قابو میں نہیں آسکتا ہے تو ضامن نہیں۔[3] (عالمگیری)

وکیل کو معزول کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: وکالت عقود لازمہ میں سے نہیں یعنی نہ موکل پر اس کی پابندی لازم ہے نہ وکیل پر، جس طرح موکل جب چاہے وکیل کو برطرف کرسکتا ہے وکیل بھی جب چاہے دست بردار ہوسکتا ہے[4] اسی وجہ سے اس میں خیار شرط نہیں ہوتا کہ جب یہ خود ہی لازم نہیں تو شرط لگانے سے کیا فائدہ۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲: وکالت کا بالقصد حکم نہیں ہوسکتا یعنی جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز شامل نہ ہو محض وکالت کا قاضی حکم نہیں دے گا مثلاً یہ کہ زید عمرو کا وکیل ہے۔ اگر مدیون پر وکیل نے دعوی کیا اور وہ اس کی وکالت سے انکار کرتا ہے تو اب یہ بیشک اس قابل ہے کہ اس کے متعلق قاضی اپنا فیصلہ صادر کرے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۳: موکل وکیل کو معزول کرے یا وکیل خود اپنے کو معزول کرے بہر حال دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضرور ہے جب تک علم نہ ہوگا معزول نہ ہوگا اگرچہ وہ نکاح یا طلاق کا وکیل ہو جس میں وکیل کو معزولی کی وجہ سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا۔ عزل کی کئی صورتیں ہیں وکیل کے سامنے موکل نے کہہ دیا کہ میں نے تم کو معزول کردیا یا لکھ کر دے دیا یا وکیل کے یہاں کسی سے کہلا بھیجا جس کو بھیجا وہ عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ جا کر یہ کہے کہ موکل نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تم کو یہ خبر پہنچادوں کہ اُس نے تمھیں معزول کردیا۔ اور اگر اُس نے خود کسی کو نہیں بھیجا ہے بلکہ بطور خود کسی نے یہ خبر پہنچائی تو اس کے لیے ضرور ہے کہ وہ خبر لے جانے والا عادل ہو یا دو شخص ہوں۔[7] (بحرالرائق)

---

[1] ......غیر موجودگی میں۔

[2] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی الوکیل...إلخ،ج۳،ص۶۳۰.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......یعنی وکالت چھوڑ سکتا ہے۔

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب عزل الوکیل،ج۷،ص۳۱۷.

[6] ......المرجع السابق. [7] ......المرجع السابق،ص ۳۱۷-۳۱۸.

مسئلہ ۴: اگر وکالت کے ساتھ حق غیر متعلق ہو جائے تو موکل وکیل کو معزول نہیں کرسکتا مثلاً وکیل بالخصومۃ [1] جس کو خصم [2] کے طلب کرنے پر وکیل بنایا گیا اس کو موکل معزول نہیں کرسکتا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۵: طلاق وعتاق کا وکیل۔ موکل کا مال بیع کرنے کا وکیل۔ کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل یہ سب اپنے کو بغیر علم موکل معزول کرسکتے ہیں یعنی اپنے کو خود معزول کرنے کے بعد یہ سب کام کیے تو نافذ نہیں ہوں گے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۶: قبض دَین کے لیے [5] وکیل کیا تھا مدیون [6] کی عدم موجودگی میں اسے معزول کرسکتا ہے اور اگر مدیون کی موجودگی میں وکیل کیا ہے تو عدم موجودگی میں معزول نہیں کرسکتا مگر جبکہ مدیون کو اسکی معزولی کا علم ہو جائے یعنی مدیون کو اسکی معزولی کا علم نہیں تھا اور دَین اس کو دے دیا بری الذمہ ہو گیا دائن [7] اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا اور مدیون کو معلوم تھا اور دے دیا تو بری الذمہ نہیں ہے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو راہن [9] نے وکیل کیا تھا کہ شے مرہون [10] کو بیع کر کے دَین ادا کردے اُس نے اپنے کو مرتہن [11] کی موجودگی میں معزول کردیا اور مرتہن اس پر راضی بھی ہو گیا تو معزول ہو گیا ورنہ نہیں۔ [12] (درمختار)

مسئلہ ۸: وکالت قبول کرنے کے بعد وکیل کا یہ کہنا میں نے وکالت کو لغو کردیا میں وکالت سے بری ہوں ان الفاظ سے معزول نہیں ہوگا اگرچہ یہ الفاظ موکل کے سامنے کہے۔ یوہیں موکل کا توکیل سے انکار کردینا بھی عزل نہیں ہے۔ [13] (درمختار)

مسئلہ ۹: وکیل نے وکالت رد کردی رد ہو گئی مگر اس کے لیے موکل کو معلوم ہونا شرط ہے مثلاً موکل نے وکیل کیا جس کی خبر وکیل کو پہنچی وکیل نے رد کردی کہہ دیا مجھے منظور نہیں مگر اس کا علم موکل کو نہیں ہوا پھر اس نے وکالت قبول کرلی وکیل ہو گیا۔ وکیل نے وکالت قبول کرلی اس کے بعد موکل نے کہا وکالت رد کردو اُس نے کہا میں نے رد کردی رد ہو گئی۔ [14] (عالمگیری)

---

[1] ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔ [2] ......مدمقابل۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷ص۳۱۷.

[4] ......المرجع السابق، ص۳۲۰.

[5] ......قرض پر قبضہ کرنے کے لیے۔ [6] ......مقروض۔ [7] ......قرض دینے والا۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

[9] ......اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھنے والا۔ [10] ......وہ چیز جو گروی رکھی گئی ہے۔ [11] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے۔

[12] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

[13] ......المرجع السابق.

[14] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب التاسع فیما یخرج بہ الوکیل عن الوکالۃ، مسائل متفرقۃ من العزل وغیرہ، ج۳، ص۶۳۹.

مسئلہ ۱۰: توکیل کو شرط پر معلق کرسکتے ہیں مثلاً یہ کام کروں تو تم میرے وکیل ہو مگر اس کے عزل کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے۔ توکیل کو شرط پر معلق کیا تھا اور شرط پائی جانے سے پہلے وکیل کو معزول کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۱: وکیل کو معزول کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس کام کے لیے اُس کو وکیل کیا ہے وہ اب تک نہ ہوا اور کام پورا ہوگیا تو معزول کرنے کی کیا ضرورت خود ہی معزول ہوگیا وہ کام ہی باقی نہ رہا جس میں وکیل تھا مثلاً دَین وصول کرنے کے لیے وکیل تھا دَین وصول کرلیا۔ عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل تھا اور نکاح ہوگیا۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۲: دونوں میں سے کوئی مرگیا یا اُس کو جنون مطبق ہوگیا وکالت باطل ہوگئی جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔ یوہیں مرتد ہوکر دارالحرب کو چلے جانے سے بھی وکالت باطل ہوجاتی ہے جبکہ قاضی نے اُس کے دارالحرب چلے جانے کا اعلان کردیا ہو پھر اگر مجنون ٹھیک ہوجائے یا مرتد مسلمان ہوکر دارالحرب سے واپس آجائے تو وکالت واپس نہیں ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: راہن نے کسی کو مرہون شے کی بیع کا وکیل کیا تھا یا خود مرتہن کو وکیل کیا تھا کہ دَین کی میعاد پوری ہونے پر چیز کو بیچ دینا اور راہن مرگیا اس کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی یہی حکم اُس کے مجنون ہونے یا معاذ اللہ مرتد ہوجانے کا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: امر بالید کا وکیل یعنی اُس کے ہاتھ میں معاملہ دے دیا گیا ہے اور بیع بالوفا کا وکیل یعنی مدیون نے دائن کو اپنی کوئی چیز دیدی ہے کہ اس کو بیچ کر اپنا حق وصول کرلو ان دونوں صورتوں میں بھی موکل کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: دو شخصوں میں شرکت تھی شریکین نے وکیل کیا تھا پھر ان میں جدائی و تفریق ہوگئی یعنی شرکت توڑ دی وکالت باطل ہوگئی اس صورت میں وکیل کو معلوم ہونے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ عزل حکمی ہے عزل حکمی میں معلوم ہونا شرط نہیں۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۰.

[2] ......المرجع السابق، ص۳۲۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۲.

[3] ......"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۳۲۲، ۳۲۳.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۳.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۴.

مسئلہ ۱۶: موکل [1] مکاتب تھا وہ بدل کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون تھا اس کے مولیٰ نے مجور کردیا یعنی اس کے تصرفات روک دیے ان دونوں صورتوں میں بھی ان کا وکیل معزول ہوجاتا ہے اور یہ بھی عزل حکمی ہے علم کی شرط نہیں مگر یہ اُسی وکیل کی معزولی ہے جو خصومت [2] یا عقود کا وکیل ہو اور اگر وہ اس لیے وکیل تھا کہ دَین ادا کرے یا دَین وصول کرے یا ودیعت پر قبضہ کرے وہ معزول نہیں ہوگا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جس کام کے لیے وکیل کیا تھا موکل نے اُسے خود ہی کرڈالا وکیل معزول ہوگیا کہ اب وہ کام کرنا ہی نہیں ہے۔ اس سے مراد وہ تصرف ہے کہ موکل کے ساتھ وکیل تصرف نہ کرسکتا ہو مثلاً غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنے کا وکیل تھا مولیٰ [4] نے خود ہی آزاد کردیا یا مکاتب کردیا یا کسی عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا اُس نے خود ہی نکاح کرلیا یا کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خود خرید لی یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا تھا موکل نے خود ہی تین طلاقیں دے دیں یا ایک ہی طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی یا خلع کا وکیل تھا اُس نے خود خلع کرلیا اور اگر وکیل بھی تصرف کرسکتا ہے عاجز نہیں ہے تو وکالت باطل نہیں ہوگی مثلاً طلاق کا وکیل تھا موکل نے ابھی ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت باقی ہے وکیل بھی طلاق دے سکتا ہے یا طلاق کا وکیل تھا شوہر نے خلع کیا اندرون عدت [5] وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ بیع کا وکیل تھا اور موکل نے خود بیع کردی مگر وہ چیز موکل پر واپس ہوئی اُس طریقہ پر جو فسخ ہے تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے اُس چیز کو بیع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اگر ایسے طور پر چیز واپس ہوئی جو فسخ نہیں ہے تو وکیل کو اختیار نہ رہا۔ [6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: ہبہ کرنے کا وکیل کیا تھا اور موکل نے خود ہبہ کردیا اس کے بعد اپنا ہبہ واپس لے لیا وکیل کو ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بیع کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے اُس چیز کو رہن رکھ دیا یا اجرت پر دیدیا وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے۔ [7] (بحر)

مسئلہ ۱۹: مکان کرایہ پر دینے کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے خود کرایہ پر دے دیا پھر اجارہ فسخ ہوگیا وکیل کی وکالت لوٹ آئی۔ [8] (بحر)

---

[1] ......وکیل کرنے والا۔ [2] ......مقدمہ۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۵.

[4] ......آقا، مالک۔ [5] ......عدت کے دوران۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲٤.

[7] ......المرجع السابق. [8] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۰: مکان بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں جدید تعمیر کی وکالت جاتی رہی۔ یوہیں زمین بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں پیڑ لگا دیئے۔ اور اگر موکل نے اُس میں زراعت کی کھیت کو بو دیا تو وکیل زمین کو بیچ سکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۱: ستو[2] خریدنے کو کہا اُس میں گھی مل دیا گیا یا تل خریدنے کو کہا تھا پَیل کر[3] تیل نکال لیا گیا وکالت باطل ہوگئی اور اگر ان کی بیع کا وکیل تھا تو وکالت باقی ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۲: ایک چیز کی بیع کا وکیل کیا تھا اُس کو خود موکل نے بیچ ڈالا اس کی اطلاع وکیل کو نہیں ہوئی اُس نے بھی ایک شخص کے ہاتھ بیع کر دی اور مشتری سے ثمن بھی وصول کر لیا مگر اس کے پاس سے ضائع ہو گیا اور مبیع ابھی مشتری کو دی نہیں تھی کہ ہلاک ہوگئی مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا اور وکیل موکل سے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۳: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تم جس کو چاہو وکیل کر دو وکیل نے کسی کو وکیل کیا وکیل اوّل چاہے تو اسے معزول بھی کر سکتا ہے اور اگر مؤکل نے یہ کہا تھا کہ فلاں کو وکیل کر لو اور وکیل نے اُس کو وکیل مقرر کیا اب اُس کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کو تم چاہو تو وکیل کر لو اب اسے معزول بھی کر سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مدیون سے کہہ دیا جو شخص تمھارے پاس فلاں نشانی کے ساتھ آئے تم اُس کو دے دینا یا جو شخص تمہاری انگلی پکڑ لے یا جو شخص تم سے یہ بات کہہ دے اُس کو دَین[7] ادا کر دینا ان سب صورتوں میں توکیل صحیح نہیں کہ مجہول[8] کو وکیل بنانا ہے اگر مدیون[9] نے اُسے دے دیا بریٔ الذمہ نہیں ہوا۔[10] (درمختار)

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

---

[1] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب عزل الوكيل، ج٧، ص٣٢٤.

[2] ......بھنے ہوئے اناج کا آٹا۔

[3] ......تیل یا رس بیلنے کے آلے میں پیس کر۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب عزل الوكيل، ج٧، ص٣٢٤۔٣٢٥.

[5] ......المرجع السابق، ص٣٢٥.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوكالة، الباب العاشر في المتفرقات، ج٣، ص٦٤٠.

[7] ......قرض۔ [8] ......غیر معین شخص۔ [9] ......مقروض۔

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب عزل الوكيل، ج٨، ص٣٢٦.